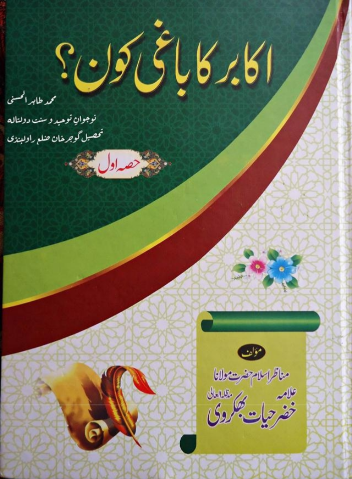

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکابر کا باغی کون؟

حصہ اول

مؤلف
ترجمان مسلک علماء دیوبند
سرمایہ اہلسنت
فاتح مذاہب باطلہ
مناظر اسلام
حضرت مولانا
علامہ خضر حیات بھکروی مدظلہ العالی

www.facebook.com/AllamaKhizarHayat
www.facebook.com/NTS.pak
www.ntscamp.wordpress.com
www.ziaetoheed.com
www.nidaehaq.com
www.panjpir.com
www.alishaat.com

دعا ور میری یاد رکھیئے گا اللہ مجھے اپنی جماعت کا اور زیادہ کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آپکا بھائی محمد طاہر الحسنی ---

17/07/2013

{ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں }

نام کتاب:.......اکابر کا باغی کون؟

تالیف:.......مناظر اسلام علامہ خضر حیات بھکروی مدظلہ العالی

طبع اول:.......رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ

تعداد:....... 1100

ضخامت:.......280 صفحات

قیمت:.......

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ حسینیہ اٹک	☆ مکتبہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی
☆ مکتبہ حسینیہ سرگودھا	☆ مکتبہ حقانیہ ویسہ (اٹک)
☆ اشاعت اکیڈمی (پشاور)	☆ مکتبہ ایمان ٹاؤن (صوابی)
☆ مکتبہ علمیہ (اکوڑہ خٹک)	☆ مکتبہ حقانیہ جی ٹی روڈ (گوجرانوالہ)
☆ مکتبہ مدنی (میانوالی)	☆ فاروقی کتب خانہ (اکوڑہ خٹک)
☆ مکتبہ فاروقیہ حسن ابدال	☆ مکتبہ عثمانیہ تلہ گنگ
☆ اشاعت اسلامی کیسٹ ہاؤس جھنگ	☆ مکتبہ اسلامیہ (جامعہ اسلامیہ) فیصل آباد
☆ مکتبہ محمدیہ منڈی بہاؤالدین	☆ اسلامی کتب خانہ (جامعہ ... صوابی)

نوٹ

کوشش کی گئی ہے کہ عبارات اور بالخصوص آیات و احادیث ... [illegible] ... اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ... ان شاء اللہ العزیز آئندہ ایڈیشن میں آپ کے تعاون کے ساتھ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
☆ ابتدائیہ	9	☆ {تصویر کا دوسرا رخ}	60
☆ {چند اہم انکشافات}	13	☆ بغاوت نمبر 1	60
☆ {بریلویوں سے اتحاد کی آرزوئیں}	14	{اکابر پر سنیوں، دیوبندیوں اور وہابیوں سے بیزار ہونے کا الزام}	
☆ {مفتی صاحب کی گزارشات کے اہم نکات}	17	☆ {مذہبی خودکشی کی شرمناک مثال}	76
☆ {دیوبندی بریلوی اتحاد کے سلسلہ میں جناب مفتی عبدالشکور صاحب کی ایک اہم تحریر}	20	☆ بغاوت نمبر 2 {اکابر دیوبند پر مرزائیت اور جہالت کا الزام}	76
☆ پیر عزیز الرحمن ہزاروی صاحب اور عبدالحفیظ مکی صاحب کے مرشد کا تعارف از مجلہ المصطفیٰ	23	☆ {خلاصہ ارشادات اکابر دیوبند}	77
		☆ حقیقت موت کے بارے میں تحقیق اکابر	78
☆ {طوطی مالکی صاحب کے نظریات}	24	☆ {بغاوت نمبر 3} {اکابر پر توہین ختم نبوت کے انکار کا الزام}	83
☆ لکھنوی صاحب کے بارے مولانا مکی صاحب کا اہم انکشاف	29		
☆ {اتحادی فرقہ کی چند خصوصیات}	30	☆ {مذہبی خودکشی کا عبرتناک نمونہ}	90
☆ {پیر صاحب کا [illegible]}	44	☆ {بغاوت نمبر 4} {خطرناک دھاندلی}	92
☆ اتحادی تلبیس	50	☆ {مرید کا پیر کو چیلنج} واقعہ عزیر کے بارے میں تحقیق اکابر	93
☆ اتحادیوں کی پروپیگنڈہ مہم	54		
☆ {تصویر کا پہلا رخ}	56	☆ استدراک	98

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
☆ {اہم انکشاف}	98	☆ {بغاوت نمبر 11}	137
☆ {بغاوت نمبر 5} {اکابر پر تحریف اور مخالفت اجماع کا الزام}	98	{اکابر پر قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع کے انکار کا الزام}	
		☆ {علامہ محمد اسلام کا تعارف}	141
☆ {بغاوت نمبر 6} {اکابر علماء دیوبند پر مرزائیت کا الزام}	104	☆ {بغاوت نمبر 12} {اکابر پر اعتزال کا الزام}	144
☆ یہ معاملہ ہو سماع موتیٰ...	105	☆ {اوکاڑوی صاحب کے امام "سدی" کا تعارف}	148
☆ {بغاوت نمبر 7} {اوکاڑوی صاحب کی سینہ زوری کا نمونہ}	113	☆ {جناب اوکاڑوی صاحب معتزلہ کی گود میں}	152
☆ {بغاوت نمبر 8} کیا مولانا فیاض صاحب اکابر سے زیادہ سمجھے ہیں؟	116	☆ {بغاوت نمبر 13} {اجسام مثالیہ یا فوٹو سٹیٹ}	152
☆ {بغاوت نمبر 9} {فحش، ریکارڈ جھوٹ}	118	☆ {بغاوت نمبر 14} اصل عقیدہ کا اظہار	161
☆ {اطلاع ضروری} مسئلہ عدم سماع اموات احناف کا اجماعی مسئلہ ہے۔	120	☆ {اکابرین علماء حرمین کا فیصلہ کن فتویٰ}	164
☆ {تمام امت کی تکفیر}	133	☆ عرب کے مشہور محدث علامہ البانی فرماتے ہیں۔	166
☆ {بغاوت نمبر 10 تحقیق جدید}	134		
☆ اوکاڑوی صاحب کی جدید تحقیق	135	☆ مفتی مکۃ المکرمۃ و خطیب مسجد الحرام کا فتویٰ	167

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
☆ {بغاوت نمبر 15} {نرالی تحقیق}	177	☆ {کشف کا حکم}	228
☆ رفیق اعلیٰ میں نبی کریم ﷺ کی روحانی حیات	182	☆ {بغاوت نمبر 18} {ائمہ و احادیث کا انکار}	230
☆ {فی الرفیق الاعلیٰ کے معنی}	185	☆ {بغاوت نمبر 19 تا 65} بخاری شریف ماسٹر صاحب کی نظر میں	231
☆ {بغاوت نمبر 16} {اکابر پر انکار قرآن اور قادیانی ہونے کا الزام}	188	☆ {بغاوت نمبر 66} ماسٹر صاحب کا امام ابن الہمام کے ساتھ رویہ	235
☆ {تحقیق نانوتوی کا خلاصہ}	191	☆ {بغاوت نمبر 67} ماسٹر صاحب کا حضرت معاویہؓ پر بہتان	235
☆ {تحقیق حیات شہداء از حضرت علامہ سید امیر علی دیوبندی}	191	☆ {بغاوت نمبر 68} تلمیذ مولانا ماسٹر (امین) صاحب حبیب اللہ ڈیروی صاحب کی محدثین پر تنقید	236
☆ {تحقیق حیات شہداء از مرشد معین علیؒ}	192		
☆ حضرات شہداء کی حیات روحانی ہے اور فی الجنۃ۔	197	☆ {بغاوت نمبر 69} حافظ حبیب اللہ صاحب کی امام بخاری پر بد اعتمادی	238
☆ {حضرت تھانویؒ کے باغی}	206	☆ {بغاوت نمبر 70} حافظ حبیب اللہ صاحب کی امام ابن حبان پر تنقید	238
☆ {حضرت گنگوہیؒ کے باغی}	211	☆ {بغاوت نمبر 71} حافظ حبیب اللہ صاحب کی امام حاکم پر جرح	238
☆ {حضرت نانوتویؒ کے باغی}	219		
☆ {بغاوت نمبر 17} {اصول اکابر اور غالی اتحادی}	225	☆ {بغاوت نمبر 72} حافظ حبیب اللہ صاحب کی امام بیہقی پر کڑی جرح	239

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
☆ {بغاوت نمبر 73} [illegible]	240	☆ {بغاوت نمبر 83} [illegible]	244
☆ {بغاوت نمبر 74} [illegible]	241	☆ {بغاوت نمبر 84} [illegible]	245
☆ {بغاوت نمبر 75} [illegible]	241	☆ {بغاوت نمبر 85} [illegible]	247
☆ {بغاوت نمبر 76} [illegible]	241	☆ {بغاوت نمبر 86} [illegible]	247
☆ {بغاوت نمبر 77} [illegible]	242	☆ {بغاوت نمبر 87} [illegible]	248
☆ {بغاوت نمبر 78} [illegible]	242	☆ {بغاوت نمبر 88} [illegible]	248
☆ {بغاوت نمبر 79} [illegible]	242	☆ {بغاوت نمبر 89} [illegible]	249
☆ {بغاوت نمبر 80} [illegible]	242	☆ {بغاوت نمبر 90} [illegible]	249
☆ {بغاوت نمبر 81} [illegible]	243		
☆ {بغاوت نمبر 82} [illegible]	243		

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
☆ {بغاوت نمبر 91} [illegible]	249	{ضمیمہ}	259
☆ {بغاوت نمبر 92} [illegible]	249	☆ {کیفیت موت [illegible]}	259
☆ {بغاوت نمبر 93} [illegible]	250	☆ {کیفیت موت کے بارے میں پہلا نظریہ}	259
☆ {بغاوت نمبر 94} [illegible]	250	☆ {کیفیت موت کے بارے میں دوسرا نظریہ}	260
☆ {بغاوت نمبر 95} [illegible] کے نزدیک بخاری کی کیا وقعت ہے؟	251	☆ {کیفیت موت کے بارے میں تیسرا نظریہ}	262
☆ {بغاوت نمبر 96} داڑھی کا کیا اعتبار	251	☆ {کیفیت موت کے بارے میں چوتھا نظریہ}	263
☆ {بغاوت نمبر 97} [illegible]	251	☆ {[illegible]}	264
☆ {بغاوت نمبر 98} تمام اہل السنت پر کفر کا فتویٰ	252	{[illegible]}	269
☆ {بغاوت نمبر 99 تا 119} [illegible]	255	☆ {[illegible]}	273
		☆ {[illegible]}	274
		☆ {اہم تنبیہ}	278

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

مجدد دین وملت، امام اہلسنت، رئیس المفسرین، مرشد الموحدین، زبدۃ الفقہاء والمحدثین، الحافظ، الامام، المجدد، حضرت مولانا حسین علی الوانی کی بے مثل تجدیدی خدمات کتاب وسنت کی نظیر گزشتہ کئی صدیوں تک ملنا مشکل ہے۔ علم وعمل کے اس آفتاب وماہتاب نے ہر قسم کی مدح وقدح سے بے نیاز ہو کر علم وعرفان اور رشد وہدایت کے ایسے دریا بہائے جو صدیوں تک ہر تشنہ کام کی پیاس بجھاتے رہیں گے۔ اور صفحہ عالم پر ایسے نقوش ثبت کیے جو راہرو منزل کے لیے مشعل راہ کا کام دیں گے۔

مؤرخ اسلام سید ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں:

حضرت شیخ دوست محمد قندھاری کے خلیفہ اعظم، خواجہ محمد عثمان دامانی نے ایک اسماعیل خان کے قصبہ موسیٰ زئی شریف میں بیٹھ کر خدا کو عشق کی حرارت اور نسبت نقشبندیہ کی سکینت سے معمور کر دیا۔ ان کے خلیفہ مفسر قرآن، داعی التوحید، والں بھچراں کے مولانا حسین علی صاحب ہوئے۔ ان سے اس پیمانے پر اصلاح عقائد کا کام ہوا، اور توحید خالص کا آوازہ بلند ہوا، جس کی نظیر اس زمانے میں مشکل ہے۔

(تاریخ دعوت وعزیمت: ج:۴ ص:۳۷۳)

مناظر اسلام مولانا محمد منظور نعمانی صاحب فرماتے ہیں:

اخلاص توحید اور اس کی دعوت وتبلیغ کے ساتھ اتنا شغف وانہماک اور شرک سے اتنی بیزاری بلکہ عداوت اور اتباع سنت کے ساتھ اس قدر اہتمام مجھے کہیں اور دیکھنا یاد نہیں۔ (مرشد کامل ص:۸)

مرشد الموحدین حضرت الوانی [illegible] نے جس دور میں دعوت [illegible] شروع فرمایا اس دور میں توحید وسنت کی طرف دعوت دینا اور شرک و بدعت کا [illegible] کے بس کا کام نہیں تھا۔ سارا ماحول شرک و بدعات کی کالی گھٹاؤں میں گھرا ہوا تھا۔ غیر اللہ کے لئے علم غیب، حاضر و ناظر، اختیارات و تصرفات ماننا عین ایمان سمجھا جاتا تھا۔ ہر پیر فقیر، قبر پرستی، تعزیہ اور مزارات سے مرادیں مانگنا، ان پر چڑھاوے چڑھانا، بزرگوں کے نام کے بکرے پالنا، [illegible] بزرگوں میں صفات الوہیت ماننا اور تمام تعظیمات الٰہیہ غیر اللہ کے لئے بجا لانا نجات تصور کیا جاتا تھا۔

انبیاء کرام کی بشریت مقدسہ کا صرف انکار کیا جاتا تھا بلکہ لفظ بشر کو انبیاء کرام کے حق میں انتہائی بے ادبی اور سخت گستاخی سمجھا جاتا تھا۔ ہر پیر فقیر کے بارے میں یہ عقیدہ رواج پا چکا تھا کہ ان پر موت اور [illegible] سے آتی ہے۔ حقیقت میں وہ بدستور سابق حیات حقیقیہ جسمانیہ کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں، اور ہر دعا پکار کو سنتے، جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اس لئے بزرگوں کی قبروں پر جھکنے، سجدے ہوتے، طواف ہوتے، اور اسکو اولیاء اللہ سے محبت کا معیار سمجھا جاتا تھا۔۔۔۔ اجبار ورہبان اور گدی نشین اس شرک و بدعت کی سرپرستی کرتے، اور ہر قسم کے شرک و بدعت کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔

حتیٰ کہ بعض ایسے علماء، جن کی فراغت دارالعلوم دیوبند سے تھی اپنے آپ کو دیوبندی ظاہر کرنے کی بھی جسارت نہیں کرتے تھے۔ توحید وسنت بیان کرنا اور شرک و بدعت کی تردید کرنا تو کجا الٹا توحید وسنت بیان کرنے والوں کے دشمن اور شرک و بدعت کے حامیوں کے حامی بنے ہوئے تھے یہ ایک مستقل مضمون ہے۔ اور اس میں بیسیوں حضرات کے اسمائے گرامی ہیں کہ باوجود دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے توحید کا نام لینے کی توفیق نہیں ہوئی اور ساری زندگی شرکیات و بدعات کی سرپرستی کرتے رہے۔

لیکن حضرت الوانی [illegible] نے پیغمبری طرز پر توحید وسنت کو ڈنکے کی چوٹ پر بیان کیا، ایسے لوگوں کی تخویف، [illegible] دھمکیاں، ایذاؤں اور پھبتیوں کی کوئی پرواہ

نہیں کی۔ بلکہ اپنی مخلص زندگی اشاعت توحید وسنت میں وقف کر دی۔ اور ایسے افراد تیار کیے جو توحید وسنت کے [illegible] کرنے والے پاک نفس اور ایثار و قربانی کا مجسمہ تھے۔ جنہوں نے توحید وسنت کا احیاء کیا اور قوم کے دردے مضطرب ہو کر کتاب وسنت کا پرچم بلند کرتے ہوئے اصلاح احوال کے لیے جملہ وسائل بروئے کار لائے اور راتوں کو جاگ کر پرنم آنکھوں کے ساتھ امت مسلمہ کی بھلائی کے لیے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوئے۔

ان کی کوششوں اور محنتوں سے شرک و بدعت کے اندھیرے ختم ہونے لگے اور توحید وسنت کی کرنیں پھیلنے لگیں۔ لاکھوں انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے دروازے کھول دیے، جو شرک و بدعت کو چھوڑ کر خالص توحید وسنت کے پروانے بنے۔ ان وارثان نبوت کے اخلاص اور دعوت سے جگہ جگہ مراکز توحید قائم ہونے لگے۔

قافلہ حقیقی کے سرکردہ مجاہدین میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ، شیخ القرآن مولانا محمد طاہر صاحبؒ، شیخ التفسیر قاضی نور محمد صاحبؒ، شمس الائمہ قاضی شمس الدین صاحبؒ، پیر طریقت امام الموحدین مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ، شیخ التفسیر مولانا محمد امیر بندیالوی صاحبؒ، امام اہلسنت سید محمد حسین شاہ صاحب نیلویؒ، شیخ الحدیث قاضی سجاد احمد بخاری صاحبؒ، شیخ التفسیر مولانا محمد امیر میانوالویؒ، شیخ التفسیر مولانا محمد زمان [illegible]ؒ، شیخ التفسیر مولانا محمد زمان میانوالویؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا سید [illegible] وغیرہ شامل ہیں۔

یہ وہ منصور مجاہدین اور قافلہ توحید وسنت کے سپہ سالار ہیں کہ نصرت خداوندی نے قدم بقدم ان کا ساتھ دیا۔ یہ حضرات ہر باطل کے مقابلہ میں سینہ سپر رہے۔ مخالفت کا تیغ و تبر ان کے پائے ثبات کو بھی متزلزل نہ کرسکا۔ جس فتنے نے سر اٹھایا ان حضرات نے اسے کچل دیا، پیغمبر اسلام کی شان میں جو زبان گستاخ ہوئی اسے کھینچ لیا۔ توحید وسنت کے بیان کرنے کے جرم میں بیڑیاں، ہتھکڑیاں اور گولیاں، ہر قسم کی تکلیفوں کو برداشت کیا، لیکن کبھی بھی حق کی آواز کو پست نہیں ہونے دیا۔ پورے عالم اسلام کے علمی طبقوں نے ان مخلصین کے مقاصد خدمات کی تحسین کی۔ اہل حق و انصاف نے ان کے علم و عمل اور روشن کردار کا اقرار کیا۔ مگر افسوس، جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے کہ مخالفین کے ساتھ ساتھ

[illegible] کرنے کی سازش میں شریک رہے ہیں۔ ان کی [illegible] بعض ایسے افراد جو اپنے آپ کو دیوبندی [illegible] کے نام پر کھانے کے باوجود بھی [illegible] ہے۔

[illegible] شیخ [illegible] کے ذریعے شہرت کے خواہاں تھے [illegible] امت کو بدنام کرنے کے [illegible] انہوں نے اپنے بدنہ شہرت کی [illegible] کو اچھال کر بطور آلہ کار استعمال کیا۔ ان [illegible] اور مختلف حیلے بہانوں سے ان اللہ والوں کی [illegible] کوشش شروع کر دی۔

ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کیں جن کے خلاف وہ خود برسرپیکار تھے۔ ان کی تحریروں اور تقریروں کو توڑ مروڑ کر ان پر بھی قسم کے فتوے لگائے۔ اس طرح دل کے [illegible] بغض و عناد کی آگ بجھائی گئی۔

دراصل ان حاسدین کو اختلاف مسائل توحید وسنت میں تھا اور ہے۔ اور یہ حاسدین علم غیب، حاضر و ناظر، تصرفات مافوق الاسباب اور غیر اللہ کی نذر و پکار جیسے مسائل کو [illegible] قرار دے کر اپنے عقائد کے معتقدین کا دفاع کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت آرہی ہے۔

لیکن حاسدین کو اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ حربہ بھی کامیاب نہیں ہو سکتا، اس لیے انہوں نے سلامت حیات کے رنگ میں آواز حق کو دبانے کی کوشش کی، مگر ہوا کیا؟ [illegible] ہر وار ناکام، اور محبت رسول ﷺ سے سینے لبریز کرنے والے اور قرآن و سنت کے انوارات کے امین وارثان انبیاء کرام نے سینہ سپر ہو کر ہر ایک کا مقابلہ کیا۔ اور [illegible] کو ہر میدان میں [illegible] پڑا۔ انہی حاسدین و معتقدین جماعتوں میں سے ایک گروہ آج کل پھر سر اٹھا رہا ہے۔ اس نے علماء حق کے خلاف اور مشرکین کی حمایت میں مختلف رسالے شروع کر رکھے ہیں یہ کون سی جماعت ہے۔۔۔؟ یہ وہی [illegible] صفدر اکاڑوی صاحب کا تیار کردہ گروہ ہے۔

جنہوں نے دیوبندیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔

جب کہ واقعہ یہ ہے کہ ان جھوٹوں اور منافقوں کو دیوبندیت سے کوئی تعلق ہے اور نہ دیوبندیت کو ان سے۔۔۔۔ آج کل اس ٹولے کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ کسی طریقے سے بریلویوں سے اتحاد ہو جائے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ انہوں نے اپنا اوپر دیوبندیت کی جو تہمت لگا رکھی ہے، وہ اس آرزو کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ بن رہی ہے۔ ان کا طریقہ واردات رضا خانیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ رضاخانی تو کھلم کھلا اکابر دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں۔۔۔ اور یہ لوگ تقیے کے لبادہ میں یہی دھندہ کرتے ہیں۔ اور انہوں نے انتہائی خطرناک دوغلی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ بظاہر تو اکابر کی اتباع کے خوب دعوے کرتے ہیں۔ اور اپنے مخصوص مسائل میں قرآن وسنت کے دلائل سے خالی دامن ہونے کی وجہ سے عبارات اکابر میں سر چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اندرون خانہ اکابر کی تحقیقات کے دھرت پرخچے اڑاتے ہیں، بلکہ حضرات اکابر کی تفسیق و تکفیر کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

راقم التحریر نے زیر نظر رسالہ میں ان حضرات کی اسی منافقت کو آشکارہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ایک طرف تو اتباع اکابر کا اس قدر شور اور بلند و بانگ دعوے کہ قرآن وسنت کا نام سننا بھی گوارا نہیں۔۔۔ اور دوسری طرف اس قدر بغاوت کہ حضرات اکابر کی ایسی تفسیق و تکفیر کہ الامان والحفیظ۔

{چند اہم انکشافات}

1۔ بعض حضرات کو شاید یہ غلط فہمی ہو کہ اتحادی گروہ کو اکابرین اشاعت التوحید والسنہ کے ساتھ اختلاف صرف موت و حیات وسماع اموات کی تحقیق کے متعلق ہے۔ حالانکہ یہ نری خوش فہمی ہے۔ ان حضرات کا اکابرین اشاعت التوحید والسنہ کے ساتھ اصل اختلاف مسائل توحید وسنت میں ہے۔ یہ حضرات عقائد توحید وسنت کو فروعی قرار دے کر بریلویت کے ساتھ اتحاد کے چکر میں ہیں۔ اور ساتھ ہی انجمنوں کی تابعداری میں حب جاہ و مال کی ہوس نے ان کے سینوں کو اس قدر مسخ کر دیا ہے کہ اشاعت التوحید و

حدود اور اعتماد میں آکر انہوں نے اکابر علماء دیوبند کی بغاوت اختیار کر لی ہے۔ عثمانی صاحب کا خط، بغیر تبصرہ کے درج کیا جاتا ہے، اس لیے چند شواہد پیش کیے جاتے ہیں:

{بریلویت سے اتحاد کی آرزوئیں}

محترم مفتی محمد رفیع صاحب کا تعزیتی خط۔

برادر محترم مولانا سرفراز حسن حمزہ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ تمام بہن بھائی مع اہل خانہ بخیر و عافیت ہوں۔

گرامی نامہ مورخہ 01-06-2009 کو موصول ہوا، یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ دارالعلوم مدینہ بہاولپور نے امام اہل السنۃ، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدرؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے اور ان کے قابل قدر حالات و واقعات کو منظر عام پر لانے کے لیے مجلہ "المصطفیٰ" کا خصوصی نمبر شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک مقصد میں آسانی و حسن و خوبی کامیابی عطا فرمائے۔

چند یادیں درج کرتا ہوں، آپ چاہیں تو میری طرف سے شائع فرما دیجیے۔

ناچیز کو حضرت امام اہل السنۃ موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی واقفیت اس وقت ہوئی جب ۱۳۹۵ھ میں اپنے دورہ حدیث کے دوران ہم نے استاد محترم حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم سے درس ترمذی میں بار بار ان کی کتابوں کا حوالہ سنا۔ اور جوں جوں ان کی تحقیقات اختلافی مسائل میں سامنے آتی گئیں۔ ان میں وسعت مطالعہ اور دقت نظر کا نقش گہرا ہوتا گیا۔ لیکن پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ شوال ۱۳۹۶ھ مطابق اکتوبر 1976ء میں ہمارے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی وفات کے بعد تعزیت کے لیے دارالعلوم کراچی تشریف لائے۔ اس ملاقات سے محبت و عقیدت کا نقش گہرا ہوا۔ اور غالباً اسی وقت انہوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ انہیں بھی ہمارے والد ماجد سے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ پھر 1986ء کی دہائی میں ناچیز نے لاہور سے سفر کر کے آپ کی خدمت میں گکھڑ منڈی خاص اس مقصد کے لیے حاضر ہوا کہ دیوبندی

اور بریلوی مکاتب فکر کے درمیان جو خلیج وسیع ہوتی جا رہی ہے اسے کم بلکہ ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس مقصد کے لیے پہلے ہی ہماری کئی ملاقاتیں مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب سابق مہتمم دارالعلوم نعیمیہ لاہور، مفتی ظفر علی نعمانی سابق مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی، اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی وغیرہ سے ہو چکی تھیں۔ ان سب حضرات کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے ہے۔ ان ملاقاتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ عقائد کے باب میں دونوں مکاتب فکر کا اختلاف بڑی حد تک صرف تعبیر اور الفاظ کا اختلاف ہے۔ حقیقت میں ایسا کوئی اختلاف عقائد کے باب میں نہیں ہے۔ جس کی بنا پر ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق قرار دیا جائے۔ ہاں بہت سے اعمال میں یہ اختلاف ضرور ہے کہ ہم انہیں بدعت کہتے ہیں اور ان کے نزدیک وہ بدعت میں داخل نہیں۔

مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے تو مجھ سے اور برادر محترم مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے پوری وضاحت سے یہ کہا تھا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان اختلاف کا باعث حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب "حفظ الایمان" کی چند سطری عبارت ہے، اس عبارت کو بیچ سے نکال دیا جائے تو پھر ہمارے اور آپ کے درمیان عقائد پر کوئی اختلاف نہیں۔

اس پر ہم نے ان سے کہا تھا حکیم الامت تھانوی صاحب ہمارے سرتاج ہیں۔ اور ان کی اس عبارت کے جو معنی بہت سے حضرات نے بیان کیے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ اس باطل معنی کے مراد لینے سے بالکل بری ہیں۔ اور حضرت حکیم الامت جیسی صاحب رسول ﷺ سے سرشار شخصیت کے بارے میں دور دور احتمال نہیں کہ انہوں نے ایسے غلط معنی مراد لیے ہوں۔ اس عبارت کے جو صحیح معنی ذرا سی توجہ سے سمجھ میں آ جاتے ہیں، وہی حضرت کی بھی مراد ہے۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں اس کی وضاحت بھی فرما دی تھی۔ اور اس غلط معنی سے مکمل براءت کا بھی دو ٹوک اعلان فرما دیا تھا۔ لیکن اگر ان کی اس عبارت کو شائع کرنے سے روک دینا امت کو پھوٹ سے بچانے اور ان دونوں مکاتب فکر کو متحد کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے اس

کی کیا شکل کیا ہوگی۔ اس کے لیے مشورے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اور آپ کو مل کر اس کے لیے پیش رفت کرنی چاہیے۔ اور طے ہوا تھا کہ دونوں طرف کے علماء کرام کا اجتماع اس مقصد کے لیے بلایا جائے گا۔ لیکن ملک میں اچانک ایسے حالات پیش آئے اور آتے گئے کہ یہ کام آگے نہ بڑھ سکا۔ پھر صدر ضیاء الحق صاحب مرحوم کے دور میں بریلوی مکتب فکر کے مشہور عالم دین مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب نے مجھ سے اسلام آباد میں علماء کونسل کے موقع پر ملاقات فرمائی، جو ہماری پہلی اور آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس کے تقریباً دو مہینے بعد ان کا کراچی میں انتقال ہو گیا۔

اس ملاقات میں مولانا اوکاڑوی صاحب نے مجھ سے واضح الفاظ میں یہ فرمایا تھا کہ امت میں جو پھوٹ پڑی ہوئی ہے مجھے خطرہ ہے کہ اس کے بارے میں آخرت میں ہم سے باز پرس ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے بارے میں اپنی تحریروں میں بار بار سخت کلامی کی ہے۔ لیکن جب میں نے ان کی کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہمارے اور ان کے عقائد میں کوئی فرق نہیں۔ اور ان کی کتاب حفظ الایمان کی جو چند سطری عبارت اب تک کشیدگی کا باعث بنی رہی ہے۔ اس کے بعد یہ عبارت بھی ذرا بھی نہیں رہی۔ اس لیے مجھے آپ دونوں بھائیوں سے توقع ہے کہ اگر ہم مل کر کام کریں تو امت کو پھوٹ سے بچایا جا سکتا ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ یہ تو آپ میرے دل کی بات کہہ رہے ہیں۔

ہمارے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی زندگی کے آخری کئی سال اس کوشش میں صرف فرمائے ہیں۔ اور میں بھی کئی سال سے اس کاوش میں لگا ہوا ہوں۔ چنانچہ میرے اور مولانا اوکاڑوی صاحب کے درمیان طے ہوا کہ وہ اور ہم اپنے اپنے رفقاء اور اہل علم سے رابطہ کر کے اس میں پیش رفت کریں گے۔ پھر دونوں طرف کے خاص خاص علماء کرام کا مشترک اجلاس ہوگا۔ پھر نسبتاً بڑے پیمانے پر دونوں طرف کے حضرات کا دوسرا اجلاس ہوگا۔ ان اجلاسوں میں اتفاق ہو جانے کے بعد ملک گیر پیمانے پر دونوں طرف کے علماء و مشائخ کا اجتماع ہو کر اس میں اعلان کر دیا جائے کہ عقائد میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔

لیکن کراچی واپس آکر ناچیز کا اہل علم سے مشوروں کا سلسلہ جاری ہی تھا اور اس کا دائرہ کار وسیع پیمانے پر کیا جا رہا تھا کہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کی اچانک وفات ہو گئی۔ بعد ازاں ان کے صاحبزادے مولانا کوکب نورانی صاحب سے کئی بار ملاقاتیں ہوئیں، وہ بھی کئی بار دارالعلوم کراچی تشریف لائے، ان سے ہر بار مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کی اس ملاقات کا ذکر آیا لیکن افسوس ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی عملی پیش رفت نہ ہو سکی۔ اور دشمنان اسلام کی سازشوں اور مسلمانوں کی سادہ لوحی یا بے احتیاطی کے باعث یہ نیک مقصد بے دیر ہو سکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ تھا وہ پس منظر جس کے تحت ناچیز امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب سے ملاقات کرنے اور راہنمائی حاصل کرنے کے لیے گکھڑ منڈی حاضر ہوا تھا۔ حضرت نے بہت شفقت فرمائی اور جس مقصد کے لیے حاضر ہوا تھا اس پر مسرت کا اظہار بھی فرمایا اور اس کی تائید بھی فرمائی۔ لیکن طبیعت ناساز تھی، زیادہ گفتگو نہ ہو سکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد بھی الحمدللہ حضرت کی زیارت کے لیے کراچی میں حاضری ہوتی اور گکھڑ منڈی میں بھی کئی بار حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ ابھی دو تین سال پہلے اللہ رب العالمین نے حضرت سے ناچیز کو شرف تلمذ بھی اس طرح عطا فرمایا کہ گکھڑ منڈی میں دولت خانے پر حاضر ہو کر ناچیز نے اجازت روایت حدیث کی درخواست کی تو حضرت نے بطیب خاطر منظور فرما کر تحریری اجازت سے سرفراز فرمایا۔

محمد رفیع عثمانی رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی۔

(مجلہ المصطفیٰ مولانا سرفراز نمبر ص: ۳۷۳ تا ۳۷۶)

{مفتی صاحب کی گزارشات کے اہم دفعات}

1. مفتی صاحب نے دیوبندی بریلوی اتحاد یعنی دیوبندیوں کو بریلوی بنانے کے لیے ملک بھر میں سفر فرمائے اور اسی کو چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن شومئی قسمت کہ یہ نیک مقصد پورا نہ ہو سکی۔

2. مفتی صاحب کے فرمان کے مطابق بریلویوں اور ان کے عقائد میں کوئی فرق نہیں، جیسا کہ فرماتے ہیں ان ملاقاتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ عقائد کے باب میں دونوں مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی) کا اختلاف بڑی حد تک صرف تعبیر و الفاظ کا اختلاف ہے، حقیقت میں ان کا کوئی اختلاف عقائد کے باب میں نہیں، جس کی بنا پر ایک دوسرے کو گمراہ کافر قرار دیا جائے۔

3. بریلوی و دیوبندی اختلاف کی بات صرف "حفظ الایمان" کی ایک چند سطری عبارت ہے۔ اگر اس کو نکال دیا جائے تو اختلاف ختم۔

4. بریلوی اگر یہیں قبول کر لیں تو بعض اکابر کی عبارات کو ان کی کتابوں سے نکال دینا کوئی (بڑا) مسئلہ نہیں۔

5. اگر بریلویوں کے ساتھ اتحاد کیا تو قیامت کے دن اس معاملہ میں باز پرس کا خطرہ بھی ہے۔

6. مفتی صاحب کے ہم فکر علماء کا منصوبہ تھا کہ اگر بریلوی راضی ہو گئے تو چند اجلاسوں کے بعد اعلان عام کر دیا جائے گا کہ عقائد میں بریلویوں کے ساتھ ہمارا کوئی اختلاف نہیں، ہمارے عقائد بریلویوں والے ہیں۔

7. حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے بقول مفتی صاحب، مفتی صاحب کی اس تمام کاروائی کی تصدیق و تائید فرمائی اور بہت خوش ہوئے۔

☆ قارئین کرام!!

مفتی صاحب کا خط ملاحظہ کریں اور مولانا سرفراز خان صاحب کی تائید و مسرت ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو تھوڑی دیر عناد اور تعصب سے ہٹ کر ایمان و انصاف کے سایہ میں بیٹھ کر سوچئے کہ بریلویوں کے ساتھ عقائد میں کوئی اختلاف نہیں تھا اور بریلویوں کا کوئی ایسا عقیدہ نہیں جس سے ان کی تکفیر تو کجا تضلیل بھی لازم آتی ہو، صرف تعبیر کا اختلاف تھا اور بریلویوں کے ساتھ ہی ملنا تھا تو....

"کچھ تو سوچیے"

"دل کا سرور"

"خلیفہ جنتی"

"راہ سنت"

"راہ ہدایت"

"آنکھوں کی ٹھنڈک"

"ازالۃ الریب"

وغیرہ جیسی کتب لکھنے کی غلطی آخر کیوں کی گئی....؟

شروع ہی سے سماع موتی اور تسکین الصدور لکھی جاتی تو خود بخود بریلویوں سے اتحاد ہو سکتا تھا اتنی لمبی چوڑی کوششوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ یہ صورت حال کیا ہے؟ کیا یہ اس بات کو تقویت نہیں پہنچاتی کہ یہ حضرات اشاعت التوحید والسنہ کے نقش قدم میں مسائل توحید و سنت سے رجوع کر چکے ہیں اور اب بریلویوں کے ساتھ ملنے کی آرزو میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔

☆ پیر طریقت، قائد خدام اہلسنت جناب قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہلسنت فرماتے ہیں:۔

بریلوی علماء اپنی مسلکی بنیاد پر منظم ہیں، جمعیت علماء پاکستان نے ملک میں ایک مقام پیدا کر لیا ہے۔ اور ہماری کمزوریوں سے بھی ان کو تقویت ملی ہے ویسے ہم بریلویوں سے محاذ آرائی نہیں کرتے اور سٹیج پر ایسے اختلافی مسائل نہیں چھیڑتے....الخ

(ماہنامہ حق چار یار اشاعت خاص بیاد قاضی مظہر صاحب ص: ۳۷۳)

تبصرہ:۔

حیرت میں ڈوب کر قاضی مظہر صاحب کا وہ اختلافی اعلان ملاحظہ فرمائیں۔ کہ حضرت صاف فرما رہے ہیں۔ کہ ہم بریلویوں کے ساتھ اختلافی مسائل سٹیج پر بیان ہی نہیں کرتے۔ قاضی صاحب کی شخصیت کو ملحوظ رکھ کر انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمایئے۔ کہ اگر قاضی صاحب کو عقائد میں بریلویوں کے ساتھ کوئی اختلاف ہوتا تو سٹیج پر بیان کرنے سے رکتے تھے۔ قاضی مظہر صاحب کی شخصیت کو پہچاننے والے حضرات جانتے ہیں۔ کہ حضرت موصوف تو انتہائی معمولی اور جزوی امور میں بھی اپنے سے اختلاف کرنے والوں کو بھی

معاف نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ مفتی محمود صاحب سے تھوڑی ان بن ہوئی تو قاضی صاحب نے مفتی محمود صاحب کو پاکستان کا خمینی لکھ دیا۔ (حق چار یار ص: ۳۸۷)

جمعیت علماء اسلام پر تنقید کی۔ سپاہ صحابہ پر تنقید کی۔ حتیٰ کہ خود صحابہ کرام پر بھی تنقید کی... (معاذ اللہ) تو اگر قاضی صاحب بریلویوں کے ساتھ علم غیب، حاضر و ناظر، نور و بشر، تصرفات ما فوق الاسباب، ندائے یا رسول اللہ، نذر و نیاز وغیرہ مسائل میں اختلاف رکھتے تو ضرور ان کو سٹیج پر بیان کرتے اور کتمان حق کا کبھی بھی ارتکاب نہ فرماتے۔ اس بیان سے قاضی صاحب موصوف کے نظریات بالکل نمایاں ہو جاتے ہیں کہ قاضی صاحب کا عقائد میں بریلویوں کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں تھا اور اپنے والد گرامی پیر کرم الدین بریلوی رضوی کے نظریے پر قائم تھے۔

☆ مفتی عبد القدوس صاحب بن مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب فرماتے ہیں:

{دیوبندی بریلوی اتحاد کے سلسلہ میں ایک اہم تحریر}

دیوبندی بریلوی بنیادی طور پر دونوں اہل السنۃ والجماعت اور فقہ حنفی کے پیرو کار ہیں۔ دونوں مکاتب فکر میں پائے جانے والے اختلاف کو ختم کرنے کے متعلق سنجیدہ طبقہ میں ہمیشہ کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ اور ان دونوں مکاتب فکر کے اتحاد و اتفاق کو ہر دور میں نہایت ضروری اور اہم قرار دیا گیا ہے۔ دونوں مکاتب فکر کے معتدل حضرات نے اس میں بقدر استطاعت اپنا کردار ہمیشہ ہی ادا کیا ہے۔

☆ ماضی قریب میں جناب مولانا عبد الستار نیازی صاحب نے "اتحاد ملت کا چار نکاتی فارمولا" کے نام سے دیوبندی بریلوی اتحاد کے لیے ایک تحریر مختلف اخبارات میں شائع کی۔ بہت سے حضرات نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس کا جواب لکھا۔ حضرت والد گرامی رحمہ اللہ نے بھی اس کا جواب تحریر فرمایا، جسے اس وقت اخبارات میں شائع کیا گیا لیکن یہ کوشش بار آور نہ ہو سکی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اہل السنۃ والجماعۃ کے رہنما کار محترم جناب محمد شفیع صاحب عظیم لاہور نے اس کی کوشش کی اور فریقین کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کیا۔ اس سلسلہ میں ایک جامع تحریر حضرت والد صاحب سے بھی انہوں نے حاصل کر لی۔

اس پر دیوبندی مکتبہ فکر کے دیگر حضرات کے ساتھ حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب کی تائیدی تحریر بھی ثبت ہے۔ حضرت والد گرامی کی اس تحریر میں فریقین میں اتحادی کوششوں کی تاریخ کے ساتھ "مابہ الاتحاد والاشتراک" نکات کی نشاندہی بھی کی گئی جس پر عمل کرنے سے دیوبندی بریلوی اتحاد میں کوئی مانع باقی نہیں رہتا۔ حضرت شیخ المشائخ نے بھی اسے دل و جان سے قبول فرما کر اس کی حرف بحرف تائید فرمائی ہے۔

(شیخ المشائخ نمبر ص: ۳۱۱)

عبارت بالا کے چند اہم امور:۔

(۱) مولانا عبد الشکور ترمذی صاحب کے نزدیک بریلوی اہل السنت بھی ہیں اور حنفی بھی ہیں۔

(۲) دیوبندی بریلوی اتحاد کی کوشش کرنے والے سنجیدہ لوگ ہیں۔

(۳) دیوبندی بریلوی اتحاد نہایت ضروری اور اہم ہے۔

(۴) دیوبندی بریلوی اتحاد میں کوئی چیز مانع نہیں۔

(۵) دیوبندی بریلوی عقائد میں کوئی فرق نہیں۔

ترمذی صاحب کی پارٹی کی آرزو "دیوبندی بریلوی اتحاد" کی خواجہ خان محمد صاحب نے بھی تائید فرمائی۔

☆ 26 مارچ 2009ء عالمی اتحادیوں نے ایک کانفرنس تحفظ سنت کے عنوان سے لاہور میں منعقد کی۔ جس میں مولوی عبد الحفیظ مکی صاحب کی صدارت تھی اور عزیز الرحمن ہزاروی صاحب کا خصوصی بیان تھا اور مولوی عبد الحفیظ مکی و پیر عزیز الرحمن ہزاروی صاحب سید علوی مالکی کے ہم عقیدہ، مداح اور مرید ہیں اور سید علوی مالکی کٹر بریلوی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں "آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۱۰"

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے پوتے صاحبزادہ حمزہ صاحب نے تحفظ سنت کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں الفاظ تحریر فرمایا ہے:۔

مولوی الیاس گھمن صاحب سے مخاطب ہو کر صاحبزادہ حمزہ صاحب (پوتا مولانا

سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"میرے قدوم محترم" اس جماعت کے تمام زعماء، قرات اور برکات یکسر ختم ہو کر رہ گئے ہیں کی زندگی اور عبادات دو ہیں۔ حضرت اقدس دادا جان کی تعلیمات اور موقف کی روشنی میں احتراز کرتے رہیں مگر اس بارے میں ملا کو بھی تحفظات تھے ۔ اور ابھی تک بھی اوپر ہیں.....

(۱) یہ جماعت ایسی شخصیت کی زیر صدارت چل رہی ہے جو مندرجہ بالا تمام اکابرین کو حق اور اہل اللہ مانتے ہیں ۔ میری مراد مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب ہیں جنہوں نے پوری طاقت علوی مالکی صاحب کے غیر نظریات کے دفاع اور اشاعت میں صرف کر دی اور آج بھی اس موقف پر قائم و دائم ہیں۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی صاحب گواہ ہیں کہ انہوں نے چند ماہ قبل مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب سے پوچھا کہ علوی مالکی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے؟ تو جواب ملا کہ بالکل صحیح ہے۔ محترم! وہ تو اپنے غلط اور باطل نظریات پر اس شدت کے ساتھ قائم و دائم ہیں۔ ہمارا اس وجہ ان کو اہمیت دینا کہیں اکابرین کے مشن سے روگردانی تو نہیں ۔۔؟ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اتحاد کے امیر اول اور بانی ایک شخص کو وہ حق کہیں، اتحاد کے سرپرست اکابرین اسے اہل السنۃ سے خارج حتی کہ احمد رضا خان بریلوی سے بھی بڑا بدعتی قرار دیں اور اتحاد کا جلسہ اسی شخصیت کے زیر صدارت منعقد ہو۔

(۲) اتحاد کی دوسری خرابی جو آپ کے اکثر اجتماعات، بیانات، تقاریر، جلسوں اور مناظروں میں (مکی صاحب نے آج تک باقاعدہ مناظرہ کسی فرقہ سے بھی نہیں کیا۔ از راقم) جاری شدہ کے علاوہ نظر آتی ہے وہ ویڈیو ٹی وی کا اہتمام ہے۔ حالانکہ دادا جان (مولانا سرفراز خان صفدر)، حضرت دھیانوی (مولانا محمد یوسف صاحب) اور نانا جان (قاضی مظہر صاحب چکوالی) کے نزدیک ویڈیو تصویر بالکل حرام اور شرعاً ناجائز ہے۔ اس کی کوئی صورت جائز نہیں۔ بلکہ دادا جان نے تو یہاں تک (فرمایا کہ جہاں ویڈیو بن رہی ہو وہاں جانا حرام ہے۔ (ماخوذ از کیٹ اور تصویر ... [illegible])

(ماہنامہ الخیر [illegible] محمد المصطفیٰ بہاولپور)

پیر عزیز الرحمن ہزاروی صاحب اور عبد الحفیظ مکی صاحب کے مرشد کا تعارف از مجلہ المصطفیٰ

مکہ مکرمہ کے رہنے والے ایک عرب گھرانے کے فرد محمد علوی مالکی صاحب (جو مذہباً مالکی ہیں) نے منجملہ دیگر کتابوں کے "الذخائر المحمدیہ" اور "حول الاحتفال بذکری المولد النبوی شریف" کے نام سے دو کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں کے بہت سے مندرجات پر سعودی عرب کے علماء بورڈ کے ایک رکن اور مکہ مکرمہ کے قاضی شیخ عبد اللہ بن سلیمان بن منیع نے اعتراض کیا اور ان کے رد میں ایک کتاب ۱۴۰۳ھ میں شائع کی جس کا نام "حوار مع المالکی فی رد منکراتہ وضلالاتہ" رکھا۔ اس کتاب کے مقدمہ میں سعودیہ کے قاضی القضاۃ شیخ عبد العزیز بن باز نے لکھا:

"محمد علوی مالکی صاحب کی لکھی گئی کتابوں میں موجود بہت سی قابل نکیر باتوں پر میں مطلع ہوا۔ ان کتابوں میں سب سے مقدم ان کی وہ قابل مذمت کتاب ہے جس کا نام انہوں نے "الذخائر المحمدیہ" رکھا ہے۔ ان قابل نکیر باتوں میں ایک یہ ہے کہ اس کتاب میں رسول ﷺ کی طرف ایسی صفات کی نسبت کی گئی ہے۔ جو محض اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے خصائص میں سے ہیں۔ مثلاً یہ کہ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں۔ اور یہ کہ آپ جنت کی زمین بطور جاگیر دے سکتے ہیں۔" اور یہ

کہ "آپ غیب اور روح اور پانچ چیزوں کا علم جانتے ہیں جن کے بارے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص رکھا ہے۔

{علوی مالکی صاحب کے نظریات}

ذیل میں علوی صاحب کے چند باطل نظریات ان کی کتب کے حوالہ سے نقل کیے جاتے ہیں۔

1۔ یہ کہ رسول ﷺ کو ہر ہر شے کا علم دیا گیا ہے:

"واوتی علم کل شئی حتی الروح والخمس التی فی آیۃ۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ ...... الخ"

رسول اللہ ﷺ کو ہر چیز کا علم دیا گیا یہاں تک روح کا بھی اور مغیبات خمسہ کا بھی جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ (الذخائر المحمدیہ ص205)

2۔ نبی کریم ﷺ کو "علم غیب" دیا گیا ہے:

"وکم من امور جاء ما یدل علی انھا حق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ولکنہ سبحانہ وتعالیٰ من بھا علی نبیہ ﷺ وغیرہ ... منھا علم الغیب ۔۔۔ الخ"

کتنے امور جن کے بارے میں دلیل موجود ہے کہ وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی اور دوسروں کو بھی احسان کے طور پر عطا فرمائے ...... ان میں ایک علم غیب ہے۔

(مفاھیم یجب ان تصحح ۔ ص: ۷۳، ص ۷۹)

3۔ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے:۔

"روحانیۃ المصطفیٰ ﷺ حاضرۃ فی کل مکان فھی تشھد مجالس الخیر ومجالس الفضل ...... الخ"

حضرت محمد ﷺ کی روحانیت ہر جگہ موجود ہے۔ لہٰذا وہ خیر کی مجلسوں اور فضل و

ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ روح ہونے کے اعتبار سے روح عالم میں حقیقتاً محمد ﷺ ہی ہے اور اللہ کی حکومت میں جاری ہے۔

(الذخائر المحمدیہ ص: ۲۵۹)

4۔ غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے:

"ویجوز ان یقسم علی اللہ بہ ولیس ذلک لاحد"

جائز ہے اللہ پر نبی ﷺ کے نام کی قسم کھائی جائے اور کسی کے لئے جائز نہیں۔

(الذخائر المحمدیہ ص: ۲۰۶)

اس کے علاوہ بھی بے شمار باطل نظریات ان کی کتب میں درج ہیں۔ طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

ان عقائد کی بناء پر سعودی علماء نے "محمد علوی مالکی صاحب" کو بدعتی اور اہل السنۃ سے خارج قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۴۰۵ھ میں محمد علوی مالکی صاحب نے اپنے مخالفین کے جواب میں ایک کتاب "مفاھیم یجب ان تصحح" شائع کی اور اس کے لیے مختلف ملکوں کے علماء سے تقاریظ و تصدیقات حاصل کیں۔ یہ تقاریظ ۶۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ جبکہ بعض تقاریظ کی اشاعت سے طوالت کے سبب معذرت کر لی گئی ہے۔

تصدیقات لکھنے والے بعض تو شروع ہی سے بدعتی ہیں۔ اور بعض جدید قسم کے پروفیسر ہیں۔ پاکستان سے تعلق رکھنے والے جناب صوفی اقبال صاحب، عبد الحفیظ مکی صاحب، مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب اور حافظ صغیر احمد صاحب وغیرہ جو فضائل اعمال "تبلیغی نصاب" کے مصنف مولانا زکریا کاندھلوی کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ لیکن حضرت کی وفات کے بعد انہوں نے محمد علوی مالکی صاحب سے اپنی ارادت کا تعلق جوڑ لیا ہے......

مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب نے انہی باطل عقائد و نظریات پر مشتمل ایک رسالہ خود ترتیب دیکر شائع کیا۔ جس کا نام اکابر کا مسلک و مشرب رکھا...... حضرت ترمذی صاحب لکھتے ہیں:

کچھ عرصہ سے ایک رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔

جس کے سرورق پر لکھا ہوا ہے۔ مرشد پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم کی جلیل القدر خلیفہ مجاز قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ۔ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ہمارے اکابر کی طرف وہ مسلک و مشرب اس رسالہ میں منسوب کیا جا رہا ہے۔ جس کی ہمارے اکابر ہمیشہ پرزور تردید کرتے رہے ہیں۔ اور کتب اکابر دیوبند دوسری تمام اس مسلک و مشرب کی تردید سے بھری پڑی ہیں۔ اور تمام عمر ہمارے حضرات اکابر کی ان بدعات و محدثات کی تردید ہی میں گزری ہے۔ ان کو ان کا اصل یا قائل قرار دینا نہایت درجہ باعث تعجب ہے۔ (ص:۱۰)

حضرت ترمذی صاحب کے اس رسالہ کے پیش لفظ میں مولانا قاضی مظہر حسین تحریر فرماتے ہیں:

1. مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کے رسالہ کا اصل موضوع دیوبندی بریلوی اتحاد ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: انگریز کے خلاف جنگ آزادی کے بعد اہل السنۃ والجماعۃ میں دو گروہ بن گئے، جو حقیقت میں اصول و فروع کے اعتبار سے ایک ہی تھے۔ اگرچہ آپس میں مزاج و مشرب میں معمولی فرق تھا۔۔۔۔ الخ

(مسلک و مشرب ایڈیشن سوم ص28 (ایضاً ص5)

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی فرماتے ہیں:۔

اصلاح مفاہیم دراصل بریلوی مکتب فکر کے فاضل جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی کے قائل علوی مالکی کی تالیف ہے جو بریلوی عقائد و نظریات کی اشاعت کے لیے مرتب کی گئی ہے۔

2. اس کتاب کا مقصد صرف علمیوں کے تجدد کی اصلاح نہیں، بلکہ اس کا اصل ہدف دیوبندی حضرات کے مقابلہ میں بریلوی حضرات کے نقطہ نظر کی بھرپور حمایت و تائید ہے۔

3. جاہل، غبی، مولانا، پیر، اور منعت وغیرہ الفاظ کے تکرار سے مقصود دراصل اکابر دیوبند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے ہمارے شیخ ریحانۃ العصر مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ تک تمام اکابر کی تجہیل و تحمیق ہے۔

4. جناب مصنف صاحب نے دیوبندی حضرات کی تحریکوں کا جو انبار لگایا ہے۔ اس

کی اصل وجہ بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تحریفات کا یہ اہتمام دراصل اکابر دیوبند کے خلاف خود دیوبندی حضرات سے اجتماعی فتویٰ لینا ہے۔ تاکہ یہ تمام تحریف کنندگان بھی اپنے اسلاف کو جاہل اور نادان قرار دینے میں متفق ہو جائیں۔

(آپ کے مسائل جلد:۱۰ صفحہ:۱۱۵)

ایک صاحب کے خط کے جواب میں حضرت شہید تحریر فرماتے ہیں:۔

اصلاح مفاہیم کے ذریعے صوفی اقبال صاحب، مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب نے دیوبندی مسلک کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف و نزاع کا جو میدان کارزار پون صدی سے گرم رہا ہے۔ اس میں غلطی اکابر دیوبند کی تھی۔ اب یہ حضرات چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو ان کی غلطی کا احساس دلا کر اس غلطی کی اصلاح پر آمادہ کیا جائے۔

(ایضاً صفحہ نمبر ۱۱۸)

محترم جناب صاحبزادہ حمزہ صاحب فرماتے ہیں:۔

احقر نے مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد کا ایک رسالہ "محمد علوی مالکی کے معتقدان کی تحریرات کے آئینہ میں" سنایا تو چند عبارتیں سنتے ہی دادا جان (مولانا سرفراز خان صفدر صاحب) بول اٹھے کہ یہ تو احمد رضا سے بھی بڑا بدعتی ہے۔ احقر نے فوراً سوال کیا کہ جو علماء ان کی تائید کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ فرمایا کون؟ میں نے عرض کی مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب وغیرہ۔ فرمایا اگر اس کی تائید کرتے ہیں تو وہ اسی جیسے ہیں۔

(مجلہ المصطفیٰ صفحہ نمبر ۳۶۶)

عبارت بالا کے چند اہم امور:۔

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے پوتے کی تحریر بالا سے اتحادی پیر عزیز الرحمٰن صاحب اور ان کے مرشد کے درج ذیل نظریات واضح ہوتے ہیں:۔

(۱) پیر عزیز الرحمٰن صاحب اور ان کے مرشد کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ہر شئی کا علم یہاں تک کہ روح کی حقیقت و مغیبات خمسہ اور علم غیب بھی جانتے ہیں۔

تنبیہ:۔ آنحضرت ﷺ کے لئے ہر ہر شئی کا علم ثابت کرنا اور آپ کے لئے

علم غیب جاننے کا عقیدہ رکھنا تمام علماء اہل السنت کے نزدیک خالص کفر ہے۔

(ازالۃ الریب مصنفہ مولانا سرفراز خان صفدر، ملاحظہ فرمائیں)

(۲) پیر عزیز الرحمٰن صاحب اور ان کے مرشد علوی مالکی کے نزدیک رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

تنبیہ:۔ آپ ﷺ کے لئے حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنا صریح کفر ہے۔

(آنکھوں کی ٹھنڈک، مصنفہ مولانا سرفراز خان صفدر، ملاحظہ فرمائیں)

(۳) پیر عزیز الرحمٰن صاحب اور ان کے مرشد کے نزدیک غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے۔

ملاحظہ: علماء اہل السنت کے نزدیک غیر اللہ کی قسم کھانا صریح شرک ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں۔۔۔ اتمام البرہان)

نیز، پیر عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی اور ان کے مرشد کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو زمین و آسمان کے سب خزانوں پر مالک و مختار بتایا گیا ہے جبکہ علماء اہل السنت والجماعت کے نزدیک آپ ﷺ یا کسی اور ہستی کو مختار کل ماننا قرآن و سنت کے صریح خلاف ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں دل کا سرور، مصنفہ مولانا سرفراز خان صفدر)

(۴) تمام علماء عرب نے پیر عزیز الرحمٰن صاحب کے مرشد علوی مالکی کو بدعتی اور اہل السنت سے خارج قرار دیا ہے اور پیر عزیز الرحمٰن صاحب چونکہ اپنے مرشد کے کفریہ و شرکیہ نظریات کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ ان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے مستقل رسالہ "اکابر کا مسلک و مشرب" بھی تحریر فرمایا ہے لہٰذا پیر عزیز الرحمٰن صاحب بھی علماء عرب کے نزدیک اہل السنت سے خارج ہیں۔

(۵) پیر عزیز الرحمٰن صاحب نے علوی مالکی کی تائید کر کے اکابر علماء دیوبند پر بہتان عظیم باندھا ہے جن بدعات کی ساری زندگی وہ پرزور تردید کرتے رہے، پیر ہزاروی صاحب نے وہ ساری بدعات اکابر کے ذمہ لگانے کی سازش کی۔

(۶) پیر عزیز الرحمٰن صاحب کا مرشد، احمد رضا خان بریلوی کا قائل و معتقد ہے اور اس نے بریلوی عقائد کی اشاعت کی ہے جبکہ پیر ہزاروی صاحب نے ان کی پرزور تائید کی ہے۔

(۷) پیر عزیز الرحمٰن صاحب کے مرشد نے اکابر علماء دیوبند کے لئے جاہل، غبی، مولانا، پیر، فہیم اور منعت وغیرہ الفاظ بار بار ذکر کیے اور پیر ہزاروی نے اس کی تائید کی۔

(۸) پیر عزیز الرحمٰن صاحب اور ان کے مرشد نے اکابر علماء دیوبند کو بھی بریلوی ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔

(۹) پیر عزیز الرحمٰن صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی بیعت توڑ کر علوی مالکی بریلوی کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے ہیں۔

(۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب پیر عزیز الرحمٰن صاحب کے مرشد علوی مالکی کو احمد رضا خان سے بڑا بدعتی قرار دیتے ہیں اور جو لوگ علوی مالکی کی تائید کرتے ہیں عبد الحفیظ مکی صاحب اور پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب وغیرہ کو بھی سب سے بڑا بدعتی اور اہل السنت سے خارج بتلاتے ہیں۔

{اہم انکشاف}

دار العلوم فاروقیہ کراچی (زیر اہتمام حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب) کے ایک عظیم مدرس و سکالر مولانا عزیز الرحمٰن صاحب لکھنوی فرماتے ہیں:۔

پنجاب میں اس وقت الیاس گھمن نامی ایک خطیب بھی بڑے جوشیلے انداز میں چند ایک غیر معتبر مسلکی اختلافات چوراہوں اور بازاروں میں اچھال رہے ہیں۔ ہم اس قسم کے ذاتی مسائل میں کوئی سوچ بھی رائے نہیں رکھتے ہیں اور نہ اسے ضروری سمجھتے ہیں مگر یہ وقت اس قسم کے فروعی مباحث و مسائل چھیڑنے کا نہیں ہے مجھے ایک معتبر ذریعے سے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ مولانا کو جیل سے اس شرط پر رہائی ملی ہے کہ وہ دیوبندی مکتب فکر میں ان معمولی اختلافات کو ہوا دینے کے ایجنڈے پر کام کریں گے۔ چنانچہ ان کی ساری توانائیاں اس کے لئے صرف ہو رہی ہیں اور ان کی اپنی مسلمانی اور دوسروں کی نامسلمانی کے دعوے داروں کا حال بقول اقبالؒ یوں ہے کہ۔

دل ہے مسلماں میرا نہ تیرا — تو بھی نمازی میں بھی نمازی
میں جانتا ہوں انجام اس کا — جس معرکے میں ملا ہوں غازی

(روزنامہ اسلام روز جمعرات ۷ صفر ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۳ جنوری ۲۰۱۰ء)

(روزنامہ اسلام روز جمعرات ...) شیخ التفسیر ڈاکٹر منظور احمد مینگل نے چند روز پہلے ادارۃ القرآن ... دارالعلوم ... کراچی میں درس ... میں دوران درس طلبہ صاحب ... نے ... تفصیل کے ساتھ واضح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین میں کرام کے سامنے اسی حقیقت کو ... بہترین اجر عطا فرمائے۔

اس ... کی سرپرستی میں طالبان کا مخصوص ... الرحمن صاحب اور عبدالحمید ... صاحب کی سرپرستی میں ... گروہ امت میں افتراق و انتشار اور ... کی تخلیق و تخریب میں مصروف عمل ہے، جو دراصل ... کے ساتھ اتحاد اور اپنے مخصوص مفادات کے تحفظ میں دن رات اس کام میں مشغول ہے جس کی چند خصوصیات ملاحظہ فرمائیں۔

{اتحادی فرقہ کی چند خصوصیات}

1. جہالت اور ضد اس گروہ کا خاصہ لازمہ ہے۔ اتحادی گروہ کے بانی محمد امین صاحب اوکاڑوی صاحب کے متعلق ان کے بھائی صاحب فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ دو نوجوان علماء جو کہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کے شاگرد بھی تھے۔ مولانا سے شکوہ کرنے لگے کہ حضرت ہم آپ کے شاگرد بھی ہیں اور ہم نے دورہ حدیث بھی فلاں مدرسہ سے کیا ہے اور امین نے کسی مدرسہ سے دورہ حدیث نہیں کیا آپ اسے ہم پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس پر آپ کی شفقت ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ یہ باتیں سن کر مولانا خاموش رہے۔ جب انہوں نے پھر اپنی حق تلفی کا ذکر کیا اور اصرار کیا کہ آپ امین پر شفقت ... کریں۔ اس کے مستحق تو ہم ہیں۔ تو مولانا نے جواب دیا۔ ٹھیک ہے کہ امین نے تمہاری طرح کسی بڑے مدرسے سے دورہ حدیث نہیں کیا۔

(تجلیات صفدر جلد ۱ صفحہ ۵۰)

نیز حضرت کے بھائی فرماتے ہیں:

میں بعض اوقات سوچتا کہ لوگ خواہ مخواہ بھائی امین صاحب کو اٹھائے پھرتے ہیں۔ مولانا کی وہ ... نام بھی نہیں ہے۔ میں لوگوں کی عقل پہ ماتم کرتا کہ انہیں کھرے

کھوٹے اور اصلی و نقلی عالم میں تمیزی نہیں۔ خواہ مخواہ بھائی صاحب کو آسمان پہ چڑھا رکھا ہے ......الخ (تجلیات صفدر جلد ۱ صفحہ ۹۰)

اسی طرح اوکاڑوی صاحب کے ایک اور مداح مفتی عبد القدوس صاحب ابن مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی فرماتے ہیں:

حضرت اوکاڑوی ایک مرتبہ ساہیوال تشریف لائے اور حضرت والد صاحب قدس سرہ سے فرمایا کہ میں نے حیات النبی ﷺ کے موضوع پر منکرین حیات کے عمائدین سے مناظرے کیے ہیں اور مناظروں میں ان کو شکست فاش بھی دی، پھر اس موضوع سے متعلق کافی کتب، تحریرات کا بغور مطالعہ بھی کیا ہے، لیکن مجھے اب تک منقح طور پر واضح نہیں ہوا کہ ہمارے اور فریق مخالف کے مابین محل نزاع کیا ہے؟ اس پر حضرت نے ان کے سامنے ایک تقریر فرمائی جس سے محل نزاع کی قدرے تعیین ہوئی مگر مولانا اوکاڑوی فرماتے تھے کہ مجھے پورے طور پر اطمینان نہیں ہوا اور میں واپس چلا آیا......الخ

(ماہنامہ الخیر اشاعت خاص، اوکاڑوی نمبر ص: ۲۳۸)

2. اتحادی گروہ کا دوسرا خاصہ جھوٹ ہے۔ جھوٹ کے بغیر اتحادی کاڑی ایک قدم بھی نہیں چل سکتی۔

جھوٹ نمبر 1۔ اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

آپ ﷺ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی۔ دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔ (تجلیات صفدر جلد ۵ صفحہ ۴۸۸)

مذکورہ عبارت میں ماسٹر صاحب نے اپنے ذوق کے مطابق "شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی" اپنی طرف سے بنا کر رحمت کائنات ﷺ پر جھوٹ داغ دیا ہے۔ اس طرح کے الفاظ حدیث میں قطعاً نہیں۔

جھوٹ نمبر 2۔ حضرت امیر معاویہؓ کی بیٹیوں پر جھوٹ بولتے ہوئے اوکاڑوی صاحب ایک من گھڑت روایت کا سہارا لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ ابن حنظلہ فرماتے ہیں (حضرت ابن حنظلہ

پر ... جھوٹ ہے۔ اور رقم) خدا کی قسم ہم یزید کے خلاف اس وقت تک نہیں اٹھے یہاں تک کہ ہمیں خوف ہوا کہ اب ہم پر آسمان سے پتھر برس پڑیں۔ یہ وہ آدمی ہے جو باپ کی ان لونڈیوں سے صحبت کرتا ہے جن سے باپ کی اولاد پیدا ہوئی اور وہ بیٹیوں اور بہنوں سے بھی صحبت کرتا ہے۔ شراب پیتا ہے۔ نماز نہیں پڑھتا۔ (تجلیات صفدر جلد ۱ صفحہ ۵۸۷)

نیز تجلیات صفدر جلد ۱ صفحہ ۵۷۰ اور اوکاڑوی صاحب نے یہ بھی بانک دیا کہ حضرت معاویہؓ کو جب علم ہوا تو حضرت معاویہؓ نے نرمی سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا ایسے کام مت کرو جس سے مروت ختم ہو جائے۔ دشمن خوش ہوں۔ دوست برا سمجھیں۔ اور فرمایا کم از کم دن بھر ایسی باتوں سے صبر کیا کرو۔ اور جب رات آتی ہے تو رقیب کی آنکھ بند ہو جاتی ہے۔

قارئین کرام!!

ذرا انصاف فرمائیں کہ یہ بیٹیاں بہنیں کون تھیں؟ کیا یہ حضرت امیر معاویہؓ کی بیٹیاں نہیں تھیں؟ حضرت امیر معاویہؓ کی بیٹیوں کا یہ کردار بیان کرنا اور پھر حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق یہ طوفان بدتمیزی کہ ان کو یہ سب حالات معلوم بھی تھے پھر بھی نرمی سے نصیحت کی اور کہا کہ دن میں صبر کر اور رات کو...... ایسی غلیظ ترین عبارت شاید کمیٹی کے لٹریچر میں بھی میسر نہ ہو سکے۔

جھوٹ نمبر 3۔ مولانا حمزہ صاحب اتحادی امیر مولوی امیر احمد منور صاحب کے ایک سفید جھوٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ سن کر...... احقر دم بخود رہ گیا۔

(امام اہلسنت نمبر صفحہ ۲۸۱)

جھوٹ نمبر 4 تا 7۔ مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب لکھتے ہیں:

احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ قبر میں بدن کی طرف روح کو لوٹایا جاتا ہے۔

تبصرہ:

کسی ایک متواتر حدیث میں بھی روح کا قبر میں لوٹایا جانا قطعاً ثابت نہیں۔ جبکہ مفتی صاحب نے احادیث متواترہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ تو مفتی صاحب نے تین جھوٹ ایک ہی سانس میں احادیث کے نام پر داغ دیئے ہیں۔

جھوٹ نمبر 8 تا 10۔ پیر قاضی زاہد الحسینی صاحب لکھتے ہیں:

علماء کرام نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے مقام حیات مؤلفہ قاضی محمود صاحب، تسکین الصدور مؤلفہ مولانا سرفراز خان صفدر، عقیدۃ المسلمین مؤلفہ مولانا سید میرک شاہ صاحب۔ بعد میں مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری ملتان نے ایک کتاب حیات الاموات لکھی۔ مگر ان کتابوں کی اشاعت پر وہ لوگ جو دبی زبان سے صرف حیات النبی کا انکار کرتے تھے۔ اب وہ صاف حساب قبر اور دوسرے برزخی عقائد کا انکار کرتے ہوئے احادیث کا انکار کرنے لگے۔

(رحمت کائنات صفحہ ۳۳)

تبصرہ:

پیر صاحب موصوف نے اس عبارت میں تین جھوٹ اکٹھے ارشاد فرمائے ہیں۔

نمبر 1۔ اہل حق پر بہتان لگایا کہ وہ حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے تھے۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

نمبر 2۔ اہل حق پر الزام لگایا کہ اب وہ صاف حساب قبر کا انکار کرتے ہیں۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

نمبر 3۔ اہل حق پر اتہام لگایا کہ وہ دوسرے برزخی عقائد کا انکار کرتے ہوئے احادیث کا

انکار کرتے ہیں۔ (فلعنت اللہ علی الکاذبین)

جھوٹ نمبر 11۔ قاضی زاہد الحسینی صاحب حسب عادت اہل حق پر دروغ گوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان کو رحمتوں کو سید دو عالم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری سے کیا ایمانی اور روحانی فائدہ ہو سکتا ہے جو وہاں کی حاضری ہی کو ناجائز کہتے ہیں۔ (رحمت کائنات صفحہ ۳۷)

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ جھوٹوں کا ستیاناس کرے اور ضد اور تعصب سے محفوظ رکھے۔ آپ دیکھیں کس قدر فکر آخرت سے عاری ہو کر قاضی صاحب موصوف نے یہ جھوٹ بھی داغ دیا کہ اشاعت التوحید والسنۃ والے آپ ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری کو ناجائز کہتے ہیں۔ اب قاضی صاحب کی ذریت پر لازم ہے کہ قاضی صاحب کے اس جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لیے کوئی ایک معتبر حوالہ پیش کرے۔

جھوٹ نمبر 12۔ قاضی زاہد الحسینی صاحب اپنا مزعومہ عقیدہ (ہر میت کی روح کا اس کے بدن میں ہونا اور اہل دنیا کا کلام سننا) کے انکار کرنے والوں پر رعب جماتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تقریباً آٹھ سو آیات کی تاویل فاسد کرنا ہوگی اور کئی احادیث کا انکار کرنا ہوگا۔ جن سے اسلام کا بنیادی عقیدہ "بعث بعد الموت" ثابت ہو رہا ہے۔"

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حماقت اور حسد سے محفوظ فرمائے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ قاضی صاحب موصوف ایک طرف تو آٹھ سو آیات کا نام لے رہے ہیں۔ لیکن پانچ سو کے قریب صفحات پر مشتمل کتاب تو لکھ ڈالی اور ایک بھی ایسی آیت تحریر نہیں کی جس میں قاضی صاحب کا مزعومہ عقیدہ (ہر میت کے لیے روح کا اعادہ اور سماع) کا اشارہ تک بھی ہو۔ اگر قاضی صاحب کے کسی حواری میں جرأت ہو تو صرف ایک آیت ایسی پیش کر دے۔ جس میں اعادہ روح اور میت کے سماع کا ذکر ہو۔ ورنہ قاضی صاحب نے قرآن مقدس پر ایک ہی سانس میں آٹھ سو جھوٹ داغ دیے ہیں۔ (فمن اظلم ممن افتری علی اللہ

کذبا) قاضی صاحب کی یہ تلبیس بھی قابل غور ہے کہ "بعث بعد الموت" جس کا مطلب ہے قیامت کے دن زندہ ہونا اس کو دلیل کے طور پر قبر میں ثابت کر رہے ہیں۔

جھوٹ نمبر 13۔ حسینی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

امت کو درود شریف پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تم جب میرے قریب پڑھو گے تو میں خود سنوں گا اور اس کا جواب دوں گا اور دور سے پڑھو گے تو مجھے پہنچایا جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ جب آپ دنیا میں رونق افروز ہیں تو ہم جو قرب سے مشرف ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں مگر وہ جو دور ہیں یا جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو پھر یہ مبارک اور ضروری رابطہ جوڑ کس طرح رہے گا آپ نے فرمایا: میرے روح کی طرح میرا بدن بھی سلامت رہے گا۔ تمہارا صلوٰۃ وسلام صرف میرا روح سنے گا بلکہ یہ مبارک کان بھی سنیں گے۔ اور جس طرح تم اس دنیا میں میرے جواب کا شرف حاصل کرتے ہو میرے اس دنیا سے بہترین زندگی کی طرف چلے جانے کے بعد بھی سلام کے جواب سے مشرف ہوتے رہو گے۔ (کتاب رحمت کائنات صفحہ: ۱۵)

تبصرہ:

حسینی صاحب موصوف نے بزرگی کے رنگ میں تلبیس کرتے ہوئے چند روایات کے ٹکڑے اس طرح جوڑ دیے کہ پڑھنے والا یہ گمان کرے کہ یہ عبارت آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ حالانکہ یہ آپ ﷺ کا ارشاد قطعاً نہیں۔ بالخصوص یہ جملہ کہ تمہارا صلوٰۃ وسلام یہ صرف میرا روح سنے گا بلکہ یہ مبارک کان بھی سنیں گے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر صریح جھوٹ ہے۔ یہ کسی حدیث میں قطعاً نہیں ہیں۔ بلکہ بزرگ روایت گھڑ کر (من کذب علی متعمداً.... الحدیث) کا مصداق ٹھہرے ہیں۔ محدثین کے نزدیک ایسا شخص جو آپ ﷺ پر جھوٹ بولے، پرلے درجے کا کذاب اور دجال ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من شرورھم

جھوٹ نمبر 14 تا 16۔ موصوف حسینی صاحب اشاعت التوحید والسنۃ پر جھوٹ بولتے ہوئے فرماتے ہیں:

آج سے تقریباً 70 سال پہلے بعض ان لوگوں نے جو نور بصیرت سے محروم تھے

اور حقیقت سے محروم تھے۔ اس مقدس اور بابرکت روضہ کو توڑنے کی ناکام کوشش یوں بھی کی کہ درود شریف کی فضیلت کا انکار کر دیا۔ اور ان صحیح متواتر روایات کو موضوع تک کہنے میں بھی باک نہ دکھایا۔ اور پہلے دبی زبان میں اور اب کھل کر یہ بکنا شروع کر دیا ہے کہ روضہ اطہر میں اگرچہ جسد مبارک سلامت ہے بھی تو پھر قوت سماع اس میں موجود نہیں۔ (رحمت کائنات صفحہ ۱۲)

تبصرہ:

حسینی صاحب نے اس عبارت میں تین جھوٹ ارشاد فرمائے ہیں۔

نمبر 1۔ اشاعت التوحید والے درود شریف کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

نمبر 2۔ دوسرا جھوٹ یہ بولا کہ اپنی وضع کردہ روایت کو روایات متواترہ کہہ دیا۔ ایک حدیث پر بھی جھوٹ بولنے والا ولی نہیں ہوتا بلکہ بدقسمت کذاب ہوتا ہے۔ جبکہ حسینی صاحب موصوف نے متواتر روایات کا لفظ بولا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ تو یہ تین جھوٹ ایک ہی سانس میں بولنے والا ولایت کے کس درجے پر فائز ہوگا؟

نمبر 3۔ حسینی موصوف نے تلبیس کرتے ہوئے لکھا ہے اگر جسد مبارک سلامت ہے یعنی اشاعت التوحید والسنۃ کے احباب کے ذمہ یہ الزام بھی لگانے کی کوشش کی ہے کہ وہ حفظ اجساد انبیاء کے بارے میں بھی شک کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 17۔ پیر زاہد الحسینی صاحب لکھتے ہیں:

اس کمینہ راقم نے اکابر کے ارادے کو ان کی تحریر اور تحریر کی طرز سے جو سراپا گستاخی پر مبنی تھی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بھانپ لیا۔ (رحمت کائنات صفحہ ۱۶)

تبصرہ:

پیر صاحب نے اکابرین اشاعت التوحید والسنۃ پر صریح جھوٹ بولتے ہوئے ان کی تحریر و تقریر کو سراپا گستاخی قرار دیا ہے اور ذریت حسینی پر لازم ہے کہ وہ اکابرین اشاعت التوحید والسنۃ پر یہ الزام ثابت کرے۔ اور یہ مسئلہ بھی ذہن میں رہے کہ گستاخ رسول ﷺ کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہوتا ہے۔ تو جو علماء اکابرین اشاعت التوحید والسنۃ

والوں کو مسلمان کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں۔ مریدین حسینی اپنے پیر کی عزت ان پر بھی تکفیر کی مشین لاگو کریں یا اپنے پیر صاحب کو کذاب تسلیم کریں۔

جھوٹ نمبر 18۔ پروفیسر زاہد الحسینی صاحب لکھتے ہیں:

سید دو عالم ﷺ کی شان رفیع جسے قرآن حکیم نے (ورفع بعضھم درجٰت البقرہ: ۲۵۳) اور اللہ تعالیٰ نے بعض (سید دو عالم ﷺ کے درجات بہت بلند فرمائے ہیں (وکان فضل اللہ علیک عظیما ... النساء: ۱۱۳) اور آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا فضل بہت بڑا ہے۔ (ورفعنا لک ذکرک ... الانشراح: ۴) اور ہم نے آپ ﷺ کے لیے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ اور خود سید دو عالم ﷺ نے "وانا حبیب اللہ" (اور میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں) وغیرہ ارشادات سے واضح فرمایا ہے۔ اس شان رفیع کو گھٹانے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے۔ ایسی آیات کی تاویلات بعیدہ بلکہ تحریف معنوی تک کی گئی۔ (رحمت کائنات صفحہ ۳۸)

تبصرہ:

ان آیات بالا کی تحریف کب اور کس نے کی؟ اور آپ ﷺ کے فضائل جلیلہ کا انکار کس نے کیا؟ حسینی صاحب کے ذمہ لازم تھا کہ اس کا ثبوت پیش کرتے۔ لیکن ثبوت کہاں، حسینی صاحب تو توحید وسنت کی دشمنی کی وجہ سے عید میلاد کے جلوسوں کی سرپرستی، حیلہ اسقاط کی آمدنی، اور عقائد حقہ جیسی کتاب لکھ کر عناد میں اتنے دور نکل گئے کہ بات بات پر جھوٹ بولنے لگ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ضد اور عناد سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

جھوٹ نمبر 19۔ پروفیسر زاہد الحسینی صاحب اہل حق پر ایک اور جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسی طرح اس زمانے کے کافر اور آج کل کے منکرین حیات کہتے ہیں کہ قبر میں گل سڑ کر مٹی یا جل کر راکھ وغیرہ کس طرح زندہ ہو کر میدان حشر میں نکلے گا۔"

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(رحمت کائنات)

تبصرہ:۔

معلوم ہوتا ہے کہ حسینی صاحب ضد اور عناد میں ایمان کے ساتھ عقل سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اب یہ حسینی پر لازم ہے کہ حسینی صاحب کے اس جھوٹ کو ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ اشاعت التوحید والوں میں سے میدان حشر میں زندہ ہو کر اٹھنے کا کس نے انکار کیا ہے؟ اشاعت التوحید والے تو کہتے ہی یہی ہیں کہ موت کے بعد روح قیامت کے دن بدن میں واپس کی جائے گی اور یہی جسم زندہ ہو کر کھڑا ہو گا۔ پس درد ہے اور غم ہے کہ ایسے صریح جھوٹ لکھ کر کتاب کے ٹائٹل پر لکھ دیا جاتا ہے۔ مقبول بارگاہ

بس لاحول ولا قوۃ الا باللہ

جھوٹ نمبر 32تا29۔ بزرگ: ابو الحسینی صاحب لکھتے ہیں:۔

یہ عقیدہ حیات النبی اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے …… ہر دور اور قرن میں علماء کرام نے اس عقیدہ اور شرف زیارت نبوی اور عظمت مدینہ منورہ پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ایک فہرست درج کی جاتی ہے۔

پہلی صدی: حضرت انس بن مالکؓ، اوس بن اوسؓ، ابو مسعودؓ انصاری، ابو امامہؓ، عبد اللہ ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام ہیں۔

دوسری صدی: ثابت بنانی، ابو الملیح، سعید بن مسیب، امام دار الہجرت امام مالک۔

تیسری صدی: امام شافعی، امام احمد بن حنبل، بقی بن مخلد، امام ابو حنیفہ۔ الخ

(رحمت کائنات)

تبصرہ:۔

بخوف طوالت ہم نے بقیہ فہرست چھوڑ دی ہے۔ تیسری صدی تک مندرجہ ذیل شخصیات کے ذمہ حسینی صاحب نے اپنے مخصوص عقیدہ "حیات دنیویہ" کے اثبات پر تصنیف کتب کا جھوٹ ڈالا ہے۔

(۱) حضرت انس بن مالکؓ (۲) اوس بن اوس (۳) ابو مسعودؓ انصاری (۴) ابو امامہ (۵) عبد اللہ ابن عباس (۶) ثابت بنانی (۷) ابو الملیح (۸) سعید بن مسیب (۹) امام

دار الہجرت امام مالک (۱۰) امام شافعی (۱۱) امام احمد بن حنبل (۱۲) بقی بن مخلد (۱۳) امام ابو حنیفہ۔

اب یہ حسینی پر لازم ہے کہ ان تیرہ بزرگوں کی ایسی کتابیں جو حیات النبی کے بارے میں لکھی بھی ہوں اور وہ بھی ابو الحسینی صاحب کے عقیدے کے مطابق حیات دنیویہ حقیقیہ کے اثبات پر لکھی بھی ہوں۔ ان کے صرف نام ہی دریافت کر کے بتلا دیں، ورنہ حسینی صاحب کے ان تیرہ بزرگوں پر ایک ہی سانس میں تیرہ جھوٹ تسلیم کر کے تمغہ کذاب سے نوازیں۔

جھوٹ نمبر 33۔ کتاب "آب حیات" پر تبصرہ کرتے ہوئے بزرگ حسینی صاحب لکھتے ہیں:۔

ہمارے حضرات بڑے زور شور سے اس (حیات جسمانی برزخی) پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارے میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ رسالہ "آب حیات" نہایت جامع رسالہ ہے۔ جو خاص اسی مسئلہ کے لیے لکھا گیا ہے۔

(رحمت کائنات)

تبصرہ:۔

حسینی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ آب حیات میں (حیات جسمانی برزخی) کو ثابت نہیں کیا گیا، بلکہ برزخی کی نفی فرما کر حیات دنیوی غیر الاتصال کو ثابت کیا گیا ہے، جس کے آپ حضرات بھی منکر ہیں۔ عنقریب انشاء اللہ آ جائے گا۔

جھوٹ نمبر 34۔ مولوی مہر محمد بن حافظ جی میانوالوی لکھتے ہیں:۔

بخاری کی روایت ہے کہ جب میت کو قبرستان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ تو نیک روح واپس آ کر کہتی ہے مجھے جلدی لے چلو، جلدی لے چلو۔ اور بری کہتی ہے ہائے مجھے کہاں اور کیوں لے جا رہے ہو۔ جب علیین و سجین میں اپنا مقام اور انجام دیکھ آئی ہیں۔ تو وہاں ہی رہتیں اپنے بندے کے پاس واپس کیوں آ گئی ہیں۔

(مقدمہ یادگار خطبات)

تبصرہ:۔

بخاری شریف میں یہ روایت قطعاً نہیں کہ روح واپس آ کر کہتی ہے جلدی لے چلو یا کہاں لے جا رہے ہو۔ یہ مہر محمد صاحب کا بخاری شریف اور حدیث کے علم پر صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر 35۔ حافظ الازوی صاحب اشاعت التوحید والوں پر جھوٹ بولتے ہوئے کہتے ہیں:۔

وہ کہتے ہیں یہ قبر نہیں، وہ میں نہیں مانتا کہتا ہوں یہاں ان کو یہ قبر نصیب ہی نہیں۔ [illegible] اب قرآن نے اس قبر کو قبر کہا ہے کہ نہیں کہا۔

(یادگار خطبات)

تبصرہ:۔

اشاعت التوحید والوں پر الازوی صاحب کا یہ سفید جھوٹ ہے۔ جو انہوں نے [illegible] لگا دیا ہے۔ اشاعت والوں میں سے کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ قبر، قبر نہیں۔ [illegible] قبر کے دو مفہوم بیان کیے ہیں۔ اشاعت التوحید والے دونوں کو مانتے ہیں [illegible] کہتے ہیں۔ جب کہ الازوی صاحب اور ان کی پارٹی اس [illegible] جھوٹ بول رہی ہے کہ یہی وہ اس قبر کو قبری نہیں مانتے۔ [illegible]

جھوٹ نمبر 36۔ الازوی صاحب فرماتے ہیں:۔

اب سننے [illegible] کہتے ہیں کہ اس میں تو شہیدوں کی زندگی کا ذکر ہے۔ نبی کی زندگی کا ذکر نہیں۔ کہتے ہیں [illegible] (یادگار خطبات)

تبصرہ:۔

یہ بھی الازوی صاحب نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ حالانکہ اشاعت التوحید والے کہتے ہیں۔ شہداء کے لیے برزخی حیات عبارت النص سے ثابت ہے۔ حضرات انبیاء کرام کے لیے اسی برزخی حیات دلالت النص سے ثابت ہے۔ دیکھیں ندائے حق، الملک [illegible] الازوی صاحب کے الزامات اسی طرح کے لا جواب ہیں۔

[illegible] الازوی صاحب کا مقام نہیں [illegible] اس لیے الازوی صاحب کی [illegible] کی طرح ہوتی ہیں۔

جھوٹ نمبر 37۔ الازوی صاحب حدیث کے بارے جھوٹ بولتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(الانبیاء احیاء فی قبورھم) یہ حدیث متواترات میں سے ہے۔

(یادگار خطبات صفحہ ۳۰)

تبصرہ:۔

الازوی صاحب کا کوئی حامی حدیث متواتر کی تعریف فرما کر اس حدیث پر تطبیق بھی نہیں کر سکتا۔ یہ الازوی صاحب کی جرأت ہے کہ حدیث کے ساتھ علم حدیث پر بھی جھوٹ بولتے ہوئے نہیں شرماتے۔ اور جھوٹ بھی ایسے بولتے ہیں کہ الازوی صاحب کے بڑے بھی ان کی تکذیب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی یادگار خطبات میں ڈاکٹر خالد محمود اسی روایت کو خبر واحد قرار دے رہے ہیں۔ لیکن محدث الازوی کا کمال ہے کہ خبر واحد اور وہ بھی جس کو بعض محدثین نے منکر تک کہا متواتر کہنے سے باز نہیں آتے۔

جھوٹ نمبر 38۔ ایک بزرگ مسئلہ حیات کی بنیاد پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ یہ عقیدہ پیدا ہوا ہے ہمارے بریلوی حضرات کے عقیدہ کی وجہ سے۔ یہ عقیدہ کسی علم و عقل کی دلیل سے ثابت نہیں۔ بریلویوں نے کہا کہ نبی کو موت ہی نہیں آئی۔ وہ کہتے ہیں کہ موت آئی نہیں۔ (یادگار خطبات، ص ۲۳۵)

تبصرہ:۔

یہ بھی کذب بیانی ہے کسی بریلوی نے موت کا انکار نہیں کیا۔ دیکھیں ملفوظات احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، حلاوۃ الصدور وغیرہ۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ بریلوی بھی انہی علمائے کی طرح ایک آن کے لیے موت مانتے ہیں۔ اور پھر حیات دنیوی حقیقی حسی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 39تا41۔ حضرت نانوتوی پر زندہ جھوٹ۔ ایک

دو رنگ فرماتے ہیں:-

حضرت نانوتوی نے کیا خوب کہا میرے دوستو.... ایک بات مولانا قاسم نانوتوی نے بڑی عجب کہی ہے۔ اس میں حضرت نانوتوی کا بعض لوگوں نے کہا کہ تو ہے کہ یہاں ایک نئی بات ہے اور بھی نے کہا کہ نہیں.... آب حیات حضرت نانوتوی کی کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ نے پیغمبر کی روح کو جب جسم سے قبض کیا تو.... کہاں بھیجا.... رب نے اپنے نبی ﷺ کی روح کو.... جب جسم سے قبض کیا ہے تو اس روح کو اس جسم کے ساتھ اعلیٰ جگہ پر رکھی جائے.... کیونکہ اعلیٰ علیین کا معنی ہی اعلیٰ مقام ہے.... میرے جسم سے روح نکلے تو اعلیٰ علیین مجھ سے بھی اعلیٰ ہے.... اس وجہ سے میری روح وہاں بھی جائے۔ تمہاری روح وہاں بھی جائے.... لیکن جب نبی ﷺ کے جسم سے روح کو قبض کیا گیا ہے.... تو نبی ﷺ کے جسم سے اعلیٰ تو کائنات میں کوئی چیز ہے ہی نہیں.... عرش ہو، فرش ہو.... اس وجہ سے حضرت نانوتوی فرماتے ہیں.... کہ حضور ﷺ کی روح کو جب قبض کیا گیا.... تو رب نے اس روح کو پوری کائنات میں دیکھا.... کہ میں کہاں رکھوں.... کوئی جگہ دیکھی تو روح کو نبی ﷺ کے جسم میں رکھ دیا۔ کیوں؟ نبی ﷺ کے جسم سے بہتر کوئی جگہ نہیں.... روح تو اس جگہ سے اعلیٰ پہ ہونی چاہیے۔ ٹھیک ہے؟ اعلیٰ جگہ تو نبی ﷺ کے جسم کے علاوہ کوئی نہیں.... اس لئے رب نے اس روح کو دوبارہ محمد ﷺ کے جسم میں ڈال دیا.... تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اس جسم سے بہتر کائنات میں کوئی چیز نہیں۔ یہ جسم ہی اس لائق ہے کہ اس جسم میں نبی کی روح ہو۔ (یادگار خطبات)

تبصرہ:-

اس عبارت میں تین جھوٹ ہیں۔

(۱) حضرت نانوتوی پہ صریح جھوٹ کہ انہوں نے آب حیات میں یہ بات لکھی ہے۔ آب حیات میں یہ تحریر قطعاً موجود نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ پہ بھی جھوٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی جگہ نہیں ملی اس لیے روح مبارک کو بدن میں واپس کر دیا۔

(۳) آپ ﷺ کی روح مبارک کو دوبارہ آپ ﷺ کے جسم میں رکھ دیا۔ یہ آپ

ﷺ پہ واضح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر 42۔ یہی علامہ صاحب فرماتے ہیں:-

ایک بات یاد رکھیے۔ حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے اور یہ حدیث مسلم شریف میں ہے۔ مسلم شریف، بخاری شریف کے بعد دوسرے نمبر کی کتاب ہے۔ جو حدیث میں بیان کر رہا ہوں۔ اس حدیث کے ساتھ میں چیلنج بھی کر رہا ہوں کہ اس حدیث کو دنیا کی کوئی طاقت ضعیف ثابت کرے۔ کوئی ایک راوی ضعیف ثابت کرے۔ اس جلسہ میں سے میری تقریر ریکارڈ ہو رہی ہے۔ اسے لے جاؤ ان کے پاس کہ کون کہ یہ حدیث جو فاروقی صاحب نے بیان کی ہے۔ اس کو چیلنج کر کے گئے ہیں.... اس حدیث کا رتبہ وہ ہے جیسے قرآن کی آیت کا حکم نص قطعی ہے۔ اس طرح حدیث کا حکم نص قطعی ہے.... حدیث کیا ہے (الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون) اور فرماتے ہیں۔ وفی روایۃ یحجون (یادگار خطبات صفحہ ۲۵۲ طبع اول ۲۰۰۳)

تبصرہ:-

علامہ صاحب نے (الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون) کے بارے میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث مسلم میں ہے۔ حالانکہ مسلم تو کجا یہ حدیث صحاح ستہ میں بھی نہیں ہے۔ راقم الحروف نے المسلک المنصور میں چیلنج کیا تھا کہ کوئی جیالا یہ حدیث مسلم شریف سے نکال دکھائے۔ لیکن کسی میں آج تک جرأت نہیں ہوئی۔ اب شنید ہے کہ انہوں نے یادگار خطبات کے دوسرے ایڈیشن میں تحریر کا یہ حصہ بھی اڑا دیا ہے۔ گویا اپنے اس جھوٹ پہ مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہدایت نصیب فرمائے کہ اسی طرح اپنے تمام جھوٹوں کو جھوٹ اور گناہ مجھ کر توبہ کا اعلان کرتے جائیں۔

جھوٹ نمبر 43۔ پیر زاہد الحسینی صاحب اپنے سر موعہ عقیدہ (اعادہ روح و سماع میت) کے انکار کے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

پہلا اور سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی تقریباً ساڑھے سات سو آیات کا انکار ہو گا۔ جن میں موت کے بعد زندگی حساب کتاب.... الخ (رحمت کائنات صفحہ ۳۸۰)

تبصرہ:-

پیر صاحب کے عقیدہ (اہر میت کے لئے اعادہ روح و سماع) پر ایک آیت بھی قرآن مجید میں موجود نہیں۔ ساڑھے سات سو آیتوں کا حوالہ دینا کتاب اللہ پر ساڑھے سات سو جھوٹ بولنا ہے۔ یہ بات بھی اہل علم سے مخفی نہیں کہ پیر صاحب نے پہلے آٹھ سو آیات کا دعویٰ کیا۔ اور اب ساڑھے سات سو گویا پچاس آیات کے دعویٰ سے دستبردار ہو کر قرآن کریم پر پچاس جھوٹ بولنے کا خود اقرار کر لیا ہے۔

جھوٹ نمبر 44۔ پیر زاہد الحسینی صاحب نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ قرآن مجید نے اس زندگی کے منکروں کو کافر کہا ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۳۸۰)

تبصرہ:-

پیر صاحب نے یہ بھی قرآن مجید پہ صریح جھوٹ بولا ہے۔ قرآن کریم کی کسی آیت میں حیات قبر اور سماع میت کے انکار کرنے والے کو کافر قطعاً نہیں کہا گیا۔

{پیر صاحب کا وحشیانہ حملہ}

یوں تو اشاعتی گروہ، مرشد الموحدین حضرت مولانا حسین علی اور شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہم اللہ پر تقیہ کے رنگ میں تبرا کرتا ہی رہتا ہے۔ لیکن لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے حسب موقع من گھڑت طور پر ان شیوخ کی تعریفیں بھی کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس مقام پہ پیر زاہد الحسینی صاحب نے تقیہ کے رنگ میں حضرت مولانا حسین علی اور شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان پہ جس طرح وحشیانہ حملہ کیا ہے شاید ایرانی تبرائی بھی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہو۔

پیر حسینی صاحب "ضروری گزارش" کا عنوان قائم کر کے قرآن کریم پہ جھوٹ باندھتے ہوئے لکھتے ہیں:-

اس لئے ایسی کتابیں پڑھنے سے منع فرمایا۔ حکیم الامت حضرت تھانوی نے ایک ایسی ہی کتاب اپنے کتب خانہ میں رکھنے کی اجازت نہ دی بلکہ وہ جلا دی گئی تھی۔ آپ کے خلیفہ اعظم مولانا خیر محمد جالندھری نے ایسی کتابیں پڑھنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح اپنے

بے ادبوں کی تحاریر پڑھنے سے بھی منع فرمایا کہ ان کی تحاریر سے بے ادبی اور گستاخی کا خطرہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی نشانی بتاتے ہوئے فرمایا۔ (وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ) اور تو ان کو طرز کلام سے پہچان لے گا۔ بات کرنے کے ڈھب سے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے عملوں کو۔ یعنی جب وہ بے ادب بات کرتے ہیں تو اس سے بے ادبی ظاہر ہوتی ہے.... اس لئے گزارش ہے کہ ایسے بے ادبوں کی کتابیں پڑھیں اور نہ ہی ان کی تحاریر سنیں، ورنہ ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۵۰۶)

تبصرہ:-

پیر صاحب کی اس تحریر سے ایک عام آدمی سوچنے پہ مجبور ہو جاتا ہے کہ آخر وہ کون سی کتابیں ہیں کہ جن کے پڑھنے سے سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ حضرت تھانوی نے اپنے کتب خانے میں رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ اور وہ کون بے ادب اور گستاخ ہے کہ جس کی تحریر پڑھنے سے گمراہی کا خطرہ ہے۔ اور وہ کون ایسا بدبخت ہے جو منافقین کے بارے میں اترنے والی آیتوں کا مصداق ہے۔ اسے افسوس! میں کن لفظوں میں اس سربستہ راز کو بے نقاب کروں۔ کہ حسینی صاحب کی مراد ان کی کتابوں سے بلغۃ الحیران اور ایسے آدمی سے مرشد الموحدین مولانا حسین علی صاحب الوانی اور شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان ہیں۔ جن کے بارے میں خود الحسینی صاحب اپنی کتاب "رحمت کائنات صفحہ ۶۹۹" پہ یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ استاذ الاعلماء مفسر القرآن حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس سرہ نے فرمایا"۔ مقدمہ "بلغۃ الحیران صفحہ ۸"

سبحان اللہ! ذرا اولیاء اللہ کی دشمنی کا انجام تو دیکھئے۔ کہ حسینی صاحب موصوف ایک طرف تو "بلغۃ الحیران" کتاب کو بے ادبی اور گستاخی پہ مبنی کتابوں میں شامل کرتے ہیں۔ اور سورۃ الحجرات کے حوالے سے یہاں تک لکھتے ہیں کہ ایسی کتابیں پڑھنے سے منع فرمایا اور پھر بلغۃ الحیران کے جلانے کی رام کہانی بیان کرتے ہیں۔ اور مصنف کو گستاخ اور بے ادب قرار دے کر ایسی آیات جو منافقین کے رد میں نازل ہوئیں کا مصداق ٹھہراتے

ہیں۔ اور دوسری طرف "اکابر" احمد رضا، مفسر القرآن حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس سرہ کو کافر بنا دیا ہے اور ختم نبوت اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ گستاخ رسول کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔

فائدہ:

اگر کسی کو وہم ہو کہ شاید موصوف جیسی صاحب نے کسی اور کتاب کا تذکرہ کیا ہو تو وہ "ارشاد الاشاعت" جلد ۲ صفحہ ۱۷۹ "ملاحظہ فرمالے۔

جھوٹ نمبر 45: مولوی نور محمد زاروی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ تمام صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، فقہاء، مفسرین، محدثین اور تمام علماء امت ... انبیاء کرامؑ کے سماع پر متفق اور متحد ہیں۔ اور یہی حقیقت کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ (قبری زندگی صفحہ ۳۵۰)

تبصرہ:

☆ مولوی نور محمد صاحب نے فکر آخرت سے بے نیاز ہو کر ایسا بھاری جھوٹ بولا ہے کہ جس کی نظیر (قادیانیت) میں بھی ملنا ممکن نہیں۔ ہم تمام اہل اتحاد کو چیلنج کرتے ہیں کہ صرف ایک صحابیؓ کا ایسا قول پیش فرمائیں، جو تصریح فرماتا ہو کہ انبیاء کرامؑ کے سماع پر اجماع ہے یا حضرات انبیاء کرامؑ کی وفات کے بعد ان کا سماع ثابت ہے۔ ورنہ یہ ایک لاکھ کی بجائے اصحاب رسول ﷺ پر جھوٹ ہوگا تو ایک لاکھ بیس ہزار جھوٹ بنتے ہیں۔

☆ اگر صحابیؓ کا قول نہیں مل سکتا تو کسی ایک تابعی، تبع تابعی، یا آئمہ اربعہ میں سے ایک امام کا ایسا قول اور صحیح پیش کریں۔ جس نے یہ فرمایا ہو کہ انبیاء کرامؑ کا سماع اجماعی ہے۔ یا تمام حضرات انبیاء کرامؑ وفات کے بعد اہل دنیا کے کلام سنتے ہیں۔ اگر ان حضرات میں سے کسی کا قول نہ مل سکے اور یقیناً نہیں مل سکتا تو مولوی صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ یہی حقیقت کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ اس لیے ہم مولوی صاحب اور ان کے حواریوں کو دعوت چیلنج کرتے ہیں کہ صرف ایک ایسی آیت کی نشاندہی فرمائیں، جس میں تصریح ہو کہ حضرات انبیاء کرامؑ بعد از وفات اہل دنیا کا کلام سنتے ہیں۔ اگر قرآن سے نہ پیش کر سکیں تو یہ قرآن پر بھی واضح جھوٹ ہوگا۔ تو پھر ایک ایسی حدیث پیش فرمائیں۔ جس میں

صراحت ہو کہ انبیاء کرامؑ بعد از وفات اہل دنیا کا کلام سنتے ہیں۔ ہم پورے وثوق اور یقین سے کہتے ہیں کہ سارے اہل اتحاد اکٹھے ہو کر بھی ایسی کوئی آیت دکھا سکتے ہیں نہ حدیث نہ صحابی، تابعی، تبع تابعی، اور آئمہ اربعہ میں سے کسی کا فرمان پیش کر سکتے ہیں۔ مولوی نور محمد ابھی تک زندہ ہے اور مولوی نور محمد کی اس کتاب پر مندرجہ ذیل "اہل اتحاد" کی تصدیقات ہیں۔

(۱) علامہ امیر محمد تونسوی (۲) پیر شفیق الرحمن درخواستی (۳) مولانا منظور احمد نعمانی (۴) مولوی عبد الحئی فاروقی (۵) مفتی عبد الستار ملتان (۶) حبیب الرحمن درخواستی (۷) اسامہ حسن اوکاڑوی۔ ہمارا یہ چیلنج مولوی نور محمد سمیت ان کے ان مصدقین کو ہے اگر ان میں ہمت ہے تو ہمارے چیلنج کو قبول فرمائیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔ اگر ان کی قوت جسمانی میں ... نہیں تو اہل اتحاد کے اس اجتماعی جھوٹ کو ملاحظہ فرما کر انصاف کیجئے کہ یہ لوگ کس طرح جھوٹ بول بول کر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 46: مولوی نور محمد زاروی صاحب "المہند" پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے:

"المہند علی المفند" یعنی عقائد علماء دیوبند میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے حضور اکرم ﷺ کی حیات متعلق روح مع الجسد العنصری اور سماع النبی ﷺ کو تسلیم کیا۔ اور اس پر چوبیس علماء دیوبند بلکہ مشائخ دیوبند نے تصدیقی دستخط فرمائے ہیں۔

(قبری زندگی صفحہ ۳۴۸)

تبصرہ:

یہ بھی مولوی نور محمد صاحب کا المہند اور چوبیس علماء پر صریح جھوٹ ہے۔ المہند میں سماع النبی ﷺ کا مسئلہ موجود ہی نہیں۔ اگر مولوی نور محمد اور اس کے مصدقین میں سے کسی میں ہمت ہو تو المہند سے یہ مسئلہ نکال دکھائے۔

جھوٹ نمبر 47: مولوی نور محمد لکھتا ہے:

کوئی صحابی رسول ﷺ سیدہ عائشہؓ کا ہم خیال نہیں ہوا

(قبری زندگی صفحہ ۳۵۱)

تبصرہ:

یہ بھی مولوی صاحب کا صریح جھوٹ ہے کسی ایک صحابیؓ نے بھی سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا اور اختلاف کرتے بھی کیوں؟ حضرت سیدہؓ نے اپنی دلیل کتاب اللہ سے پیش کی۔ اگر زاروی صاحب میں ہمت ہو تو کسی ایک صحابیؓ کا نام ہی پیش کیجئے جس میں ام المومنینؓ کے استدلال پر اعتراض کیا ہو۔ اگر ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو یہ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ پر صریح جھوٹ ہوگا۔

جھوٹ نمبر 48: اتحادی امیر و مرشد اللہ یار خان چکوالوی ... لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیقؓ سماع صلوٰۃ و سلام عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے اس عقیدہ کے مطابق یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ آپؓ نے یہ عقیدہ اپنے اجتہاد یا ذاتی رائے سے نہیں اپنایا تھا بلکہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد پر سماع موتیٰ کے قائل ہوئے تھے اور صرف صدیق اکبرؓ ہی قائل نہیں ہوئے تھے آپؓ کے بعد تمام علماء امت اس کے قائل رہے۔

(سیف اویسیہ ص: ۳۰،۳۱)

تبصرہ:

اللہ تعالیٰ جھوٹے کا منہ کالا کرے، چکوالوی صاحب نے حضرت صدیق اکبرؓ پر سماع عند قبر النبی ﷺ، سماع موتیٰ کے قائل ہونے پر سفید جھوٹ بولا ہے۔ اگر اتحادی پارٹی میں ہمت ہو تو حضرت صدیق اکبرؓ سے صرف ایک باسند صحیح قول پیش کر دے جس میں انہوں نے سماع عند قبر النبی ﷺ، سماع موتیٰ کی تصریح فرمائی ہو، لیکن یاد رہے قیامت تک کوئی اتحادی ایسا ایک قول بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اسی طرح چکوالوی موصوف نے تمام علماء امت پر بھی جھوٹ بولا ہے، تفصیل آ رہی ہے۔

جھوٹ نمبر 49:

اللہ یار خان چکوالوی حضرت شیخ القرآنؒ پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں:

عذاب و ثواب دونوں کو ہوتا ہے صرف روح کو (مولانا غلام اللہ خان) سوال پیدا ہوا کہ پھر کس کو ہوتا ہے؟ جواب یہ ہوا کہ پھر کسی کو نہیں ہوتا۔ یہ عقیدہ انکار کا ہے اور قرآن کی بیسیوں آیات کا انکار صرف اس عقیدہ سے ہوتا ہے۔ منکر عذاب قبر ... ہیں اور منکر قرآن بھی شیخ القرآن ہوتے ہیں۔

تبصرہ:

چکوالوی صاحب کی دریدہ دہنی ملاحظہ فرمائیں کس قدر جھوٹ ... کہ حضرت شیخ القرآنؒ پر جھوٹ بول رہے ہیں۔ حضرت شیخ القرآنؒ نے کہیں بھی فرمایا عذاب و ثواب دونوں روح کو ہوتا ہے اور نہ جسم کو۔ منکر عذاب قبر کہ تمام امت پر جھوٹ بولنے والا اور اولیاء اللہؒ کی توہین کرنے والا چکوالوی کذاب بھی اتحادیوں کا پیر و مرشد اور مقتدی اعظم ہے۔

جھوٹ نمبر 50:

اللہ یار خان چکوالوی سیدہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہؓ پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے:

آپؓ کا عقیدہ تھا کہ اہل برزخ کے لئے مٹی بمنزلہ شیشے کے ہے، جس طرح شیشے سے نظر پار چلی جاتی ہے اسی طرح مٹی سے بھی پار چلی جاتی ہے۔

(حیات برزخیہ ص: ۱۱۷)

تبصرہ:

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ چکوالوی موصوف نے حضرت سیدہ طاہرہؓ پر بھی صریح جھوٹ بولا ہے۔ حضرت سیدہ طاہرہؓ نے کسی مقام پر ایسی بات کبھی نہیں فرمائی۔ البتہ سیدہ طاہرہؓ نے قرآن کریم کی آیات بینات پڑھ پڑھ کر یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ موت کے بعد کوئی بھی اہل دنیا کا کلام نہیں سن سکتا۔

جھوٹ نمبر 51:

اللہ یار خان چکوالوی افتراء علی اللہ کا ارتکاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قرآن حکیم میں تیس آیات موجود ہیں، جو صاف دلالت کرتی ہیں کہ برزخ والوں

(حیات برزخیہ ص ۲۵۸)

کو دیا جا سکتا ہے۔

تبصرہ:

اتحادی مولوی صاحب نے قرآن کریم کی تین آیات پر صریح جھوٹ بولا ہے۔ تین ایک آیت میں بھی بات مذکور نہیں کہ برزخ والے دنیا والوں کا کلام سنتے ہوں یا ان کے حالات کو جانتے ہوں۔ اگر اتحادی گروہ میں جرأت ہو تو صرف ایک آیت کی نشاندہی کریں جس میں میت کا اہل دنیا کے کلام کو سننا اور حالات کا جاننا موجود ہو۔ ورنہ اپنے اس مردہ عقیدہ کو دفن فرمائیں۔

اتحادی تلبیس

تمام اتحادی تلبیس کے علاج مریض ہیں۔

جن کے چند نمونے ذکر کئے جاتے ہیں۔

☆ ڈاکٹر ابو الحسین صاحب "حیات اخروی قرآن و حدیث کی روشنی میں" کا عنوان قائم کر کے سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹-۸، سورۃ الحج آیت نمبر ۵-۷-۶، سورۃ حم سجدہ آیت نمبر ۳۹، سورۃ [illegible] آیت نمبر ۱۱، سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۵، سورۃ ق آیت نمبر ۱ تا ۴ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اگرچہ ان آیات کا تعلق قیامت کے دن کے ساتھ ہے مگر ان سے حیات قبر بھی ثابت ہو رہی ہے۔ کیونکہ جس بدن کا قیامت کے دن اسی شکل و شباہت اور اسی جگہ بالکل کے ساتھ اٹھائے جانے کا ذکر قرآن مجید نے فرمایا۔ جبکہ ہزاروں سال گزر جائیں گے تو موت کے فوراً بعد اس بدن کا زندہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیوں ناممکن ہے۔

تبصرہ:

ان صاحب کی تلبیس ملاحظہ فرمائیں۔ جب ان آیات میں قیامت کے دن زندہ کرنے کا اعتراف موجود ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس صریح حکم کا انکار کر کے ان آیات کو موت کے فوراً بعد زندہ ہونے پر فٹ کرنے والا کیسے مسلمان رہ سکتا ہے۔

☆ یہی صاحب "میت کا چارپائی پر پیغام سننا" کا عنوان قائم کر کے دلیل ذکر

کرتے ہیں۔ محمد بن المنکدر فرماتے ہیں کہ میں جابر بن عبد اللہ کے پاس اس وقت پہنچا جبکہ وہ سکرات موت میں مبتلا تھے۔ ان سے عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میرا سلام کہہ دینا۔

(رحمت کائنات صفحہ ۸۸)

تبصرہ:

عینی صاحب کی تلبیس دیکھئے۔ عنوان تو قائم کیا ہے میت کے سننے کا اور دلیل ذکر کی ہے زندہ کے سننے کی۔ حالانکہ یہ روایت تو خود عینی صاحب کے نظریے کی دھجیاں بکھیر رہی ہے۔ اگر محمد بن منکدر تابعی کا عقیدہ ہوتا کہ آپ ﷺ قبر پر سلام سنتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کی قبر پر آکر سلام کرتے۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ کے ذریعے سلام بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے کیوں کہتا ہے۔ جناب ﷺ کی قبر انور ہے اور آپ ﷺ سلام خود سنتے ہیں۔ آپ ﷺ کی قبر پر جا کر سلام کیوں نہیں کرتے۔ اس سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ اور تابعین کا اور اسماع کا قطعاً نظریہ نہیں تھا۔

☆ پھر عینی صاحب اسی عنوان "میت کا چارپائی پر پیغام سننا" کی دوسری دلیل ذکر کرتے ہیں: بخاری نے عبد اللہ بن انیس کی صاحبزادی خالدہ سے اس بات کو بیان کیا ہے کہ ابو قتادہ صحابی کی صاحبزادی ام انیس اپنے والد کی وفات کے چند دن بعد عبد اللہ بن انیس کے پاس آئی جبکہ وہ مرض الموت کے مریض تھے۔ اور یہ کہا کہ اے چچا میرے والد کو میرا سلام پہنچا دینا۔

(رحمت کائنات صفحہ ۸۹)

تبصرہ:

عینی صاحب کے دعویٰ اور دلیل کی ذرا مطابقت ملاحظہ فرمائیے۔ دعویٰ تو یہ کیا کہ میت سنتی ہے اور دلیل یہ دی کہ مرض الموت کے مریض کو سلام پہنچانے کا کہا۔ غور فرمائیے۔ عینی صاحب کی یہ تلبیس بھی ان کے عقیدے کی دھجیاں بکھیر رہی ہے۔ اگر ابو قتادہ کی صاحبزادی ام انیس کا یہ نظریہ ہوتا کہ میرا والد موت کے بعد خود میرا سلام سنتا ہے۔ تو حضرت عبد اللہ بن انیس کو سلام پہنچانے کی درخواست کرنے کا کیا مطلب ہے۔

☆ عینی صاحب موصوف ایک حدیث میں اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حدیث میں صاف موجود ہے۔ جو بدن اٹھانے والوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ وہی

[illegible] کہتا ہے۔

تبصرہ:

یہ بھی عینی صاحب کی تلبیس اور صریح کذب بیانی ہے۔ حدیث میں قطعاً نہیں [illegible] سے مراد ہے۔ بلکہ محدثین کے بھی اقوال ہیں۔ کہ یہ بدن کہتا ہے یا روح کہتی ہے۔ زبان حال سے کہتا ہے یا زبان قال سے۔ حدیث میں بدن کے زبان سے کہنے کا کوئی تذکرہ نہیں۔ اگر حدیث میں صراحت ہوتی تو محدثین کا اختلاف قطعاً نہ ہوتا۔

☆ مولوی نور محمد تونسوی صاحب لکھتے ہیں:

اہلسنت والجماعت کے اس عقیدہ کہ عالم قبر کی کاروائی روح اور جسد عنصری کے مجموعہ پر وارد ہوتی ہے کو قرآن مجید کی باون آیات اور ایک سو تین احادیث متواترہ سے ثابت کیا ہے۔

(قبر کی زندگی صفحہ ۲۴)

تبصرہ:

مولوی نور محمد تونسوی صاحب کی حسب عادت یہ بھی خالص تلبیس ہے۔ اولاً۔ تو وہاں عذاب و ثواب قبر یا حیات برزخیہ میں ہے ہی نہیں۔ اصل جھگڑا تو اعادہ روح اور سماع میت کا ہے۔ جس پر مولوی نور محمد صاحب پوری زندگی کوئی ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں یہ صراحت ہو کہ دفن کے فوراً بعد جسد عنصری میں روح کو واپس لوٹایا جاتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی آیت پیش کر سکتے کہ موت کے بعد کوئی میت بھی اہل دنیا کا کلام سنتا ہے۔ اسی طرح ایک بھی متواتر روایت ایسی پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں روح کے بدن عنصری کے اندر ہونے یا روح کا جسم سے ایسے تعلق ہونے کی صراحت ہو جس کی وجہ سے بدن میت اہل دنیا کا کلام سن سکے۔

ثانیاً۔ مولوی نور محمد صاحب نے جن آیات کو قبر کی زندگی نامی کتاب میں تحریر کیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک میں بھی روح کے بدن عنصری میں ہونے کی تصریح نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ایسی آیت پیش کی ہے جس میں صراحت ہو کہ عالم قبر کی کاروائی روح اور بدن عنصری کے مجموعہ پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی ایسی آیت صریح یا حدیث متواتر ہوتی تو علماء روح کے عذاب و ثواب کے قائل کو کافر کہتے۔ اہلسنت والجماعت سے بھی شمار

کرتے۔ حالانکہ علامہ انور شاہ صاحب جیسے محقق نے فیض الباری جلد دوم صفحہ [illegible] میں فقط روح کے قائلین کو اہلسنت میں شمار فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ مولانا سرفراز خان صفدر اور مولانا نور الحسن شاہ صاحب نے بھی بدن عنصری کے عذاب و ثواب کے منکرین کو اہلسنت سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں "حیات الاموات"، "تسکین الصدور"۔ تو تونسوی صاحب کا ان آیات اور ایک سو تین احادیث متواترہ کے نام پر مارا گیا جھوٹ ہے جس کی سیاہی قیامت کے دن تونسوی صاحب کے چہرے پر انشاء اللہ نمایاں ہوگی۔

☆ امین اوکاڑوی صاحب فرماتے ہیں۔ اسی طرح صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔ بے شک نبی ﷺ اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور وہ تصرف کرتے ہیں۔ اور سیر کرتے ہیں زمین میں جہاں چاہیں زمین اور ملکوت میں۔ اور وہ اس ہیئت پر ہیں۔ جس طرح وفات سے پہلے تھے۔ کوئی چیز ان سے تبدیل نہیں ہوئی۔ اور بے شک وہ غیب ہیں نظروں سے جیسے فرشتے غیب ہیں۔۔۔۔۔ اور باقی انبیاء کے بارے میں بھی (علامہ سیوطی) اسی طرف گئے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ ان کی ارواح ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں۔ بعد قبض ہونے کے۔ اور ان کو اجازت دی جاتی ہے۔ قبروں سے نکلنے کے بارے میں۔ اور ملکوت اعلیٰ اور سافل میں تصرف کرنے کی۔

(تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۳۷ جلد ۲۲)

تبصرہ:

اس عبارت سے اوکاڑوی صاحب کی کئی تلبیسات واضح ہیں۔

(۱) علامہ آلوسی نے سیوطی صاحب کا یہ نظریہ نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ لیکن اوکاڑوی صاحب نے تلبیس کرتے ہوئے اس رد کا تذکرہ تک نہیں کیا۔ اور یہ مردود نظریہ علامہ آلوسی کے ذمے لگانے کی کوشش کی ہے۔

(۲) اتحادی حضرات لوگوں کے سامنے تو یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ جبکہ اس عبارت سے استشہاد کر کے اوکاڑوی صاحب نے اپنا یہ نظریہ ظاہر کیا کہ ان کے نزدیک انبیاء کرام قبروں سے باہر زمین و آسمان کی سیر کرتے ہیں۔ علاوہ زمین و آسمان میں تصرف فرماتے ہیں۔

پروپیگنڈہ مہم

اتحادی گروہ الزامات اور اتہامات تراشنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ انہوں نے اہل حق پر بھی قسم کے الزامات واتہامات گھڑ رکھے ہیں۔ حالانکہ اہل حق ان الزامات و اتہامات کی بار ہا تردید کر چکے ہیں۔ لیکن اتحادی گروہ کا کہنا ہے کہ "تو مان یا نہ مان میں تیرا مہمان" تم تردید کرو یا نہیں، ہم کبھی بھی ان الزامات کو چھوڑنے والے نہیں۔ ......مثلاً

☆ ہم کہتے ہیں زمینی قبر بھی قبر ہے۔ لیکن تمام اہل لغت نے اس کا معنی مقر المیت یعنی میت کے رہنے کی جگہ کیا ہے۔ اتحادی کہتے ہیں کہ تم اس قبر کو قبر نہیں مانتے۔ اگر اس قبر کو قبر مانتے ہو تو پھر مقر الحی مانو یعنی زندہ کے رہنے کی جگہ۔ نہیں تو ہم شور مچاتے رہیں گے کہ تم اس قبر کو قبر نہیں مانتے۔

☆ ہم کہتے ہیں عذاب وثواب قبر حق ہے اور اس کا منکر گمراہ ہے۔ لیکن عذاب وثواب کے لیے روح کا بدن میں ہونا قطعاً شرط نہیں۔ اتحادی کہتے ہیں کہ تم روح کو بدن کے اندر مانو ورنہ ہم یہی پروپیگنڈہ کریں گے کہ تم عذاب وثواب قبر کے منکر ہو۔

☆ ہم کہتے ہیں کہ شہداء کرام کی طرح انبیاء کرام کی حیات برزخیہ بھی حق ہے۔ لیکن موت کے بعد کسی کی روح بھی بدن عنصری کے اندر نہیں ہوتی۔ اتحادی کہتے ہیں کہ تم حیات دنیاوی کا اقرار کرو اور ہر ایک میت کی روح کو بدن عنصری کے اندر ہونے کا اعلان کرو ورنہ ہم آپکو (جس طرح بریلوی "وہابی" کہتے ہیں) مماتی، مماتی کہہ کر خوب شور مچائیں گے۔

☆ ہم کہتے ہیں تمام اکابرین کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ عقیدہ کے ثابت کرنے کے لیے قطعی دلیل درکار ہے۔ لہٰذا تم اپنے مخصوص عقائد پر ہمت کر کے قطعی دلائل پیش کرو۔ اتحادیوں کا کہنا ہے کہ تم اکابر کے اصولوں کی بات چھوڑ دو۔ ورنہ ہم تمہیں اکابر کا باغی اور گستاخ مشہور کرتے رہیں گے۔

☆ ہم کہتے ہیں قرآن وسنت کا مفہوم اہلسنت کے اصول کے مطابق کرنا ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں خبردار! اگر تم نے قرآن وسنت کا مفہوم اصول اہلسنت کے مطابق کیا تو ہم

تمام مفتیوں سے فتوے لے کر شور مچائیں گے کہ تم اہلسنت سے خارج ہو۔

☆ ہم کہتے ہیں حرمین کے علماء اہلسنت سے ہیں۔ ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا سعادت ہے۔ اتحادیوں کا کہنا ہے کہ ہمارے عقائد کی کتاب "المہند" میں لکھا ہے کہ وہابی "خارجی" یعنی اہلسنت سے خارج ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

☆ ہم کہتے ہیں علم غیب، حاضر ناظر، مختار کل، نور وبشر وغیرہ مسائل کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے۔ اور جو شخص غیر اللہ کے لیے علم غیب، حاضر ناظر، مختار کل ہونے کا عقیدہ رکھے اور آپ ﷺ کی بشریت مقدسہ کا انکار کرے، وہ شخص نصوص قرآنیہ کا منکر ہو کر ملت اسلام سے خارج ہے۔ جبکہ اتحادی گروہ کا کہنا ہے کہ یہ سب فروعی مسائل ہیں۔ اور ان کے قائلین یعنی بریلویوں سے ہمارا...... عقیدہ کے مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ ان مسائل کو اعتقادیات سے شمار کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ ہم حیات وموت کے مسئلہ کی آڑ میں تمہیں ہر جگہ بدنام کریں گے۔

☆ ہم کہتے ہیں عید میلاد مروجہ، تیجہ، ساتویں، چالیسویں وغیرہ شریعت سے قطعاً ثابت نہیں۔ اس لیے ان کا اہتمام کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ جبکہ اتحادی ان سب بدعات کے ارتکاب پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ جو عید میلاد وغیرہ کو بدعت کہے، اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ (مولانا شیخ الحدیث صاحب کا عقیدہ)

☆ اتحادی گروہ مسلک اکابر کا دعویٰ بہت زور وشور سے کرتا ہے۔ اور جن حضرات نے اتحادی لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا ان کو اس مقدس عنوان سے دھوکہ دینے میں کسی حد تک کامیاب بھی ہیں۔ انتہائی وثوق کے ساتھ یہ فرمایا کرتا ہے کہ ہم ناموس اکابر کے پاسبان اور مسلک اکابر کے ترجمان ہیں۔ اس کے لیے بھی انہوں نے کئی شوشے چھوڑ رکھے ہیں۔ مثلاً جب اہل حق کی طرف سے قرآن وسنت کے براہین پیش کیے جاتے ہیں، تو آگے سے فوراً ایک ہی جملہ دہرا دیتے ہیں کیا اکابر نے نہیں سمجھا؟ اور ساتھ ہی تکفیر کرنی شروع کر دیتے ہیں کہ اکابر پر عدم اعتماد گمراہی کا پہلا زینہ ہے، الحاد اور زندقہ ہے۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زیر نظر کتاب میں تصویر کے دونوں رخ پیش کیے گئے ہیں۔

تصویر کے پہلے رخ میں اتحادی لٹریچر سے ثابت کیا گیا ہے کہ اتحادی حضرات اکابر کی تحقیق سے بھی اختلاف کو گمراہی اور خروج دیوبندیت قرار دیتے ہیں۔

تصویر کے دوسرے رخ میں انہی کی کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے کہ اتحادی حضرات خود صرف اکابر کے بہت بڑے باغی ہیں۔ بلکہ تمام اکابرین کے منکر بھی ہیں۔

{تصویر کا پہلا رخ}

مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب فرماتے ہیں:۔

1۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ سلف صالحین کا اتباع نہیں چاہتے اور جن کو ان کے علم وفہم سے زیادہ اپنے علم وفہم پر اعتماد ہے۔ وہ اپنی رائے اور اپنی سمجھ کا اتباع کرتے ہیں۔ اور کتاب وسنت کا نام لے کر دوسروں کو بھی اسی کی اتباع کی دعوت دیتے ہیں۔

(ہدایۃ الحیران صفحہ ۱۳۲)

2۔ قرآن کی جو تفسیر اور حدیث کا جو مطلب اور معنی صحابہ کرام اور تابعین اور آئمہ دین نے سمجھے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں۔ ان کے خلاف بیان کردہ ہر مطلب اور معنی غلط باطل اور واجب الرد ہے۔ (ہدایۃ الحیران صفحہ ۱۶۴)

3۔ مولوی اللہ یار چکڑالوی لکھتے ہیں:۔

یہ دلیل اس لحاظ سے تو وزنی ہے کہ کوئی کہہ دے "مستند ہے میرا فرمایا ہوا" مگر حقیقت کے اعتبار سے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ دین نقل ہو کر ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اکابرین دین، محدثین، فقہاء، محققین، مفسرین اور شارحین حدیث پر سے اعتماد اٹھ گیا تو دین ہم تک کیسے پہنچا۔ سلف صالحین حیات وموت کے دونوں پہلوؤں [illegible]

اور ماضی کے امین تھے۔ ناقابل اعتماد ٹھہرے تو منقولہ دین کا ذخیرہ دین کیسے قابل اعتماد اور قابل قبول ہوگا۔ اور حدیث کی من مانی تاویلیں ہی دلیل ٹھہریں تو تعصب بالحدیث اور تمسخر بالحدیث کسے کہتے ہیں؟ (حیات برزخیہ صفحہ ۵)

4۔ تمام امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ شریعت کی معرفت میں سلف صالحین پر اعتماد کریں۔ تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا اور یہی صورت ہر زمانہ میں ہر طبقہ میں رہی کہ وہ اپنے زمانے سے پہلے کے علماء پر اعتماد کریں [illegible] علماء پر اعتماد کریں۔ عقل سلیم کا تقاضا یہی ہے۔ (حیات برزخیہ صفحہ ۵)

5۔ اپنے شاندار ماضی سے کٹ کر اور سلف صالحین سے بے نیاز ہو کر جو عقائد تیار ہوں گے۔ وہ خواہ کتنے ہی [illegible] ہوں، عقائد صحیح نہیں قرار دیے جا سکتے۔ ...بہرحال دین کی اصل اور اس کے معتمد علیہ "ناقلین" کو ناقابل اعتماد قرار دینا ایک بیہودہ حرکت ہے۔

6۔ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔ دین کے نام پر بہت سے فتنے پروان چڑھ رہے ہیں۔ اور ہر پڑھا لکھا اور قادر علی الکلام آدمی اپنے کو مجدد اور مجتہد سے کم نہیں سمجھتا۔ اور اپنی رائے اور فہم کو حرف آخر اور قطعی تصور کیے بیٹھا ہے۔ اور "اعجاب کل ذی رای برایہ" کا ارشاد پورا ہو رہا ہے۔ یعنی ہر آدمی اپنی رائے پر مغرور و نازاں ہوگا۔ حالانکہ راہ نجات اور سلامتی کا طریقہ وہی ہے۔ جس پر حضرات سلف صالحین گامزن اور عمل پیرا تھے۔ ان کے دامن سے وابستہ رہنا فلاح وکامیابی کا ضامن اور اس سے کنارہ کشی اختیار کرنا ہلاکت، بربادی اور گمراہی وضلالت کا سبب ہے۔ (تسکین الصدور صفحہ ۷۶)

7۔ نور محمد ترمذی لکھتے ہیں:۔ ایک مفید مشورہ، قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے سلف صالحین کے فہم کو مشعل راہ بنانا از حد ضروری ہے۔ کسی آیت کی تفسیر اور کسی حدیث کی تشریح وہ معتبر ہے جو اکابرین دین اور سلف صالحین سے منقول ہوتی چلی آ رہی ہے۔ قرآن وحدیث کا وہی معنی ومقصد صحیح ہے جو اکابرین دین اور اکابرین امت نے بیان کیا ہے۔ ...... (ویتبع غیر سبیل المؤمنین) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنا ہی سلامتی اور نجات کا راستہ ہے۔ ...... لہٰذا سلف صالحین کے فہم کو نظر

...کر کے قرآن و حدیث کے معنی و مطالب سمجھنے میں من مانی کرنا گمراہی اور بے دینی کی علامت اولیٰ ہے۔ اور یہی آزادی فکر، عدم اتباع اسلاف اور ترک تقلید، اسلام سے گمراہ ہونے والے تمام لوگوں میں قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہے۔

(فرقہ زندگی صفحہ ۳۵، ۳۶)

8. مولانا امیر محمد صاحب نوشہروی لکھتے ہیں: اس دور میں باقی فتن و فساد، اختلاف و شقت کے علاوہ ایک فتنہ و گمراہی یہ ہے کہ تلامذہ اپنے اساتذہ و اسلاف، اکابر و اعاظم دین کی دینی و تعلیمی خدمات اور علمی تحقیقات کو فراموش کر کے ہر کس و ناکس اپنے آپ کو محقق زمانہ جاننے لگا ہے۔ اسلاف و اساتذہ عظام پر تنقید کر کے ان کی تذلیل یعنی گمراہی کرتا ہے۔

(تحریک خرافات و یا عتی (فرقہ زندگی) صفحہ نمبر ۷)

9. مفتی محمد حسن صاحب لکھتے ہیں: اپنے اکابر کے پیچھے لگنے میں ایمان کی سلامتی ہے، ہم خیر کے فقیر ہیں۔ ہمارے اکابر نے جو نقوش رقم کیے ہیں اس سے ہم آگے پیچھے ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اپنے بڑوں کے پیچھے لگنے میں خیر ہے، عافیت ہے، ایمان کی سلامتی ہے، تو ازمنہ تو بہت سی الٹی ہی ہیں۔ کس کس کے پیچھے جاؤ گے۔ ہمارے اکابر جتنی ہو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اٹھا دیا ہے۔ برکت اپنے اکابر کے ساتھ ہے۔

(خوشبو والا عقیدہ، صفحہ نمبر ۵۰)

مزید لکھتے ہیں: ہم نے اپنے بڑوں کے پیچھے چلنا ہے، بڑے حضرات کو دیکھ کر چلنا ہے۔ ہر ایک کی بات کے پیچھے نہیں چلنا۔ بلکہ ہمارے حضرات نے جو لکھا ہے وہی حق ہے اس کے پیچھے چلنا ہے۔

(خوشبو والا عقیدہ، صفحہ ۹)

مزید لکھتے ہیں: میں اپنے تمام متوسلین و متعلقین سے کہتا ہوں کہ عقیدہ وہی رکھیں جو اکابر اسلاف نے بتایا ہے۔ قرآن کریم کی آیات کا مفہوم وہ ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ قرآن کریم کی آیات کا خود ساختہ مفہوم بیان کرنے والے دور جدید کے معتزلہ ہیں۔

(خوشبو والا عقیدہ، صفحہ ۷۹)

ناظرین کرام!!

اگر کسی طرح بدگمانی کو راہ دی جائے تو تصویر کے اس پہلے رخ پر مذکورہ بالا بزرگوں کی جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں، انہیں پڑھنے کے بعد ایک خالی الذہن آدمی تو اس غلط فہمی کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ ان حضرات کے نزدیک دیانت و ایمان کا اصل معیار اکابر دیوبند ہی ہیں، اور اکابر کے ساتھ کسی بھی تحقیق میں اختلاف رکھنے والا گروہ مسلک حق، مذہب اہلسنت سے خارج، اور دیوبندیت سے خارج ہے۔

لیکن ہائے افسوس!! میں کن لفظوں میں اس سربستہ راز کو بے نقاب کروں کہ اس خاموش پردے کے پیچھے ایک نہایت خوفناک طوفان چھپا ہوا ہے۔ تصویر کے اس رخ کی دلکشی اور فریب صرف اس وقت تک باقی ہے جب تک دوسرا رخ نظروں سے پوشیدہ ہے۔

یقین سے کہتا ہوں کہ تصویر کا دوسرا رخ سامنے آنے کے بعد اتباع اکابر کا ایک آن میں بھرم کھل جائے گا۔ قبل اس کے کہ اصل حقیقت سے پردہ ہٹاؤں، قارئین کرام سے انصاف کی اپیل کرتے ہوئے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ بالفرض، اگر آپ کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اتباع اکابر کے اتنی گرم جوشیوں سے پر فریب دعویٰ کرنے والے جن مسائل میں نہ صرف اکابر کی تحقیق کو ٹھکراتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اکابر کی تضلیل و تفسیق اور تکفیر تک سے گریز نہیں کرتے، تو آپ کی ذہنی واردات کیا ہوگی؟ کیا اس صورت حال کو آپ مذہبی تاریخ کا سب سے بڑا فریب، دھوکہ اور فراڈ نہیں قرار دیں گے؟

اور اس سنسنی خیز انکشاف کے بعد آپ کے ذہن میں ان حضرات کا جو تصور آئے گا کیا وہ راہ گزر کے ان ٹھگوں سے کچھ مختلف ہوگا۔ جو آنکھوں میں دھول جھونک کر مسافروں کو لوٹ لیا کرتے ہیں۔

اگر فکر آخرت کو سامنے رکھ کر آپ نے انصاف سے کام لیا تو یقین کیجیے... جو صورت ابھی آپ نے فرض کی تھی وہ مفروضہ نہیں، بلکہ ایک ٹھوس حقیقت اور امر واقعی ہے۔

اگر ہماری گزارش پر اعتماد نہ کر سکیں تو ذرا تحمل کیجیے، اور ورق الٹیے اور اکابر کی بغاوت کے مناظر آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیے۔ ☆☆☆☆☆☆☆

{تصویر کا دوسرا رخ}

بغاوت نمبر 1

{اکابر پر یہودیوں اور خارجیوں سے بدتر ہونے کا الزام}

علماء دیوبند یہ کہتے تھے کہ قرآن کریم کی جن آیات میں غیر اللہ کی پکار سے منع کیا گیا ہے اور غیر اللہ سے دعا و پکار سننے کی نفی کی گئی ہے۔ ان آیات سے مراد صرف اور صرف بت ہیں۔ کیونکہ ان آیات میں لفظ "من دون اللہ" وارد ہوا ہے۔ اور "من دون اللہ" سے مراد صرف بت ہیں۔ ایسی آیات حضرات انبیاء کرام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرنا انبیاء کرام و اولیاء کرام کی توہین اور گستاخی ہے۔ علماء دیوبند لفظ "من دون اللہ" کا مفہوم عام لے کر "من دون اللہ" کا مصداق انبیاء کرام وغیرہ کو قرار دے کر بتوں والی آیات اہل اللہ پر چسپاں کر کے بے ادبی اور گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں (معاذ اللہ)۔

☆ چنانچہ بریلوی مناظر شیخ اشرف سیالوی صاحب، شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی کتاب "گلدستہ توحید" کے رد میں لکھتے ہیں:۔

"یہ تعمیم کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ "من دون اللہ" اور ہیں اور نبی اللہ، رسول اللہ، ولی اللہ اور ہیں اور من اللہ، الی اللہ اور ہیں، اور دوری اور بعد کے موجب اصنام اور حجاب اور محرومی کے موجب اور ان پر اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصل کے وسائل اور ذرائع کو قیاس کرنا سراسر محرومی اور بدبختی ہے بے دینی و الحاد اور سلب ایمان ہے

رسالت کی توہین و تحقیر ہے۔"

(گلشن توحید و رسالت [مجموعہ شرک و ضلالت]
مصنف محمد اشرف سیالوی، ص: ۱۶۳، ج: ۲)

☆ بریلوی مولوی شفیع اوکاڑوی اکابر علماء دیوبند پر برستے ہوئے لکھتا ہے:۔

اصل میں "من دون اللہ" کو دیکھ کر ہی ان کی بے ادبی اور بد نصیبی کا باعث ہوا ہے گویا "من دون اللہ" ان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ "من دون اللہ" سے مراد بت ہیں اور کفار و مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور کرتے ہیں ۔۔۔ ثابت ہوا کہ "من دون اللہ" سے مراد بت ہیں، نبی ولی یا فرشتے نہیں ۔۔۔ الخ

(تعارف علماء دیوبند، ص: ۱۱۳)

تنبیہ:

یاد رہے یہ وہی شفیع بریلوی ہے جس کے ساتھ کئی بزرگوں نے اتحاد کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اور اعلان کیا کہ ہمارا بریلویوں کے ساتھ عقائد میں کوئی اختلاف نہیں اور بریلویوں کا کوئی ایسا عقیدہ نہیں جس پر ان کی تکفیر یا تضلیل کی جا سکے، جیسا کہ ابتدائیہ میں گزر چکا ہے۔

عبارات بالا سے واضح ہو گیا کہ بریلویہ کے نزدیک لفظ "من دون اللہ" سے حضرات انبیاء کرام اور اولیاء کرام مراد لینا گستاخی اور بے ادبی ہے۔

ان آیات میں جس طرح بریلویوں کے عقیدہ غیر اللہ کی پکار کا رد ہے۔ اسی طرح اتحادی غالیوں کے عقیدہ سماع کا بھی رد ہے۔ اس لیے اتحادی ٹولہ، بریلویوں کے ساتھ اتحاد کرتے ہوئے اور انہی کی بولی بولتے ہوئے ان آیات مبارکہ کو صرف بتوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ بلکہ ان آیات کے عموم میں حضرات انبیاء کرام اور اولیاء کرام وغیرہ کو شامل کرنے کو یہودیوں اور خارجیوں سے بدتر جرم قرار دیتے ہیں۔

اتحادی زبدۃ المحدثین، ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی صاحب آیت (والذین...

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ سورة النحل آیت ۲۰،۲۱

ترجمہ: اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔

کی تحریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اس آیت کا قبر کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے، یہ تو بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے "آپ اس کو قبروں پر فٹ کرتے ہیں جو یہودیوں کا کام تھا۔

(فتوحات صفدر ج:۳ ص:۳۵۸)

☆ یہی اکاڑوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:

بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کرنے کا کام "عبداللہ زہری نے کیا۔۔۔ اگرچہ اس نے کوئی جماعت بنا کر اس کا نام جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ یا کیپٹن عثمانی کی طرح حزب اللہ نہیں رکھا لیکن یہ اصول جمعیت اشاعت التوحید والسنہ اور کیپٹن عثمانی کو وہی دے کر گیا ہے" کہ بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کرتی ہیں۔

(مجموعہ رسائل و منقولات اوکاڑوی الموسوم بہ تسکین الاذکیاء، مرتبہ محمود عالم ص:۷۸)

نوٹ:۔ تسکین الاذکیاء، اوکاڑوی صاحب کے ان بیانات و منقولات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مختلف مدارس میں طلباء کو پڑھائے ہیں اور ان کے ریکارڈ شدہ بیانات کو تسکین الاذکیاء کی صورت میں شائع کیا ہے، جیسا کہ تسکین الاذکیاء کے شروع میں محمود عالم نے اس بات کی وضاحت کی ہے۔ اس لئے تسکین الاذکیاء کتاب دراصل اکاڑوی صاحب کے ہی سنہری نکات کا مجموعہ ہے۔

☆ اکاڑوی موصوف فرماتے ہیں:

خوارج سے بھی دو قدم آگے ہیں کہ وہ تو کافروں والی آیات مسلمانوں پر فٹ کرتے تھے، یہ بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کر دیتے ہیں، یہ ان سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔ (ایضاً ص:۵۷)

☆ ماسٹر محمد امین صاحب کے تربیت یافتہ مولوی اسماعیل محمدی کے مصدقہ رسالہ "تعویذ المسلمین" میں۔۔۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ۝ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝

(الفاطر ۱۳،۱۴)

ترجمہ: اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے، وہ مالک نہیں کھجوری گٹھلی کے ایک چھلکے کے۔ اگر تم ان کو پکارو، نہیں سن سکتے تمہاری پکار کو۔ اور اگر سنیں، پہنچ نہیں سکیں گے تمہارے کام کو۔ اور قیامت کے دن منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے۔ اور کوئی نہ بتلائے گا تجھ کو جیسا بتلائے خبر رکھنے والا۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝

(احقاف ۵،۶)

ترجمہ: اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو قیامت کے دن تک۔ اور ان کو ان کے پکارنے کی خبر ہی نہیں۔ اور

جب لوگ جمع ہوں گے، وہ ہوں گے ان کے دشمن، اور ان کے پوجنے سے منکر۔

وغیرہ آیات کے متعلق یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان سے مراد بت ہی ہیں۔

{خلاصہ عبارات بغاۃ}

ان حوالہ جات کی عبارات سے درج ذیل امور واضح ہوئے:۔

نمبر۱:

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ (النحل ۲۰-۲۱)

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ۝ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝

(الفاطر ۱۳،۱۴)

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝

(احقاف ۵-۶)

وغیرہ جیسی آیات جن میں "من دون اللہ" کی پکار سے منع کیا گیا ہے۔ اور ان کے ساتھ وغیرہ کی نفی کی گئی ہے۔ اس سے مراد صرف بت ہیں۔

باغی کی تشریح سے ہوا۔

نمبر2۔ ان آیات جات کو انبیاء کرام اور اولیاء وغیرہ پر چسپاں کرنا یہودیوں کا کام ہے۔ مشرکین کے سردار عبداللہ زہری کا بنایا ہوا اصول اور خوارج سے بدتر ہونے کے مترادف ہے۔

تحقیق اکابر

☆ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی" نے سورہ النحل کی آیت کریمہ ۲۰،۲۱ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝

ترجمہ: اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے" کی تفسیر میں فرماتے ہیں!

سب مردے بے جان ہیں "خواہ دوامًا حقیقت" یا فی الحال جو بزرگ مر چکے ہیں اور ان کی پوجا کی جاتی ہے" یا انجام و مآل کے اعتبار سے مردہ ہیں "مثلاً حضرت مسیح" روح اللہ ہیں اور ملائکہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

☆ حکیم الامت حضرت تھانوی اردو سورہ النحل کی آیت کریمہ ۲۰،۲۱ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اور وہ معبودین مردے بے جان ہیں "خواہ دوامًا جیسے بت یا فی الحال جیسے جو مر چکے" یا فی المآل جو مریں گے "مثلاً فرشتے اور جن اور عیسیٰ" وغیرہم ۔۔۔ زندہ رہنے والے نہیں۔ (بیان القرآن ج:۲ ص:۳۲۶)

☆ حضرت تھانوی" کے خلیفہ ارشد علامہ عبد الماجد دریا آبادی

(اَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(اَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ) یہ صفت "بھی ذرا سی معنیٰ" میں سارے معبودان باطل میں مشترک پائی جاتی ہے، مورتیں لاتے جان ہو نا ظاہری ہے، باقی جن بزرگوں کی پرستش کی جاتی ہے، وہ بھی یا تو وفات پائے ہوئے ہوتے ہیں، یا عنقریب وفات پانے والے ہیں۔۔۔۔

(تفسیر ماجدی ص: ۵۵۱)

☆ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب
(اَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، اور وہ خود ہی مخلوق ہیں، اور اوپر قاعدہ کلیہ ثابت ہو چکا ہے" کہ غیر خالق اور خالق مساوی نہیں، پس یہ معبودین کیسے مستحق عبادت ہو سکتے ہیں، اور وہ معبودین مردے بے جان ہیں" خواہ دوامًا جیسے بت "یا فی الحال جیسے وہ لوگ جو مر چکے ہیں" یا فی المآل جو مرنے کے مثلاً جن اور عیسیٰ وغیرہم زندہ رہنے والے نہیں، پس خالق تو کیا ہوتے اور ان معبودین کو اتنی بھی خبر نہیں کہ قیامت میں مردے کب اٹھائے جائیں گے۔ (معارف القرآن ج: ۵ ص: ۳۲۸)

☆ سحبان الہند علامہ احمد سعید دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

اور یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں۔ اور جن کو پکارا کرتے ہیں۔ وہ کوئی چیز نہیں پیدا کر سکتے۔ اور وہ کسی کو پیدا تو کیا کریں گے۔ وہ تو خود مخلوق اور پیدا شدہ ہیں۔ یعنی وہ تو خود اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کے

محتاج ہیں۔ کبھی اور کو وجود کیا خاک بخشیں گے۔ وہ مردے ہیں بے جان۔ زندہ نہیں ہیں اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ اور مردے کب اٹھائے جائیں گے حضرت شاہ صاحب" فرماتے ہیں" شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں"۔

(کشف الرحمان صفحہ نمبر: ۱۵۰)

☆ علامہ سحبان الہند" (إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ) کی تفسیر فرماتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

رہا صاحب ارواح" تو ان کا سننا بھی بغیر اذن خداوندی کے متحقق نہیں۔ (تفسیر کشف الرحمٰن تحت الآیۃ)

فائدہ:۔

سحبان الہند" کی اس تفسیر کی مندرجہ ذیل حضرات نے تصدیق فرمائی ہے:

(۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی"
(۲) حضرت مولانا سید عبد الحمید دہلوی صاحب"
(۳) مفتی سید مہدی حسن" مفتی دار العلوم دیوبند
(۴) مولانا عبد الوہاب صاحب" صدر آل انڈیا اہلحدیث
(۵) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب" مہتمم دار العلوم دیوبند
(۶) حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحب" دہلوی
(۷) حضرت مولانا فخر الدین صاحب" شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند
(۸) حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب"
(۹) مفتی محمد بن حافظ صالح" رنگون
(۱۰) حضرت مولانا عبد الصمد صاحب" نائب امیر شریعت
(۱۱) شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب" شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند۔

☆ علامہ ابو سعود حنفی (وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ۔۔۔الآیۃ)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فلا يجوز ان تراد بهم كل من يعبد من دون الله من الملائكة والجن وغيرهم ۔ یعنی تحقیق درست ہے کہ ان معبودین سے مراد تمام وہ ہستیاں لی جائیں جن کی لوگوں نے پکار کی ہیں" فرشتے، جن، انسان وغیرہ۔۔۔ (تفسیر ابو سعود ج: ۵ ص: ۶۳)

☆ مولانا عبد الحمید سواتی صاحب (وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝
کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جن کو پکارا جا رہا ہے" وہ جن، فرشتے یا انسانوں میں سے انبیاء، اولیاء یا شہداء ہوں۔۔۔۔ یہ لوگ تو اپنی طبعی عمر پوری کر کے اللہ کے ہاں بہشتوں میں پہنچ چکے ہیں اب اگر کوئی اس دنیا میں کھڑا ہو کر پکارتا ہے" تو وہ اتنی دور سے اس کی پکار کیسے سن لیں گے۔

(معالم العرفان فی دروس القرآن ج: ۱۶ ص: ۷۸۹)

☆ حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی"

(وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝

(احقاف ۵-۶)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خواہ انبیاء باشد یا اولیاء۔۔۔۔ محض بے خبر اند از دعاء داعیان۔۔۔۔ یعنی اللہ تعالیٰ

کے سوا جن کو مشرکین پکارتے ہیں" خواہ وہ انبیاء کرام ہوں یا اولیاء۔۔۔۔ پکارنے والوں کی پکاروں سے بالکل بے خبر ہیں۔

(البلاغ المبین مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی")

☆ ابو محمد علامہ عبد الحق حقانی" (وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝

(سورۃ النحل آیت۔ ۲۰، ۲۱)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اور ممکن ہے کہ اس جملہ میں ملائکہ اور جن و شیاطین اور انبیاء مراد ہوں ۔۔۔ کہ جن کو لوگ دنیا میں پوجتے اور پکارتے ہیں۔ (تفسیر حقانی ج: ۳ ص: ۹۹)

☆ شارح ہدایہ علامہ امیر علی ملیح آبادی"

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝

(احقاف ۵-۶)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

زندوں کو مردوں سے بات کرنے کی کوئی قوت نہیں" اور نہ ان کے پکارنے کی ان کو خبر ہے" ہاں اگر اللہ چاہے تو سنا دے" اس کی قدرت ہے" اسی واسطے امام اعظم ابو حنیفہ" نے قرآن و حدیث سے سمجھ کر کہا کہ جو کوئی مرجاتا ہے" اگر زندہ اس کو اپنی بات سنانا چاہے تو وہ نہیں سن سکتا۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن تحت آیت مذکورہ)

☆ علامہ محمد مکی حجازی صاحب مد ظلہ العالی فرماتے ہیں:۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام پاک یعنی قرآن سے ہی پوچھ لیجیے کہ کیا انبیاء، اولیاء یا ان کے علاوہ کوئی کسی کی پکار کو سنتا ہے کہ نہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: {وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝} ... احقاف ۵-۶

اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کی پکار کو قبول نہ کر سکے اور ان کو ان مشرکوں کے پکارنے کی بالکل خبر بھی نہ ہو۔

دوسری جگہ پر ارشاد باری ہے {وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝} ... الفاطر آیت ۱۳-۱۴) اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار سن ہی نہیں سکتے اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری پکار پر دوڑ نہ سکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے اس شرک کرنے کی مخالفت اور انکار کریں گے۔ اور اے مخاطب اللہ اسے خبیر کی طرح کوئی اور سر اسکی بتائے گا۔

تو آیات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی غیر کو نبی، ولی کو پکارتے ہیں ان کی پکار کو وہ نہیں سنتے، اگر سن بھی تو ان کی کچھ مدد نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے انہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کیا کرو، ہمیں مصیبت کے وقت پکارا کرو، تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے پاک ہے تیری ذات جو جاننے والی اور حکمت والی ہے۔ اب جو لوگ انبیاء کرام، اولیاء عظام کو مدد کے لئے پکارتے تھے قرآن کی روشنی میں ان کے مکڑی کی طرح خوبصورت لیکن کمزور گھروندے ٹوٹ کر بکھر گئے، بدعت کے گھروندوں کی طرح شرک و بدعت کے محل تعمیر کرتے تھے۔ حق کی مدد و تائید ... کے لئے کہا: جاء الحق وزھق الباطل۔

(ورود پر: ص: ۲۰۷)

☆ محمد دوست محمد قریشی نے آیت {ومن اضل ممن یدعو ... الآیۃ، ان تدعوھم لا یسمعوا دعائکم ... الآیۃ، اموات غیر احیاء ... الآیۃ} وغیرہ سے استدلال کرنے کے بعد اہل بدعت کے اس شبہ کو رد کرتے ہوئے انتہائی نفیس بحث فرمائی ہے، دیکھیں: براہین اہل سنت: ص: ۲۳۵ وغیرہ۔

من دون اللہ سے مراد مولوی اور پیر، من دون اللہ کا اطلاق بتوں پر، عباد من دون اللہ کا اطلاق ... کی سرخیاں جمانے کے بعد ...

قریشی صاحب خلاصہ لکھتے ہیں:

قیامت کے دن پروردگار عالم حضرت عیسیٰ سے اسی طرح خطاب فرمائیں گے، دیکھئے یہاں بھی من دون اللہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے معلوم ہوا کہ اہل بدعت کا یہ کہنا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں، سفید جھوٹ ہے۔

(براہین اہل سنت ص: ۲۳۷)

☆ حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری ایسے حضرات جو "من دون اللہ" کو بتوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں، پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بعض جہال و مضل یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ "من دون اللہ" سے مراد صرف بت ہیں یا درخت، پتھر وغیرہ غیر ذوی العقول، اولیاء اللہ، حضرات انبیاء اللہ کے مقبول و مقرب بندے من دون اللہ کا فرد نہیں۔ لہٰذا ذیل میں وہ آیات قرآنیہ پیش کی جاتی ہیں جن میں "من دون اللہ" "من دونہ" کا اطلاق و استعمال صرف عباد اللہ الصالحین پر ہوا ہے یہاں "من دون اللہ" سے مراد بت وغیرہ غیر ذوی العقول ہو ہی نہیں سکتے۔ حضرات انبیاء و اولیاء کرام یا ملائکۃ اللہ ہی مراد ہیں۔

(توحید و شرک کی حقیقت ص: ۱۴۳)

☆ سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ انبیاء کی ایک آیت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

من دونہ، "من دون اللہ" کا اطلاق انہی عباد مکرمون پر ہوا ... مقربین و انبیاء معصومین ...

(توحید و شرک کی حقیقت ص: ۱۴۴)

☆ فکفیٰ باللہ شھیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین، ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ بے شک ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی، آیت مبارکہ ذکر کرنے کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں:

تو قیامت کے دن یہ تقریر اور مشرکین کی عبادت سے لاتعلقی و بے خبری کا اعلان چونے، مٹی اور پتھر کے بت تھوڑا کریں گے، ظاہر ہے کہ یہ ذی روح حضرات انبیاء و اولیاء یا ملائکہ کا خطاب ہے۔

(توحید و شرک کی حقیقت ص: ۱۴۵)

☆ سید نور الحسن شاہ صاحب {وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ} ... النحل آیت: ۸۶) اور قیامت کے دن جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ ہیں ہمارے وہ شریک کہ جنہیں ہم تیرے سوا پکارتے تھے، پس وہ شرکاء ان مشرکین سے کہیں گے کہ تحقیق تم جھوٹے ہو ... کے بعد یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

تو کیا اپنی عبادت کرنے والے مشرکین سے مناظرہ بت کریں گے؟ یہ بدیہی بات ہے کہ مشرکین کی عبادت کا انکار ذوی العقول ہی کریں گے اور انہیں کاذب اور جھوٹا ذی ارواح حضرات انبیاء، صلحاء ہی فرمائیں گے۔

(توحید و شرک کی حقیقت ص: ۱۴۶)

☆ حضرت مولانا نور الحسن شاہ صاحب {وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝} ... الفاطر آیت ۱۳-۱۴) اور تم اس (اللہ) کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے، اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار (اول تو) سنیں گے نہیں، اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہاری دعا قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کرنے کا انکار کریں گے اور تجھ کو اللہ خبیر کی طرح کوئی نہیں بتلائے گا، پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تو یہ قیامت کے دن مشرکین کے شرک اور ان کی عبادت کا انکار پتھر، مٹی وغیرہ کے بت کریں گے؟ ظاہر ہے کہ یہ ذوی العقول، ذی روح حضرات انبیاء کرام و صالحین کا ذکر ہے۔

☆ سید نور الحسن شاہ صاحب آیت {وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝}

اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کے سوا اس کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں اور جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے، لکھنے کے بعد نتیجہ ذکر کرتے ہیں:

تو یہ قیامت کے دن پتھر وغیرہ کے بت تھوڑا ان کی عبادت سے اپنی براءت کا اظہار کریں گے اور اپنے ان عبادت کرنے والوں کے دشمن یہ پتھر و حجر یا شمس و قمر اور ستارے تھوڑے ہو جائیں گے۔ یہ کلام تو ذوی العقول انسانوں کا ہے، یہ انبیاء کرام و صلحاء ہوں گے جو مشرکین کی

ذریعہ ... کرواریوں سے اپنی ورات ظاہر کرکے گمراہ ان کے گمراہ ہو گئے۔

(توحید و شرک کی حقیقت صفحہ نمبر ۱۳۶)

سید بادشاہ تبسم صاحب بخاری بحث کا اختتام تحریر فرماتے ہیں:

یہ کتاب اللہ کی ایسی نصوص ہیں۔ قرآن پاک کے ان تمام نصوص صریحہ کے بعد بھی یہ ممکن ہے کہ غیر اللہ اور من دون اللہ سے مراد صرف بت وغیرہ مراد ہوں۔ اور حضرات انبیاء کرام اولیاء اللہ ان سے مستثنیٰ ہوں۔ اور ان کی عبادت جائز ہو جائے گی۔

(توحید و شرک کی حقیقت صفحہ ۱۳۹)

{صفدری فیصلہ}

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں۔

قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ من دون اللہ یا من دونہ وغیرہ کے عمومی الفاظ کو کس طرح ان گمراہ مشرکین نے صرف بتوں میں بند کر دیا ہے اور کس طرح حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام کی پوجا پاٹ کا چور دروازہ اپنے پیروکاروں کے لئے کھلا چھوڑا ہے اور ہمارے یہ دیتے ہیں اے مسلمانو ان آیات کو انبیاء کرام اولیاء پر نہ چپکاؤ۔ کیا حق سے موڑ کر اپنے ذہن کی یہ تحریف قرآنی نظر نہیں آتی اور کیا ان کا فرمان الٰہی اور تفسیر نگاہوں سے نہیں گزری بقول آپ کے اپنے آزادانہ مسلک کا کیا حال ہوگا۔

(انعام الباری ص ۲۵۲ مصنفہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب)

{الجھن}

علامہ دوست محمد قریشی صاحب کے نزدیک من دون اللہ کا اطلاق انبیاء اولیاء پر درست نہ کرنے والا حق ...

سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے نزدیک ضال مضل ...

اور مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے نزدیک گمراہ مشرک اور محرف قرآن ہیں۔

...گویا اتحادی اکابر کے الزامات سے اتحادی زعماء محمد امین اور اس کے حضرات بھی ان سے حق ضال مضل گمراہ مشرک اور محرف قرآن ہیں۔

{حاصل بحث}

ماسٹر محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب اور ان کے گروہ کے نزدیک "اموات غیر احیاء ... الآیہ" "ان تدعوهم لا يسمعوا دعاكم ..... "الآیہ" "ومن اضل ممن يدعو من دون الله .... "الآیہ" وغیرہ ما آیات بتوں کے ساتھ خاص ہیں۔ ان سے انبیاء کرام اولیاء کرام اور اہل قبور مراد لینا بدعتیوں کا کام ہے اور خوارج سے بدتر ہونا ہے۔ جب کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، علامہ عبد الماجد دریا آبادی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ ابو سعود حنفی، علامہ عبد الحق حقانی، علامہ دوست محمد قریشی، مولانا محمد مکی حجازی صاحب وغیرہ اکابر ان آیات کو انبیاء و اولیاء پر بھی چسپاں کرتے ہیں۔

جس تصویر کا "پہلا رخ" کتاب کے ابتدائی حصہ میں آپ کی نظر سے گزر چکا ہے یہ اس کا "دوسرا رخ" ہے۔

اب چند لمحات ذرا خالی الذہن ہو کر تصویر کے دونوں رخوں کا موازنہ کیجئے۔ اور انصاف و دیانت کے ساتھ فیصلہ کیجئے کہ تصویر کے پہلے رخ میں جس زور سے اتباع اکابر کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ اب خود ہی تمام اکابرین کو بدعتی اور خوارج سے بدتر ہونے کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ تو اب کس منہ سے اپنے آپ کو اکابر کا وفادار اور دوسروں کو اکابر کی راہ ...

چھوڑنے والا کہہ سکتے ہیں؟

یہاں حالات میں ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق نہیں ہو جاتی کہ یہ حضرات اپنے اکابر کے نام پر تمام اکابر کی تکفیر کرتے ہیں۔

میں یقین سے کہتا ہوں کہ مذہبی انحراف کی ایسی شرمناک مثال بھی فرقہ وارانہ تاریخ میں شاید ہی مل سکے۔

{مذہبی خودکشی کی شرمناک مثال}

مولانا سید ابو الحسن صاحب بخاری ان آیات کو بتوں کے ساتھ خاص کرنے والوں کو ضال و مضل قرار دیتے ہیں (دیکھیں شاہ صاحب کی عبارت نمبر ۱) علامہ دوست محمد قریشی اہل بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور مولانا سرفراز خان صفدر ایسے لوگوں کو گمراہ مشرک اور محرف قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ عبارات بالا سے واضح ہے۔ جبکہ اتحادی گروہ کے نزدیک یہ آیات بتوں کے ساتھ خاص ہیں اور اتحادی گروہ ان آیات کو انبیاء، اولیاء پر چسپاں کرنے والوں کو بدعتی اور خوارج سے بدتر ہونا قرار دیتا ہے۔

تو اب انصاف کیجئے ..... اتحادی اکابر کے نزدیک تمام اتحادی بدعتی گمراہ، محرف اور گمراہ مشرک ہیں۔ اور اتحادیوں کے نزدیک اتحادی اکابر بدعتیوں اور خارجیوں سے بدتر ہیں۔ مذہبی خودکشی کی ایسی شرمناک مثال کہیں بھی دستیاب نہیں ہو سکتی۔

{بغاوت نمبر 2}

{اکابر دیوبند پر مرزائیت اور جاہلیت کا الزام}

☆ اتحادی فاتحین کے زعیم اعظم ماسٹر محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب موت کے معنی پر تحقیق بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جس طرح مرزائیوں نے معنی تبدیل کیا اسی طرح یہ منکرین حیات انبیاء بھی پانچ لفظوں کے معنی بدل چکے

ہیں ..... (۱) موت کا معنی (۲) حیات کا معنی (۳) برزخ کا معنی (۴) قبر کا معنی (۵) روحانی کا معنی ...

سارا جھگڑا ان پانچ لفظوں میں پڑا ہوا ہے۔

(تسکین الاذکیاء ص: ۵۶)

☆ نیز یہی ماسٹر صاحب فرماتے ہیں:

جس طرح مرزائی حیات مسیح کے مسئلے میں معانی بگاڑ چکے ہیں اسی طرح منکرین حیات انبیاء نے بھی پانچ الفاظ کے معانی بگاڑے ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے موت کا معنی بگاڑا ہے۔ (تسکین الاذکیاء ص: ۵۹)

☆ ماسٹر صاحب موصوف "موت" کے "معنی" کے بگاڑ کی تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

منکرین حیات انبیاء نے موت کا ابھی تک وہی معنی یاد رکھا ہوا ہے "جو جاہلیت کے زمانے میں تھا" جو کہ موت کا آدھا معنی ہے جب بھی ان سے پوچھا جاتا ہے کہ موت کسے کہتے ہیں؟ تو کہتے ہیں: اِبَانَةُ الرُّوحِ عَنِ الْجَسَدِ کہ جسم سے روح کا نکل جانا، اسے موت کہتے ہیں ان کو بس اتنا ہی معنی یاد ہے۔

(تسکین الاذکیاء ص: ۶۰)

{خلاصہ ارشادات اوکاڑویہ}

اوکاڑوی صاحب کی تمہید و تقریر کا حاصل یہ ہے کہ موت کا معنی "ابانة الروح عن الجسد" (یعنی روح کا جسد سے جدا ہو جانا، نکل جانا، اور روح کا تعلق بدن سے منقطع ہو جانا) کرنا مرزائیوں کا طریقہ، جاہلیت والا معنی اور تحریف ہے۔

{تحقیق اکابر}

حقیقت موت:

☆ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

(الموت) عبارة عن زوال القوة الحيوانية وابانة الروح عن الجسد.

(مفردات ص:۴۷۳)

قوت حیوانیہ کے زائل ہو جانے اور روح کے جسم سے جدا ہو جانے کا نام موت ہے۔

فائدہ: "مفردات امام راغب" تمام اکابر کے نزدیک معتبر و مستند کتاب ہے۔ الاڑوی صاحب کی عبارت دوبارہ ملاحظہ فرمائیں اور امام راغب کی بھی اور حافظ صاحب کے نتائج کا پوسٹ مارٹم دیکھیں۔

☆ علامہ ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اہل السنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ آدمی میں ایک روح ہوتی ہے جب تک وہ جسم میں رہتی ہے آدمی زندہ رہتا ہے اور جب وہ نکل جاتی ہے تو موت آجاتی ہے، روح کو بدن کے ساتھ خاص علاقہ ہے جب تک وہ علاقہ رہتا ہے تو آدمی کو زندگی حاصل رہتی ہے اور جب وہ علاقہ ٹوٹ جاتا ہے تو موت آجاتی ہے۔

(عقائد اسلام ادریسی)

☆ علامہ عبدالحق حقانی فرماتے ہیں:

۱۔ (اللہ میتہ) یہ عرفی موت ہے یعنی روح کی جسم سے مفارقت (جدائی)۔

(تفسیر حقانی ج: ص:۱۴۸)

۲۔ اور جب اس کا بالکلیہ تعلق بدن سے منقطع ہو جاتا ہے ظاہر اور باطن سے اور وہ نورانیت مجمع الارواح بدن سے منقطع ہو جاتی ہے اس کو موت کہتے ہیں موت میں انقطاع کلی ہو جاتا ہے۔ (تفسیر حقانی ص:...)

۳۔ روح کا اس ہیکل جسمانی کے ساتھ چند روز تعلق ہے جسمانی قویٰ جو قدرت نے ودیعت رکھے تھے تحلیل ہوتے ہوتے آخر ایک روز یہ تعلق منقطع ہو جاتا ہے اسی کو موت طبعی کہتے ہیں۔ (مقدمہ تفسیر حقانی ص:۷۷)

☆ مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

اور موت کی حقیقت جمہور علماء کے نزدیک "روح کا جسد عنصری سے نکل جانا ہے" (معارف القرآن)

☆ علامہ عبدالماجد دریاآبادی (آیت اللہ یتوفی الانفس...الآیۃ کی تفسیر میں موت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ سلب روح من کل الوجوہ ہوتا ہے جس کے بعد حیات جسمانی باقی، باقی ہے نہ شعور نہ ادراک۔ (تفسیر ماجدی)

نوٹ:

اس آیت کی تفسیر میں یہی مضمون تفسیر بیان القرآن از مرشد تھانوی ..... تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع صاحب ..... تفسیر معارف القرآن از شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس و شیخ الحدیث محمد مالک کاندھلوی ..... تفسیر کشف الرحمن وغیرہا میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

☆ امام نیشاپوری فرماتے ہیں:

واذا انقطع هذا الضوء بالكلية عن البدن فهو الموت.

(تفسیر نیشاپوری ج: ص:۲۲)

☆ امام رازی فرماتے ہیں:

فنقول انه في وقت الموت ينقطع تعلقه عن ظاهر البدن وباطنه وذلك هو الموت

(تفسیر کبیر سورۃ الزمر)

پس ہم کہتے ہیں کہ وہ موت کے وقت ہوتا ہے کہ بدن سے ظاہری اور باطنی تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور یہی موت ہے۔

☆ علامہ عینی فرماتے ہیں:

والموت قطع تعلقه بالبدن ظاهراً او باطناً

(عینی شرح بخاری ج:۵ ص:۸۸)

روح کے جسم سے مکمل جدا ہو جانے کو موت کہتے ہیں کہ ظاہر بدن سے تعلق رہے نہ باطن سے۔

☆ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

قوله (الله يتوفى الانفس حين موتها) اى يقبضها عن الابدان بان يقطع تعلقها عنها وتصرفها فيها ظاهراً او باطناً وذلك هو الموت (تفسیر بیضاوی)

(یتوفی الانفس) کی تفسیر فرماتے ہیں ..... یعنی روح کو بدن سے نکال لیتا ہے بایں طور پر کہ بدن سے روح کا تعلق اور تصرف ظاہری اور باطنی طور پر ختم ہو جاتا ہے اور یہی موت ہے۔

☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

قوله (يمسكها) ..... وعند الموت ينتزع النفس عن البدن فحينئذٍ ينقطع تعلق

الروح عن البدن

یعنی موت، روح بدن سے نکال لی جاتی ہے پس اس وقت روح کا بدن سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

☆ امام شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

وقد تحقق عندنا بالوجدان الصحيح ان الموت انفكاك الروح عن البدن لفقد استعداد البدن.

(حجۃ اللہ البالغۃ ص:۳۰)

وجدان صحیح سے یہ بات معلوم ہوئی ہے "کہ روح کے بدن سے جدا ہو جانے کا نام موت ہے" یعنی بدن میں استعداد نہ رہنے کے سبب روح بدن سے جدا ہو جاتی ہے۔

☆ الشیخ الامام حسام الدین بن محمد بن محمد بن عمر اپنی مشہور و متداول درسی کتاب "حسامی" میں موت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هو مفارقة الروح عن البدن یعنی موت بدن سے روح کے جدا ہونے اور نکل جانے کا نام ہے۔

(حسامی)

☆ علامہ جلال الدین سیوطی موت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هو انقطاع تعلق الروح عن البدن یعنی روح کا بدن عنصری سے تعلق ختم ہو جانا۔

(شرح الصدور)

☆ عربی لغت کی مشہور کتاب "المنجد" میں موت کی تعریف و حقیقت یوں بیان کی گئی ہے:

مات يموت موتاً حل به الموت وفارقت الروح جسده ..... حاصل یہی ہے کہ موت کا معنی

روح کا جسم سے جدا ہو جانا اور نکل جانا۔ (المنجد)

☆ علامہ سید محمود آلوسی الحنفی "موت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں":

الاماتۃ بمعنی اخراج الروح وسلب الحیات۔۔۔ یعنی موت دینے کا معنی یہ ہے کہ اس کی روح نکال لی جائے اور اس کی حیات کھینچ لی جائے۔

(روح المعانی البقرہ آیت ۲۶۹)

تبصرہ:۔

حضرات گرامی!!

آپ نے دیکھ لیا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک موت کا معنی "روح کا جسم سے نکل جانا اور روح کا تعلق بدن سے منقطع ہو جانا" کرنا مرزائیت کی روش، جہالت اور معنی اور موت کے معنی میں تحریف ہے۔ جبکہ تمام اکابرین نے موت کا یہی معنی بتایا ہے کہ روح کا بدن سے جدا ہو جانا اور روح کا بدن سے تعلق منقطع ہو جانا۔ اب بتایئے اوکاڑوی صاحب کے اس فتوے کی زد میں کون کون اور کیسے کیسے اکابرین آ رہے ہیں؟

کیا اس سے یہ بات پورے طور پر نمایاں نہیں ہو جاتی کہ اتحادی گروہ تمام اکابرین کو تکفیر بنائے بغیر اپنے مخصوص نظریات کا تحفظ کسی صورت میں بھی نہیں کر سکتا اور ان کی دیانت کا خون اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ اتباع اکابر کے گرج دار نعروں میں خود اکابر ان کا مشق بن چکے ہے۔

ان سے بڑا اکابر کا باغی اور دشمن کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو۔۔ چرچا نہیں ہوتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{بغاوت نمبر 3}

{اکابر پر توہین وختم نبوت کے انکار کا الزام}

تلمیذ اوکاڑوی مولوی اسماعیل محمدی آپ ﷺ کے جسد مثالی پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سرگودھا کے اندر چیلنج کیا، میں نے کہا نبی پاک ﷺ کا جسم جو روضہ پاک میں ہے۔ جس کو محمد ﷺ کہتے ہیں۔۔۔ یہی خاتم النبیین ہے اس جسم کے بعد کسی اور جسم کو نبی بنایا تو ختم نبوت کے ہی خلاف ہے۔ مرزائیوں نے ایک نبی بنایا تھا حضور ﷺ کے بعد اور ہم نے کہا یہی حضور ﷺ کے بعد نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا حقیقی نہیں۔

{ظلی اور بروزی}

ظلی ظل بھی سائے کو کہتے ہیں۔ بروز بھی سائے کو کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آمنہ کے لعل کے بعد ایک اور جسم نبی آیا جس کو ظلی اور بروزی بھی کہا، رکھا زمین پر۔ انہوں نے حضور ﷺ کے بعد ایک اور نبی مانا جس کو مثالی کہا اور آسمان پر بٹھا دیا۔ ہمارے نزدیک حضور ﷺ کے جسم کتنے ہیں؟ ہمارے نزدیک حضور ﷺ کے جسم کتنے ہیں؟ (صرف ایک)۔۔۔ اور نبی کے جسم کتنے ہیں (صرف ایک)۔

(آواز حق صفحہ نمبر ۸۔۷)

☆ مولوی عطاء الرحمٰن شہباز فاروقی اپنے آخری خطاب میں فرماتے ہیں:۔

پھر محمد بھی اس کے ماں باپ ہیں، جسم مثالی والے محمد کے ماں باپ کا کیا نام ہے؟؟ کہ حضرت آمنہ اور حضرت عبد اللہ آپ ہیں تو وہ کہیں گے کہ میرا محمد ایک ہے دو نہیں۔ حضرت خدیجہ کا محمد ﷺ ایک، حضرت سیدہ عائشہؓ کا محمد ایک، میرے اور آپ کے محمد ایک ہیں دو نہیں۔

(شہید حیات النبی کا سفر آخرت اور روح پرور آخری خطاب، ص:۷)

☆ نیز فرماتے ہیں:۔

رب کہتا ہے کہ میں نے کائنات میں صرف ایک محمد پیدا کیا ہے اور وہ محمد ابن عبد اللہ ہیں مثالی محمد نہیں ہیں۔۔۔ جسم مثالی کا ذکر نہ قرآن میں نہ حدیث پاک، نہ تاریخ اسلام میں، ہم عقیدہ ختم نبوت کی خاطر خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔

(آخری خطاب، مرتبہ ایوب صفدر، ص:۷)

☆ نیز فرماتے ہیں:۔

معلوم ہوا کہ یہ فرق ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ انسان مرتا ہے تو اصلی جسم نہیں رہتا ہے بلکہ روح ایک تیسرا جہان ہے جس کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ حدیث میں ذکر ہے نہ تاریخ میں ذکر ہے، مثالی جسم کا ذکر نہیں ہے کوئی مائی کا لال ہمارے پاکستان میں ختم نبوت کے اس پلیٹ فارم پر ختم نبوت کے عقیدہ کے لئے جس طرح پہلے قربانیاں کر چکے ہیں اب بھی ختم نبوت کے عقیدہ کے لئے جان کا ذرہ ذرہ قربان کر دیں گے لیکن دوسرا اصلی ہو یا مثالی ہو یا کوئی بھی نبی بنایا جائے ہم اس نبی کو ماننے کے لئے تیار

نہیں، مجھے یہ بتاؤ پیغمبر کی پیدائش ایک ہوئی یا دو ہوا ہے؟ جواب دو ایک ہوئی یا دو؟ (ایک) تو نور بخشی کہتا ہے کہ محمد کی روح نکلی تو مثالی محمد تھا، یہ ماری سے بتاؤ کہ یہ عقیدہ اپنایا جائے یا نہیں؟ (نہیں) اونچی بولو، پیارے پیغمبر کی ختم نبوت مولانا قاسم نانوتوی کے فرمان کے مطابق فرمایا وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین (الآیہ) جو ختم نبوت کا منکر ہو وہ کائنات کا قلیلۃ قرآن کافر ہے، ختم نبوت کا منکر کافر ہے یا مسلمان؟ جو یہ عقیدہ رکھے وہ نور بخشی کے عقیدہ والا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ عالم مثال میں دوسرا انسان موجود ہے۔۔۔ جو محمد کو دو حصوں میں بانٹیں، کیا وہ مسلمان رہ سکتا ہے؟ ذرا اونچی بولو مسلمان رہ سکتا ہے؟ (آخری خطاب ص:۲۸،۲۹)

{خلاصہ عبارات بغاۃ}

☆ غالی اتحادیوں کے نزدیک آپ ﷺ کے لیے جسد مثالی ماننا ختم نبوت کا انکار، آپ ﷺ کی توہین اور نور بخشی فرقہ رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اور جو شخص آپ ﷺ کے جسد مثالی کا قائل ہو ان کے نزدیک کافر ہے مسلمان نہیں رہ سکتا۔

{تحقیق اکابر}

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب، شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب اور علامہ خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

ودیدن آنحضرت ﷺ بعد از موت بمثال است چنانچہ در نوم مرئی می شود دیگر تیزی نماید وآں شخص شریف کہ در مدینہ در قبر آسودہ وی است بہماں متشکل می گردد ودر یک

آں حضور بصور متعددہ عوام را در منام می نماید و خواص را در یقظہ۔ (مدارج النبوۃ ، ، ص: ۳۰۲)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کا وفات کے بعد دیکھا جانا ہی کے ساتھ ہے جس طرح یہ مثالی صورت نیند میں دیکھی جا سکتی ہے اسی طرح بیداری میں بھی دیکھی جا سکتی ہے اور جو ذات مقدسہ مدینہ طیبہ میں قبر مبارک کے اندر آرام فرما اور زندہ ہے وہی ذات مثالی صورت میں ایک آن میں متعدد صورتوں میں متمثل ہو کر عوام کو خواب میں اور خواص کو بیداری میں دکھائی جا سکتی ہے۔

(اتمام البرہان: ص: ۳۶۸)

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب علامہ شعرانی کے حوالے سے لکھا:

وحيلتئذ فما راه ﷺ الا بروحه المشكلة بشكل الاشباح من غير اشتغال و ذاته الشريفة وجهها من البرزخ الى مكان هذا الرائى لكرامتها وتنزيها من كلفة المجئ، والروح هذا هو الحق الصراح۔

(اليواقيت والجواہر ص: ۹۳)

ترجمہ: اور اس وقت آنحضرت ﷺ کی رؤیت نہیں ہوتی مگر اس روح سے جو مثالی شکل اختیار کرتی ہے اور آنحضرت ﷺ کی ذات مقدسہ برزخ سے اس دیکھنے والے کی جگہ آنے میں مصروف ہوتی ہے کیونکہ آپ ﷺ کی شان اس سے بڑی اور منزہ ہے کہ آنے جانے کی تکلیف اٹھائیں یہی واضح حق ہے۔

(اتمام البرہان: ص: ۳۶۹)

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب اس عبارت کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

اس عبارت میں بھی آنحضرت ﷺ کی رؤیت روح مثالی سے بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھنے والا آپ ﷺ کی روح کی مثالی شکل کو دیکھتا ہے۔ حضرت شیخ شاذلی صاحب کی یہ عبارت بھی اپنے مدلول میں بالکل واضح ہے۔ ہم نے یہ متعدد حوالے اس لئے نقل کیے ہیں تاکہ کسی کو مغز کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم یا ہمارے اکابر صورت مثالیہ اور اس کے تعدد کے قائل نہیں ہیں اور حضرات صوفیائے کرام کے ان بصیرت افروز اقوال سے کسی کو مغالطہ دے سکے۔

(اتمام البرہان ص: ۳۶۹)

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔ دوم یہ کہ آپ کی مثالی شکل حاضر ہو اور ایک جگہ پر نہیں بلکہ متعدد جگہوں میں ہو اس کے ہم بھی منکر نہیں ہیں، ہم یہاں صرف چند عبارات عرض کرتے ہیں غور فرمائیں۔

☆ علامہ ابو طاہر قزوینی امام محمد بن محمد غزالیؒ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وكان الغزالى رحمه الله يقول من رأى رسول الله ﷺ لم ير حقيقة شخصه المودع فى روضة المدينة وانما رأى مثاله لا شخصه الخ (اليواقيت والجواہر ص: ۱۳۲ ج: ۱)

ترجمہ: امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جس شخص کو

آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اس نے مدینہ منورہ میں روضہ اقدس کے اندر رکھے ہوئے آپ کے بدن مبارک کو نہیں دیکھا بلکہ اس نے اس کی مثال کو دیکھا نہ کہ ذات اور شخص کو۔

اس عبارت میں حضرت امام غزالیؒ نے تصریح فرما دی کہ آپ کی زیارت کرنے والا خواب میں ہو یا بیداری میں آپ ﷺ کی ذات اور جسم مبارک کو نہیں دیکھتا بلکہ مثالی صورت کو دیکھتا ہے۔

☆ بخاری شریف کے مشہور شارح علامہ ابن منیرؒ فرماتے ہیں:۔

يجعل الله له وجه مثالا فيرى فى اليقظة كما يرى فى النوم۔

(انوار فتح الملہم ص: ۳۳۰ ج: ۱)

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی روح کے لئے مثال پیدا کر دیتا ہے جو بیداری میں نظر آتی ہے جیسا کہ خواب میں نظر آتی ہے۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ مثالی شکل بیداری میں بھی نظر آ سکتی ہے جس طرح وہ نیند اور خواب میں نظر آتی ہے۔

☆ امام ابن عابدین شامی حنفیؒ کے شاگرد مشہور محدث شیخ محمد بن سید درویش فرماتے ہیں:۔

فاذا اكرم الله عبدا برؤية رسوله ﷺ يمثل له نوره الشريف بصورة جسمه الكريم وربما ظنه الرائى انه الجسم الشريف لغلبة الحال۔۔۔ الخ (اسنى المطالب ص: ۲۹۹)

ترجمہ: کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمانا چاہتا ہے تو آپ

ﷺ کے نور مبارک کو آپ کے جسم اطہر کی صورت میں مثالی شکل بنا دیتا ہے اور دیکھنے والا بسا اوقات غلبہ حال کی وجہ سے آپ کا جسم مبارک ہی سمجھ لیتا ہے۔

یہ عبارت بھی اپنے مدلول میں بالکل واضح ہے مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ (اتمام البرہان: ص: ۳۶۷)

{خلاصہ عبارات اکابر}

عبارات بالا سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ تمام اکابر آپ ﷺ کے جسد مثالی کو بڑے زور و شور سے ثابت کرتے ہیں۔ اور سب آپ ﷺ کے جسد مثالی کے قائل ہیں۔ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ میں نے اتنے اکابرین کی عبارات جسد مثالی کے ثابت کرنے کے لیے اس لیے ذکر کی ہیں۔ تاکہ کوئی کوڑ مغز ہمارے اکابر کو آپ ﷺ کے جسد مثالی کا منکر نہ سمجھے۔

تبصرہ:۔

تمام اکابر، صاحب المہند علامہ خلیل احمد سہارنپوریؒ، شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ، علامہ ابو طاہر قزوینیؒ، امام غزالیؒ، شیخ محمد بن درویش، علامہ شامیؒ اور حتیٰ کہ مولانا سرفراز خان صاحب (ہمارے تمام اکابر آپ ﷺ کے جسد مثالی کے قائل ہیں) اور اشاعتی قائلین کے نزدیک آپ ﷺ کے جسد مثالی کا قائل ختم نبوت کا منکر گستاخ رسول ﷺ بلکہ زندیق، رافضی، کافر، ملت اسلام سے خارج، کافر ہے۔ معاذ اللہ۔

اب بتائیے ان حضرات سے بڑھ کر اکابر کا باغی کون ہو سکتا ہے؟ جن کی کوئی تحریر و تحقیق بغیر اکابر سے خالی نہیں۔ جب بھی بولتے ہیں تو زہر ہی اگلتے ہیں۔ انہوں نے اشاعت التوحید والسنہ کو سامنے رکھ کر اصل تشخص اکابر دیوبند کو بنانا شروع کر دیا ہے۔ تعجب تو ان حضرات پر ہے جو دیوبندی کہلانے کے باوجود ایسے جاہلوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ اور ان کی قلم و زبان کو لگام نہیں دیتے۔

{مذہبی خودکشی کا عبرتناک نمونہ}

☆ اتحادی پارٹی کے پیر و مرشد زاہد الحسینی صاحب شمس آبادی ثم ... اپنی مایہ ناز تصنیف "رحمت کائنات" (بقول خود اپنے مقبول ...) میں فرماتے ہیں:۔

{"وجود مثالی اور وجود حقیقی"}

حدیث میں لفظ مثل آیا ہے اس کی تشریح بھی ضروری ہے ... یہ اعتراض ظاہر ہوتا ہے کہ جب ہم دیکھ رہے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ ... میں آرام فرما ہیں تو یہ کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ جلوہ افروز ہوتے ہیں اس کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ وجود مثالی کو سمجھا جائے دنیا میں ہر چیز کے دو وجود ہیں ایک تو وہ جو ہم کو نظر آتا ہے اور ایک وہ جو ہم کو نظر نہیں آتا حقیقی وجود وہی ہے جو ہم کو نظر نہیں آتا جو نظر آتا ہے وہ اس کا لباس ہے۔

(رحمت کائنات ص: ۳۰۰)

☆ نیز حسینی صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

امام غزالیؒ نے تفصیل سے بحث کرتے ہوئے وجود کی پانچ اقسام بیان فرمائی ہیں ان کے یہاں وجود مثالی ہی وجود حسی ہے جیسا کہ وہ بیان فرماتے ہیں:۔

ترجمہ: وجود حسی وہ ہے جو آنکھوں میں تو آجاتا ہے مگر خارج میں اس کا وجود نہیں ہوتا (فیصل التفرقۃ ص: ۱۸) یہ وجود مثالی شرعاً معتبر ہے، دین میں اس کا اعتبار ہے اور اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں ہے۔

(رحمت کائنات ص: ۳۰۳)

☆ ... فرماتے ہیں:۔

وجود مثالی سب کے لئے ثابت ہے آنحضرت ﷺ نے بھی انسانوں کو بھی وجود مثالی ...

میں دیکھا ہے کہ جیسا کہ عبدالرحمن بن عوفؓ کے متعلق ... کہ وہ گھر میں سو رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا رأیت عبدالرحمن بن عوف دخل الجنۃ حبوا۔ میں نے عبدالرحمن بن عوفؓ کو دیکھا کہ وہ جھک کر جنت میں داخل ہوا۔ (رحمت کائنات ص: ۳۱۳)

☆ نیز موصوف حسینی صاحب صفحہ ۳۱۵ پر فرماتے ہیں:۔

اب یہ بات کہ بدن ایک جگہ ہو تو دوسری جگہ وجود مثالی کس طرح ظاہر ہو سکتا ہے سمجھ میں آ گئی ہوگی اس لئے آنحضرت ﷺ کا دوسرے مقامات پر نظر آ سکنا درست ہے۔ جیسا کہ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے فرمایا ہے ..... اسی طرح آنحضرت ﷺ کی روح مبارک بھی وجود مثالی کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا ہے اور کبھی بیداری میں جلوہ افروز ہو جاتا ہے۔

☆ موصوف حسینی صاحب علامہ انور شاہ صاحبؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

اور آنحضرت ﷺ کا روح مبارک اپنے مثالی بدن کے ساتھ رونما ہوا کرتا ہے ..... الخ

(رحمت کائنات ص: ۳۱۷)

☆ نالی اتحادیوں کے پیر و مرشد قاضی زاہد الحسینی صاحب لکھتے ہیں:۔

مجاہد جلیل حضرت سید اسماعیل شہیدؒ نے فرمایا جو آدمی وجود مثالی کا انکار کرتا ہے وہ اہلسنت والجماعت میں سے ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کو اعتزال کی بو ہے۔ اس وجود مثالی کے انکار سے بڑا سے زیادہ نصوص کی تاویل کرنی پڑتی ہے۔

(تحفات دارین صفحہ نمبر ۲۵۵)

تبصرہ:۔

اتحادی مرشد زاہد الحسینی صاحب کا فتویٰ ہے کہ وجود مثالی کا منکر اہلسنت سے خارج ہے، جبکہ نالی مریدوں کا فتویٰ یہ ہے کہ جسم مثالی کا قائل مرزائی اور بدعتی کافر ہے۔ مذہبی خودکشی کی یہ مثال اور کسی فرقہ میں کہاں دستیاب ہوگی؟ کہ پیر صاحب کے نزدیک تمام مرید اہلسنت سے خارج اور معتزلی ہیں، جبکہ مریدوں کے نزدیک پیر صاحب ... بدعتی، رافضی اور ملت اسلام سے خارج ہیں۔

{بغاوت نمبر 4}

{خطرناک دھاندلی}

قرآن کریم کی آیت: أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ...... الآیۃ

اس قرآنی بیان سے یہ حقیقت خوب روشن تھی کہ موت کے بعد کوئی بھی (نبی ہو یا غیر نبی) ... دنیا کے حالات سے بے خبر ہوتا ہے۔ سو سال کے طویل عرصہ میں ... کے انقلابات، حادثات ... کا آنا ... کچھ پتہ نہیں ... کی موت کا بھی علم نہیں ہوا۔ اس لیے تو سو سال کے طویل عرصے کے بعد جب زندہ ہوتے ہیں تو عرض کرتے ہیں پورا دن ٹھہرا ہوں یا اس دن سے بھی کم۔ جس سے مسئلہ بالکل واضح ہے کہ جب مرنے والے کو اپنے حالات کا پتہ نہیں ... دوسروں کی پکار اور فریاد کا پتہ کیسے چل سکتا ہے۔ اور موت کے بعد اہل دنیا کا سلام کیسے سن سکتا ہے؟

اس واقعہ میں جس ہستی کا ذکر ہے ان کا اسم گرامی حضرت عزیرؑ ہے، جو اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔

قرآن کریم کے اس واضح بیان نے اتحادی عالیوں کے سب بیانات کو رد کرتے ہوئے ان کے عقیدہ سماع موتی کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں۔ اس لیے اس قرآنی بیان کو مسخ کرنے کے لیے اتحادی حضرات نے عجیب قسم کے شوشے چھوڑے ہیں۔

☆ چنانچہ اکاڑوی صاحب فرماتے ہیں:۔

ایک ... ہے جس کا ذکر ... نے کیا ہے

کہ یہ واقعہ ... جس سے ... واقعہ عزیرؑ کا ... ہے ... اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ ان کا نہیں ہے ..... تو عزیرؑ کا یہ واقعہ نہیں بنتا۔

(... ص: ...)

☆ اتحادی گروہ کے پیر و مرشد جناب امیر ... قاضی مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں:۔

حضرت عزیرؑ کا واقعہ قرآن شریف میں جو قصہ حضرت عزیرؑ کا ہے، ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں یہ عزیرؑ نبی تھا یا کوئی اور ... بات نہیں وہ ایک گدھے پر سوار تھے ..... الخ

(یادگار خطبات ص: ...)

اوکاڑوی تحقیق کے مطابق یہ واقعہ حضرت عزیرؑ نبی کا نہیں، کسی اور کا ہے۔ جبکہ قاضی مظہر صاحب کے نزدیک قرآن میں حضرت عزیرؑ کا واقعہ ہے۔ ... ابوداؤد میں ... کہ یہ عزیرؑ نبی یا کوئی اور ... (ابوداؤد میں یہ قطعاً نہیں کہ یہ عزیرؑ نبی یا کوئی اور ...)

{مرید کا پیر کو چیلنج}

ماسٹر امین صفدر اکاڑوی ... چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

پکی بات تو یہ ہے کہ جیسے ان کی عادت ہوتی ہے خطبہ میں کہہ دیا کہ انہوں نے کہا کہ عزیرؑ کا واقعہ قرآن میں ہے ہم نے کہا دس لاکھ کا انعام دیں گے اگر وہاں عزیرؑ کا نام دکھا دیں۔ (تریاق اکبر)

تبصرہ:۔

قاضی مظہر صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو قصہ حضرت عزیرؑ کا ہے

جب کہ اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں جو کوئی حضرت عزیرؑ کا واقعہ قرآن سے دکھا دے اسے دس لاکھ روپے انعام دیں گے۔ تو اب پیر طریقت قاضی مظہر حسین صاحب کا فرمان دو حال سے خالی نہیں یا تو قاضی مظہر حسین صاحب نے قرآن پاک پر جھوٹ بولا ہے اور ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ۔۔۔ (الآیۃ) کا مصداق ٹھہرے ہیں اور اگر قاضی صاحب نے سچ فرمایا ہے تو اتحادی نے بدولت محمد امین ماسٹر صاحب نے دس لاکھ کا چیلنج فرما کر اپنی حماقت وجہالت کا ثبوت پیش کیا ہے۔

{تحقیق اکابر}

☆ علامہ ابو حیان اندلسیؒ فرماتے ہیں:۔

هو عزير قاله علی وابن عباس وعكرمة و ابوالعالية وسعيد بن جبير و قتادة و الربيع والضحاك ومقاتل وسليمان بن بريدة وناجية بن كعب وسالم الخواص

(البحر المحیط تحت آیت مذکورہ)

یعنی جس شخص کا یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ حضرت عزیرؑ ہی تھے۔ حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ (دونوں صحابیؓ) عکرمہؒ، ابو العالیہؒ، سعید بن جبیرؒ، قتادہؒ، ربیعؒ، ضحاکؒ، مقاتلؒ، سالمؒ وغیرہم (تابعینؒ) حضرات یہی فرماتے ہیں کہ وہ حضرت عزیرؑ ہی تھے۔

☆ اسی طرح علامہ سیوطیؒ نے در منثور میں فرمایا:۔

عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے شعب ایمان میں فرمایا:

عن علی ابن طالب فی قولہ مر علی قریۃ قال

خرج عزیر نبی اللہ من مدینتہ

یعنی حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت

عزیرؑ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ (در منثور ص: ۳۳۱)

☆ علامہ آلوسیؒ نے حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبد اللہ ابن سلامؓ، قتادہ، ربیع، ضحاک، سدی اور خلق کثیر کا یہی قول ذکر کیا ہے کہ یہ حضرت عزیرؑ نبی تھے۔

(تفسیر روح المعانی)

☆ اسی طرح علامہ نسفی حنفی اور خطیب شربینی فرماتے ہیں:۔

کہ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ حضرت عزیرؑ نبی تھے۔

(دیکھیں روح المعانی، سراج منیر)

☆ مرشد تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

روح المعانی روایت حاکم حضرت علیؓ سے اور روایت اسحٰق حضرت ابن عباسؓ و عبد اللہؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ شخص حضرت عزیرؑ ہیں۔ اس واسطے احقر نے اتائے ترجمہ میں تصریح کر دی کہ ان کو بعث کا یقین تھا۔ (آخری جملے سے حضرت تھانویؒ کا موقف واضح ہے)

☆ خلیفہ ارشد مرشد تھانویؒ علامہ عبد الماجد دریا آبادیؒ فرماتے ہیں:۔

الذی مر۔ مفسرین نے زیادہ تر مراد حضرت عزیرؑ نبی سے لی ہے۔ سلسلہ اسرائیلی کے ایک مشہور پیغمبر گزرے ہیں یہی قول حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ صحابہؓ وغیرہ سے بھی مروی ہے۔ ایک قول حضرت یرمیاہ سے متعلق نقل ہوا ہے یہ بھی اسرائیلی سلسلے کے پیغمبر ہوئے ہیں۔

(تفسیر ماجدی)

☆ شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں:۔

وہ شخص حضرت عزیرؑ پیغمبر تھے اور تمام توریت ان کو یاد تھی، بخت نصر کافر بادشاہ تھا اس نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کے بہت لوگوں کو قید کرکے

لے گیا ان میں حضرت عزیرؑ بھی تھے جب قید سے چھوٹ آئے تب حضرت عزیرؑ نے راہ میں ایک شہر دیکھا

الخ (تفسیر عثمانی)

☆ سحبان الہند علامہ احمد سعید دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، حسن، قتادہ وغیرہم کا قول ہے کہ یہ حضرت عزیرؑ تھے اس قول کو ابن کثیر نے مشہور کہا ہے۔ پیر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ شخص حضرت عزیرؑ پیغمبر تھے۔ (تفسیر کشف الرحمٰن)

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے بھی اس واقعہ میں مذکور شخص سے مراد حضرت عزیرؑ ہی لیے ہیں اور اپنی کتاب ازالۃ الریب میں واقعہ مذکورہ سے حضرت عزیرؑ کے عدم علم غیب پہ استدلال کیا ہے۔ (دیکھیں ازالۃ الریب)

☆ اتحادی امام الناظرین قاضی زاہد الحسینی صاحب فرماتے ہیں:۔

اسی طرح حضرت عزیرؑ کو اس امر کا مشاہدہ کراتے ہوئے فرمایا:

فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس عزیرؑ کو سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو زندہ کر کے اٹھایا اور پھر پوچھا کہ تو کتنے دن اس حالت میں رہا حضرت عزیرؑ نے جواب دیا کہ ایک دن، یا ایک دن سے بھی کم ۔۔۔ الخ

(رحمت کائنات)

لطیفہ

قاضی صاحب موصوف کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

سو اللہ تعالیٰ نے اس عزیرؑ کو سو برس تک "مردہ" رکھا۔

اب اوکاڑوی صاحب کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں، نبی کو مردہ کہنے والے گستاخ اور مردار ہیں۔ (تجلیات صفدر حصہ سوم)

قاضی صاحب نے اقرار کیا ہے کہ ان آیات میں واقعہ حضرت عزیرؑ کا ہے۔ نیز قاضی

صاحب نے ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے خلیل اللہ نبی کو مردہ لکھا ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان اتحاد کہ قاضی زاہد الحسینی صاحب حضرت عزیرؑ کا نام لے کر مردہ کہہ رہے ہیں، جبکہ آپ کے ماسٹر اوکاڑوی صاحب نبی کو مردہ کہنے والوں کو گستاخ اور بے ادب اور مردار کہتے ہیں۔ تو آیا قاضی زاہد الحسینی صاحب اور ان کی اس عبارت کو درست سمجھنے والوں اور قاضی صاحب کو پیر و مرشد ماننے والوں کو مسلمان کہا جائے گا یا بے ادب گستاخ اور مردار ۔۔۔۔ الخ یا اتحادی نے بدولت محمد امین ماسٹر اوکاڑوی کے فتویٰ کو کذب اور افتراء پر محمول کیا جائے؟

بینوا افہموا ولا تکونوا من الجاھلین

حضرات گرامی!

آپ حضرات نے اکابرین امت کی تحقیق بھی ملاحظہ فرمائی اور اوکاڑوی صاحب کی تحقیق بھی۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ تمام اکابرین امت مذکورہ واقعہ حضرت عزیرؑ نبی کا قرار دیتے ہیں جبکہ اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ شخص کافر تھا۔ تمام اکابر سے بغاوت اختیار کرکے ایسا ایمان شکن رویہ کس چیز کی غمازی کرتا ہے۔

لطیفہ

"امام اہل السنۃ نمبر مجلۃ المصطفیٰ شائع کردہ دار العلوم مدنیہ سلانوالی تاندان بہاولپور، ص: ۲۹۹" پر ہے:۔

امام اہل السنت والجماعت (سرفراز خان صفدر معیار دیو بندیت) کے عنوان سے لکھا گیا ہے کہ (حضرت مولانا سرفراز خان صفدر نے) اپنی کتب میں جو کچھ بھی تحریر کیا وہ بالکل قرآن وسنت، مسلک احناف، نظریات علماء دیو بند کے عین مطابق ہے۔ اس سے سرمو انحراف بھی گمراہی اور سم قاتل ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں اتحادی مفتیان کرام تمام اکابرین بمعیت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب اس واقعہ میں مذکور شخص سے مراد حضرت عزیر علیہ السلام لیتے ہیں مگر اتحادی گروہ کے سربراہ ماسٹر اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں یہ عزیر علیہ السلام نہیں تھے بلکہ کوئی کافر تھا اور آپ حضرات کے نزدیک مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی کتب سے سرمو انحراف بھی گمراہی ہے تو ماسٹر اوکاڑوی صاحب کو اکابر کا باغی اور گمراہ سمجھا جائے یا امام اہل السنۃ کو محرف تصور کیا جائے" بینوا اتوجروا

{اہم انکشاف}

ماسٹر اوکاڑوی صاحب نے تمام اکابرین اہل السنۃ بالخصوص علماء دیوبند کے تحقیقات اور بہ اتحادی کرکے جو حضرت عزیر کے واقعہ کا انکار کیا ہے اس کی بنیاد محقق اشرف سیالوی کی کتاب جلاء الصدور ہے سبحان اللہ اپنے آپ کو پکا دیوبندی کہلوانے والے اور اشاعت التوحید کا شور مچانے والے مصلحت اور ضرورت کی خاطر تحقیقات اکابر کی دھجیاں بکھیر کر بریلویوں کی گود میں بیٹھنا سعادت سمجھتے ہیں اور جو غریب اہل بدعت کی تحقیقات کو ٹھکرا کر اکابر کی تحقیقات پر اعتماد کرے اس پر کئی قسم کے الزامات واتہامات لگائے جاتے ہیں۔ نیز اتحادی گروہ کی تحقیقات کا زیادہ تر ماخذ سیالوی صاحب کی کتب کی تحقیقات ہی ہیں۔

اتحادیوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں ہے اعتراض غیروں پہ اپنی خبر نہیں۔

{بغاوت نمبر 5}

{اکابر پر تحریف اور مخالفت اجماع کا الزام}

توضیح

☆ ایک روایت میں ذکر ہے کہ جب مردے کو دفن کرنے والے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے......الخ اس روایت کا ظاہر معنی چونکہ نصوص قرآنیہ کے خلاف تھا۔ اس لیے اکابر نے اس کے متعدد جواب دیئے۔

جواب الاول:۔ الاول انہ صحیح سندہ لکنہ معلول من جھۃ المعنی بعلۃ تقتضی عدم ثبوتہ عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھی مخالفتہ للقرآن فالھم واقالا الحول فلان المراد (فتاوی شامی جلد ۵ صفحہ ۶۹۸)

یعنی خبر واحد قرآن پاک کے خلاف ہونے کی وجہ سے حجت نہیں بعض حضرات نے یہ جواب دیا کہ یہ سرعت اتیان ملائکہ سے کنایہ ہے۔ حضرت علامہ رشید احمد صاحب گنگوہی نے یہ فرمایا کہ "لیسمع" مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور قرع نعالھم اس کا نائب فاعل ہے۔ اور مطلب یہ کہ لوگ میت کو دفن کرکے جب واپس ہوتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس ان کی جوتیوں کی آواز سنی جا سکتی ہے کہ فرشتے پہنچ جاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خود مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہو۔

بعض اکابر نے علی وجہ التسلیم یہ جواب دیا کہ اس روایت سے عموم احوال و اوقات میں سماع میت ثابت کرنا درست نہیں' یہ سماع ابتداء دفن کے ساتھ خاص ہے۔

پہلی توجیہات کا تو اوکاڑوی صاحب سے کوئی جواب نہ بن سکا۔

البتہ تیسری توجیہ پر برہم ہو کر بعض اکابرین کو "محرف اور نصوص کا منکر" قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> اس کو ابتداء دفن کے ساتھ مختص کرنا ان نصوص کے خلاف ہے جن میں بصیغہ خطاب اہل قبور کو سلام کا حکم ہے اور یہ سلام کسی کے نزدیک بھی ابتداء دفن کے ساتھ مختص نہیں۔ آج کل بعض اس کی بھی تاویل کرتے ہیں السلام علیکم یا اہل القبور میں خطاب مقصود نہیں محض ان کے لئے دعا کرنا مقصود ہے۔ یہ تاویل نہیں بلکہ تحریف ہے کیونکہ سلام تو ہر جگہ سے ہو سکتا ہے لیکن یہ خطاب کا صیغہ پوری امت

> صرف قبر پر جا کر پڑھتی ہے۔ پوری امت کے اجماع کے خلاف یہ تاویل کیوں کر گوارا ہو سکتی ہے؟
>
> (تجلیات صفدر جلد ... ص: ۳۰۵)

{اوکاڑوی اہداف}

☆ روایت قرع نعال کو اول وضع کے ساتھ خاص کرنا نصوص کے خلاف ہے۔

☆ السلام علیکم یا اہل القبور سے مردوں کے حق میں دعا مراد لینا اور سوال سے مراد تحریف ہے اور اجماع کے خلاف ہے۔

{تحقیق اکابر}

☆ مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ قبرستان سے گزرتے ہوئے السلام علیکم یا اہل القبور، حالانکہ یہاں عذاب اور رحمت دو صورت ہے۔ جواب دینے والے حاضر یعنی مخاطب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر روضہ اقدس پر کھڑے ہوئے السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حبیب اللہ کہتے ہیں ان دونوں باتوں میں صرف ندا ہو کہا جاتا ہے لیے ... اگر ندا ہے تو یا محمد یا علی کس لئے نا جائز ہے؟

(مستفتی نمبر ۴۹ ۱۲ محمد فضل اللہ ۱۱ ربیع الاول ۵۶ ۱۳ھ 23 مئی 1937ء)

> جواب:۔ قبرستان میں جا کر السلام علیکم یا اہل القبور کہنا جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کو عذاب سے سلامتی کی دعا دینا ہے۔ یہ ٹھیک صرف ندا ہے مگر ندا اور خطاب کبھی نہ سننے والے کو بھی کر دیا جاتا ہے جیسے ھل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت الخ (کفایت المفتی ج: ۱ ص: ۱۹۲)

☆ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

> مردے کی طرف سے جواب ملنا صحاح سے ثابت نہیں اگرچہ غیر صحاح کی روایت میں ہے جس کی اسناد میں کلام ہے۔ صحاح کی روایات میں صرف السلام علیکم کہنے کا حکم ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مردہ اگرچہ سن سکتا ہے اور نہ ہی جواب دے سکتا ہے مگر قبر پر یہ الفاظ محض زائر کے لئے عبرت ہونے کی وجہ سے مشروع ہیں۔ چنانچہ
>
> انتم لنا سلف ونحن لکم خلف وفی بعض الروایات ... یہ جملہ اس کے مشعر ہیں کہ مقصد اظہار عجز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
>
> (احسن الفتاوی ص: ۱۹۳ ج: ۴)

{خلاصہ ارشادات اکابر}

☆ (السلام علیکم یا اہل القبور) مردوں کے حق میں دعا ہے۔

☆ ان دعائیہ الفاظ سے مردوں کا سننا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔

☆ خطاب کو سماع لازم نہیں۔ اس لیے خطاب کے لفظ سے سماع پر استدلال کرنا درست نہیں۔

☆ کسی صحیح روایت میں مردوں کا سلام سننا اور جواب دینا ثابت نہیں۔

☆ جن روایتوں میں مردوں کے سلام سننے اور جواب دینے کا ذکر ہے ان کی سند میں کلام ہے۔

تبصرہ:۔

☆ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک قرع نعال کو اول وضع کے ساتھ خاص کرنا نصوص کے خلاف ہے جبکہ اکابر ... ابن الہمام، علامہ شامی وغیرہ نقل کرتے ہیں۔ دیکھیں

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹ جلد ۳، ص ۹۰ جلد ۳) تو آپ نصوص کی مخالفت کا الزام کس کے [illegible]

☆ اکاڑوی صاحب (السلام علیکم یا اہل القبور) کا مردوں کے حق میں دعا قرار دینا [illegible] قرآن اور اجماع کی مخالفت بتاتے ہیں۔ جبکہ اکابر حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب وغیرہ "السلام علیکم یا اہل القبور" کو مردوں کے حق میں دعا قرار دیتے ہیں۔ تو آپ کا [illegible] اور اجماع کی مخالفت کا الزام حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب، حضرت مفتی رشید احمد [illegible] پہ دیں گے یا نہیں [illegible]...؟

☆ اکاڑوی صاحب خطاب کے لئے سماع کو لازم قرار دیتے ہوئے [illegible] مرادف ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں جو حضرات خطاب کے لئے سماع لازم نہیں سمجھتے

فائدہ:

اکاڑوی صاحب نے اپنی اس تحقیق انیق میں بھی بریلویت کی نقالی کی ہے [illegible] کے نتیجے میں اکابرین امت کو تحریف اور اجماع کا منکر قرار دے دیا۔

ہمارے بریلوی دوست کہا کرتے ہیں کہ جب ہم نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے ہیں تو اس میں ایہا النبی خطاب کا صیغہ ہے اور خطاب کے لئے سماع لازم ہے تو معلوم ہوا آپ ہر وقت ہر جگہ [illegible]۔ ہر نمازی کا سلام سنتے ہیں اور یہی مطلب ہے ہر جگہ حاضر ہونے کا۔ اگر آپ ہر نمازی کے سلام کو سنتے نہیں تو پھر غائب کا صیغہ کیوں نہیں آیا؟ [illegible] امت خطاب کے صیغے سے ہی سلام کرتی آئی ہے لہذا اس کو حکایت پر محمول کر کے [illegible] مراد لینا اجماع کے خلاف ہے۔ جبکہ عالم ربانی حضرت علامہ رشید احمد گنگوہی صاحب [illegible] سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

التحیات میں اگرچہ حضور ﷺ خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ [illegible] السلام علیک ہے یا السلام علی النبی۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص [illegible] بحوالہ تفریح الخواطر مصنفہ مولانا سرفراز خان صفدر)

{فیصلہ صفدری}

مولانا سرفراز خان صاحب بریلویہ کے "السلام علیک ایہا النبی" سے استدلال کے

جواب میں فرماتے ہیں:

ہر زبان میں اس کی کثرت مثالیں موجود ہیں۔ کہ کبھی غائب حقیقی کے [illegible] تصور کرنے اور تخیل کے طور پر اپنے دل میں حاضر سمجھ لینے پر اس سے خطاب کیا جاتا ہے۔ اس لیے نہیں کہ وہ حقیقتاً حاضر و ناظر ہوتا ہے۔ بلکہ یہ محض اپنے تخیل پر مبنی ہوتا ہے۔

(آنکھوں کی ٹھنڈک صفحہ ۱۷۰)

نیز فرماتے ہیں: اگر ہم السلام علیک سے حکایت نہ بھی لیں۔ بلکہ صرف اور محض دعا اور انشاء ہی لیں۔ تو بھی اس سے حاضر و ناظر مراد لینا قطعاً باطل ہے۔ جیسا کہ ہم اپنے خطوط میں دور دراز ملکوں میں اپنے دوستوں، بھائیوں اور اکابر کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھا کرتے ہیں۔ تو اس کا یہ معنی تو نہیں ہوتا کہ وہ سب ہمارے پاس حاضر اور موجود ہوتے ہیں، ورنہ ان کو خط لکھنے ہی کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جب ہمارا خط بزرگوں اور دوستوں کو پہنچ جائے گا تو اس وقت ان سے خطاب ہو جائے گا۔

(آنکھوں کی ٹھنڈک صفحہ ۱۹۵)

تبصرہ:

ان عبارات اکابر سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اکابر علماء دیوبند کے نزدیک السلام علیکم [illegible] اور السلام علیک ایہا النبی کے صیغہ خطاب سے مقصود خطاب ہرگز نہیں اور نہ ہی اس طرح کے خطاب کے لئے سماع لازم ہے بلکہ یہ دعا ہے اہل قبور کے حق میں۔ جبکہ اکاڑوی صاحب کے نزدیک اس جملے سے دعا مراد لینا تحریف اور اجماع کے خلاف ہے۔

تو اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو اتحادی گروہ کے بانی اکاڑوی صاحب کو تحریف اور اکابر کا باغی تسلیم کیا جائے یا پھر معاذ اللہ اکابرین کو تحریف اور اجماع امت کے منکر کہا جائے۔ ہمارے نزدیک پہلی صورت ہی متعین ہے۔

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{بغاوت نمبر 6}

{اکابر علماء دیوبند پر مرزائیت کا الزام}

مماتی حضرت اکاڑوی، مولوی اسماعیل محمدی نے اہل حق کو مرزائی ثابت کرنے کے لیے درج ذیل وجوہات ذکر کی ہیں:

مرزائی	مماتی
حضرت [illegible] کے منکر ہیں۔	حضرت عائشہؓ سماع کی منکر ہیں۔
مرزائی حضرت صدیق اکبرؓ کے خطبہ سے عدم حیات	خطبہ صدیق اکبرؓ سے عدم حیات النبی ﷺ
مرزائی آیات حیات عیسیٰ کے انکاری ہیں	حیات النبی ﷺ کی آیات قرآن پاک کے خلاف (العیاذ باللہ)
مرزائی [illegible]	نبی کا جسم مثالی بھی ہوتا ہے۔
وفات مسیح قرآن سے ثابت ہے	وفات النبی قرآن پاک سے ثابت ہے۔

(مقدمہ تحفۃ المسلمین محمد اسماعیل)

{اسماعیلی اہداف}

مولوی اسماعیل صاحب نے نقشہ بالا میں پانچ امور کو مرزائیت کی پہچان اور معیار قرار دیا ہے:

☆ حضرت عائشہؓ کو سماع کا منکر بتانا۔
☆ خطبہ صدیقؓ سے عدم حیات یعنی وفات النبی ﷺ ثابت کرنا۔
☆ حیات النبی ﷺ کی آیات کو قرآن کے خلاف بتانا۔
☆ نبی کریم ﷺ کا جسم مثالی ماننا۔

☆ وفات النبی ﷺ قرآن سے ثابت کرنا۔

ان پانچ امور میں سے ایک امر جس میں جسم مثالی کی بحث گزر چکی ہے۔ اور آپ دیکھ چکے ہیں۔ کہ ماتیوں کے اس فتویٰ سے تمام اکابر مرزائی ٹھہرتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ اور مولوی اسماعیل صاحب کا یہ ارشاد کہ "حیات النبی ﷺ کی آیات قرآن کے خلاف ہیں" قابل دید ہے۔ اب کون پوچھے کہ حیات النبی ﷺ کی کون سی آیات ہیں اور کس نے اس کو قرآن کے خلاف قرار دیا ہے؟ معلوم ہوتا ہے بقلم اکابر میں مولوی موصوف ایمان کے ساتھ عقل سے بھی فارغ ہو چکے ہیں۔ اس لیے ایسی مہمل اور بے معنی عبارات وارد کی ہے۔ کہ شاید جس کی مثال قادیانی دھرم میں بھی دستیاب نہ ہو سکے۔

باقی رہے اسماعیل موصوف کے تین امور جو ان کے نزدیک معیار مرزائیت ہیں۔ تو ان کی حقیقت اختصار اپیش خدمت ہے۔ عناد و تعصب سے ہٹ کر ایمان و انصاف کے ساتھ غور فرمایے کہ اسماعیلی من گھڑت معیار مرزائیت سے خیر القرون سے لے کر اکابر دیوبند تک تمام امت کیسے مرزائی ٹھہرتی ہے۔ معاذ اللہ۔

{اسماعیلی معیار کے امر اول کی زد میں آنے والے اکابر}

سیدہ عائشہؓ اور سماع موتی:

☆ عالم ربانی حضرت رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی فرماتے ہیں:

واستدل المنكرون ومنهم عائشة رضي الله عنها و ابن عباس رضي الله عنهما و منهم الامام لقوله تعالى انك لاتسمع الموتى...

(الكوكب الدرى، ص: ۱۰۰، ج: ۱)

یعنی جن لوگوں نے سماع موتی کا انکار کیا ہے ان کا مستدل انک لا تسمع الموتی (الآیۃ) ہے اور اس آیت سے استدلال کر کے سماع کا انکار کرنے والوں میں حضرت

[illegible] حضرت عبداللہ ابن عباس [illegible]
[illegible]

☆ محمد ان احمد علامہ احمد سعید دہلوی فرماتے ہیں:۔
حضرت عائشہؓ نے اس آیت سے مردے کے نہ سننے پر استدلال کیا ہے اور یہی اکثر مشائخ حنفیہ کا قول ہے۔
(تفسیر کشف الرحمن)

☆ مفتی اول دیوبند مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی فرماتے ہیں:۔
حنفیہ سماع موتی کا انکار کرتے ہیں اور حضرت عائشہؓ کا یہی مذہب ہے اور آیات قرآنیہ اسی پر دال ہیں۔
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ص: ۵۸۱، ج: ۵)

☆ مولانا محمد منظور نعمانی دیوبندی فرماتے ہیں:۔
امام ابو حنیفہؒ سماع اموات کے منکر ہیں۔ ہمارے اکابر علماء حضرت امام اعظمؒ اور جمہور کی طرح حضرت ام المومنین کے مسلک کو راجح اور قوی سمجھتے ہیں۔ آج کل کے اہل بدعت بھی چونکہ سماع موتی کے قائل ہیں اسی لئے انہوں نے بھی ایک شاندار [illegible] ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور مشائخ حنفیہ سماع کے قائل ہیں یہ ان کی صریح جہالت ہے۔ (معرکۃ القلم ص: ۳۶)

☆ مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی قلیب بدر کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔
حضرت عائشہؓ سے جب یہ روایت بیان کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا: انهم ليعلمون الآن انما قلت لهم حق، وہ اس وقت یقین جانتے ہیں کہ میں نے ان سے جو کچھ کہتا تھا وہ سچ تھا اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی: انك لا تسمع الموتى وما انت بمسمع من في

القبور اے پیغمبر! تو مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا، آپ ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں نہیں سنا سکتے۔
محدثین نے حضرت عائشہؓ کے استدلال کو مان کر ان دونوں روایتوں میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ قتادہ تابعی کہتے ہیں تھوڑی دیر تک ان میں جان ڈال دی گئی تھی یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے بطور معجزہ کے ان کافر مردوں میں سننے کی طاقت تھوڑی دیر کے لئے آگئی تھی۔ (سیرت عائشہؓ)

☆ حضرت مولانا محمد احسن نانوتوی دیوبندی (محشی کنز الدقائق) نے حنفیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے قلیب بدر کی روایت کا جواب دیا ہے فرماتے ہیں:۔
ردته عائشة... (حاشیہ کنز الدقائق، کتاب الایمان)

☆ اسی طرح حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔
قد اختلف اهل التاويل في المراد بالموتى في قوله تعالى انك لا تسمع الموتى و كذلك المراد بمن في القبور فحملته عائشة على حقيقته وهذا قول الاكثر۔
ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد انك لا تسمع الموتى اور وما انت بمسمع من في القبور کے بارے میں اہل تاویل کا اختلاف ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اس کو حقیقت پر محمول کر کے اصل قرار دیا، جس کے ساتھ ان کو رسول اللہ کے ارشاد ما انتم باسمع منهم... الخ کی تاویل کی احتیاج ہوئی۔ اکثر محققین نے حضرت عائشہؓ کی تائید فرمائی ہے۔

☆ اسی طرح علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم: ص: ۴۰۷، ج: ۲ میں
☆ علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری میں۔
☆ علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں۔

☆ [illegible] نے اپنی کتب میں تصریح کی ہے کہ [illegible]
[illegible]

(اسماعیلی معیار کے امر دوم وسوم کی زد میں آنے والے اکابر)

☆ فحمد الله ابو بكر واثنى عليه وقال: الا من كان يعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت، وقال: إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ (الزمر آیت ۳۰) وقال: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ. قال: فنشج الناس يبكون۔ (بخاری شریف حدیث: ۳۶۶۸)

حضرت ابوبکرؓ نے اللہ کی تعریف وثناء بیان کی، اور فرمایا: (لوگو دیکھو) اگر کوئی محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو بے شک محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ کو پوجتا تھا تو وہ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی مرنے والا نہیں۔ اور فرمایا: (یہ آیات پڑھیں) إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ (الزمر آیت ۳۰) وقال: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ۔ پھر لوگ زار و قطار رونے لگے۔

ثم لقد بصر ابو بكر الناس الهدى وعرفهم الحق الذي عليهم، وخرجوا به يتلون (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (سورۃ ال عمران آیت ۱۴۴)
(بخاری شریف حدیث: ۳۶۶۹)

پھر ابوبکرؓ نے جو حق بات تھی ہدایت کی وہ لوگوں کو سمجھا دی، اور ان کو بتلا دیا جو ان پر لازم تھا [illegible] آیت پڑھتے نکلے: (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا

رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (سورۃ ال عمران آیت ۱۴۴)

☆ بخاری شریف کی ان دونوں روایتوں سے واضح ہوا کہ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ نے آپ ﷺ کی وفات کو قرآن کریم کی آیات سے ثابت فرمایا وخرجوا به يتلون کے الفاظ سے واضح ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ نے ان آیات قرآنیہ سے آپ ﷺ کی وفات ہی سمجھی۔ اور آپ کی وفات ثابت کرنے کے لیے حضرت صدیق اکبرؓ کا خطبہ سن کے بعد سب صحابہ انہی آیات کی تلاوت کرنے لگے۔

☆ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ باب مرض النبي و وفاته وقول الله تعالى إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ (سورۃ الزمر آیت ۳۰-۳۱) پھر اسی باب کے تحت خطبہ صدیق اکبرؓ ذکر فرماتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے بھی صراحت فرما دی کہ آپ ﷺ کی وفات آیات قرآنیہ اور خطبہ صدیق اکبرؓ سے ثابت ہے۔

☆ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں:۔
سوال:۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت یہی حیات دنیویہ ہے یا دوسری حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہا جاتا ہے۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کی موت سے ان کی حیات دنیویہ منقطع ہو کر بعد اس کے ان کو دوسری حیات ملی ہے یا یہی حیات دنیویہ ان کی مسلسل چلی گئی ہے۔ اور موت ان کی قاطع حیات دنیویہ کی نہیں بنی۔ نیز جو شخص موت انبیاء کو خصوصاً خاتم الانبیاء ﷺ کی موت دنیویہ کو نہ مانے اور آیات واحادیث موت کی تاویل کرے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حیات برزخیہ ہے جو دوسرے اموات کی حیات برزخیہ سے اقویٰ واشد ہے اور جو شخص حضور ﷺ کی یا انبیاء کی موت دنیوی کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ قال الله تعالى: انك ميت وانهم ميتون فسوى بينهم وبينه في الموت فعلم ان موت الكل سواء والله تعالى اعلم

(احسن الفتاویٰ جلد اول صفحہ ۳۴۲۳۴۰)

سوال:۔ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں مگر ان کی زندگی دنیوی زندگی نہیں ہے بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے اسی طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے۔ اور انبیاء کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔ حضور سے قبل سب اموات میں داخل ہیں۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ اس کی صریح دلیل ہے۔

(کفایت المفتی صفحہ ۸۰)

قارئین کرام!

اب کی قوت فیصلہ اگر کسی غیر کی مٹھی میں رہن نہیں، تو اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے انصاف کیجئے۔ کہ مولوی اسماعیل محمدی کے نزدیک حضرت عائشہؓ کو سماع موتیٰ کا منکر بتانا مرزائیت کی روش ہے اور خلیفہ صدیقؓ یا قرآن پاک سے آپ ﷺ کی وفات ثابت کرنا مرزائیوں کا کام ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا عبارات اکابر سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا علامہ احمد سعید دہلویؒ اور ان کے مصدقین (۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ (۲) حضرت مولانا سید عبدالحمید دہلوی صاحب (۳) مفتی سید مہدی حسنؒ مفتی دارالعلوم دیوبند (۴) مولانا عبدالوہاب صاحب صدر آل انڈیا اہلحدیث (۵) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند (۶) حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحبؒ دہلوی (۷) حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند (۸) حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحبؒ (۹) مفتی محمد بن عالم صاحب رنگون (۱۰) حضرت مولانا عبدالصمد صاحبؒ نائب امیر شریعت (۱۱) شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ وغیرہ۔ مفتی اول دیوبند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ، فخر الاسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ، فقیہ النفس حضرت مولانا محمد احسن نانوتویؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ عینی حنفیؒ، علامہ کرمانیؒ، علامہ قسطلانیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ، حضرت امام بخاریؒ، حضرت امام مسلمؒ وغیرہم اکابر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو سماع موتیٰ کا منکر بتلاتے ہیں۔ اور اسی طرح جمیع صحابہ کرامؓ حضرت امام بخاریؒ اور جمیع

تابعین بخاری حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ اور ان کے نگران حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور ان کے معاون مولانا عبدالکریم و مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ وغیرہم اکابر خلیفہ صدیق اکبرؓ اور قرآنی آیات سے وفات النبی ﷺ ثابت کرتے ہیں۔

تو کیا اسماعیلی معیار مرزائیت کے مطابق ان اکابرین امت میں سے کوئی ایک بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟؟

سوچئے! کیا یہ آنکھوں سے لہو ٹپکنے کی بات نہیں ہے کہ اتباع اکابر کے نام پر یہ بدبخت باغی، تمام اکابر کو مرزائی ٹھہرا رہے ہیں۔ اور پھر بھی ان کی دیوبندیت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اور جو بے چارے ناموس اکابر کے پاسبان اور مشن اکابر کے ترجمان اکابر کے اصول اپناتے ہوئے قرآن وسنت کی دعوت پیش کرتے ہیں۔ انہیں خروج از دیوبندیت کے طعنے دیے جاتے ہیں۔ یا للعجب۔

فیصلہ صفدری

مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

☆ جو حضرات سماع موتیٰ کا انکار کرتے ہیں ان میں حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباسؓ، اور حضرت امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہیں اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى کیونکہ جب کفار کو عدم سماع میں مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے تو معلوم ہوا کہ مردے نہیں سنتے۔ ورنہ یہ تشبیہ درست نہیں ہوتی۔

(سماع الموتیٰ صفحہ ۸۱ بحوالہ الکوکب الدری)

☆ وفات حضرات انبیاء قطعی امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جاندار مخلوق کے لیے جو حکم اور اٹل فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس موت چکھنے والا ہے۔ اور اس ضابطہ سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ نہ پیغمبر اور نہ شہید اور نہ کوئی اور۔ اور بلحاظ یہ

ہر ایک پر موت وارد ہو کر رہے گی۔ .... آنحضرت ﷺ کے بارے میں ارشاد ہے کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بے شک آپ کو بھی مرنا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے کہ وَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ اگر آپ وفات پا جائیں تو وہ رہ جائیں گے؟ اور ایک اور مقام پر ارشاد ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ اور نہیں محمد ﷺ مگر رسول بے شک ہو چکے ان سے پہلے بہت رسول پھر کیا اگر وہ وفات پا جائے یا شہید کر دیا جائے تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں۔ ان تمام آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جناب رسول ﷺ کی وفات بھی ایک قطعی اور حتمی امر ہے۔ جس کی ان آیات میں قبل از وقت خبر دی گئی۔

(تسکین الصدور صفحہ ۲۱۵-۲۱۳)

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب، علامہ عبدالکافی السبکی کے حوالے سے فرماتے ہیں:۔ قرآن حکیم صراحت سے بتاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "بے شک آپ بھی وفات پانے والا ہے اور بلاشبہ وہ بھی وفات پانے والے ہیں" اور خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں وفات پانے والا ہوں۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ تحقیق سے حضرت محمد ﷺ کی وفات ہو گئی ہے۔ الخ (تسکین الصدور صفحہ ۲۱۶)

تبصرہ:۔

اسماعیلی تحقیق کے مطابق حضرت عائشہؓ کو سماع موتیٰ کا منکر بتلانا مرزائیت ہے۔ اور اسی طرح خلیفہ صدیق اکبرؓ اور قرآن سے وفات النبی ﷺ ثابت کرنا مرزائیت ہے۔ جبکہ مولانا سرفراز خان صاحب بڑے زور شور سے وفات النبی ﷺ بھی قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ اور حضرت سیدہ عائشہؓ کو سماع موتیٰ کی منکر بھی بتاتے ہیں۔ اب بتائیے اگر مولوی اسماعیل محمدی کا یہ معیار درست ہے تو مولانا سرفراز خان صفدر صاحب پکے مرزائی ٹھہرتے ہیں۔ اب اس صورت حال میں سوائے اس کے اور کیا رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ اتحادی گروہ جس طرح اکابر علماء دیوبند کا باغی ہے اسی طرح وہ بدبخت اپنے اکابر کا بھی باغی ہے۔

{بغاوت نمبر 7}

{اکاڑوی سینہ زوری کا نمونہ}

☆ اکاڑوی صاحب آیت اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (الروم آیت ۵۲) اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (النمل آیت ۸۰) وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ...... (فاطر آیت ۲۲) پر ماتریدی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

پہ تینوں آیات میں کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی اور سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ زندوں اور مردوں کے درمیان عدم سماع نہیں بلکہ عدم انتفاع ہے۔ جب وجہ تشبیہ عدم سماع نہ ہوئی بلکہ سننے کے بعد عدم انتفاع ہوئی تو یہی تینوں آیتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مردے سنتے ہیں۔

☆ اتحادی پیر اللہ یار خان چکڑالوی لکھتے ہیں:

شیخ القرآن اور عنایت اللہ شاہ گجراتی سے پہلے ان آیات سے عدم سماع نہ صحابہ کرامؓ نے سمجھا، نہ تابعینؒ نے، نہ جمہور علماء نے، نہ اکابرین نے، نہ مشاہیر علماء نے، نہ امامہ نے، نہ خلف نے، نہ کسی مفسر نے، نہ محدث نے، نہ کسی متکلم نے، نہ کسی فقیہ نے، نہ کسی فقہی مجتہد نے، نہ اصولیین نے سمجھا۔

(سیف اویسیہ ص: ۷۲)

{خلاصہ تحقیق بغاۃ}

اکاڑوی، چکڑالوی خرافات ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ ان تینوں آیات مبارکہ میں تمام مفسرین کے نزدیک تشبیہ عدم انتفاع میں ہے۔ عدم سماع میں نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مردے سنتے تو ہیں لیکن نفع نہیں اٹھاتے۔

☆ ان تینوں آیات کا مفہوم یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

☆ ان آیات مبارکہ سے شیخ القرآن اور سید عنایت اللہ بخاری رحمہما اللہ سے پہلے کسی

لے بھی عدم سماع ہیں گے۔

{تحقیق اکابر}

(۱) امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی "مفتی عزیز الرحمن صاحب" کے ایک سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اس آیت میں استعارہ ہے کہ کفار کو اموات اور اصم سے تشبیہ دی ہے اور مشبہ میں معنی وجہ شبہ کے یافتہ ہوتے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ میت اور اصم میں صلاح سماع نہیں لہٰذا معنی عدم اجابت کے جو لازم ہے مشبہ میں لینا کیسے درست ہوگا؟ البتہ مشبہ میں بھی مراد ہے۔ لہٰذا حسب قاعدہ مرجح جانب عدم سماع ہے۔۔۔۔ الحاصل ارجح مذہب عدم سماع ہے اور اب جس احادیث سماع میں تاویل مناسب ہے۔

(لطائف رشیدیہ: ص: ۹۸)

☆ نیز حضرت گنگوہی فرماتے ہیں:۔

جو حضرات سماع موتی کا انکار کرتے ہیں ان میں حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہیں إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ کیونکہ جب کفار کو عدم سماع میں مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے تو معلوم ہوا کہ مردے نہیں سنتے۔ ورنہ یہ تشبیہ درست نہیں ہوتی۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ یہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے قبیل سے ہے۔ تو یہ تام نہیں کیونکہ اس کے بعد ارشاد ان تسمع الا من یؤمن بآیاتنا صحیح نہیں ہوتا کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت و اقتدار ایک جزو میں ہے۔ اسی طرح دوسری میں بھی ہے۔ پس کیسے صحیح ہوگا کہ ایک نوع آنحضرت ﷺ کے لیے ثابت کی جائے اور دوسری کی نفی ہو۔ باقی سماع موتی کے ثابت کرنے والے جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بدر کے کنویں پر کھڑے ہو کر مقتولین بدر کو خطاب کیا تھا۔ اور یہ صاف طور پر سماع موتی پر دال ہے۔ تو اس کا جواب منکرین نے یہ دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولوں کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹا دیں تاکہ وہ آنحضرت ﷺ کا خطاب سن لیں

اور یہ ان کی زجر و توبیخ اور ان کے عذاب کے اضافہ کے لئے تھا۔ اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے اس لئے خطاب کیا تھا تاکہ زندہ مشرکین قریش کا غصہ اس سے اور بڑھے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے جو یہ فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے تو اس کا معنی یہ ہے کہ تم ان سے زیادہ نہیں جانتے۔ یہ تفسیر حضرت عائشہؓ نے کی ہے۔ تو یہ بھی سماع کی دلیل نہیں ہے۔ پس ظاہر یہ ہے کہ سماع کا انکار کیا جائے۔ اور ہمارے نزدیک یہی بات زیادہ صحیح ہے اور بحث اس مسئلہ میں طویل ہے۔ یہ اس کا موقع نہیں ہے۔ (الکوکب الدری ج ۱ صفحہ ۳۱۹ مترجما) (سماع الموتی)

{فرمودات گنگوہیؒ کا خلاصہ}

☆ ان آیات میں وجہ تشبیہ عدم سماع ہے۔ عدم انتفاع لینا کسی صورت میں بھی درست نہیں۔

☆ جس طرح بہرے میں سننے کی صلاحیت نہیں اسی طرح مردے میں بھی سننے کی صلاحیت نہیں۔

☆ ارجح مذہب یہی ہے کہ ان آیات کی روشنی میں مردے نہیں سنتے۔

☆ جن روایتوں میں مردوں کے سننے کی بات ہو ان کی تاویل کی جائے گی۔

(۲) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور جمہور علماء اکابر ان آیات کا مفہوم عدم سماع ہی لیتے ہیں۔

(۳) مفسر قرآن حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ ان آیات سے عدم سماع ہی مراد لیتے ہیں۔

(دیکھیں الکوکب الدری صفحہ ۳۱۹)

(۴) مفسر قرآن امام اعظم ابو حنیفہؒ ان آیات سے عدم سماع ہی کا معنی لیتے ہیں۔

(دیکھیں الکوکب الدری صفحہ ۳۱۹)

بعض حوالہ جات بغاوت نمبر 08 کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

تبصرہ:۔

اوکاڑوی صاحب کی کذب بیانی دیکھیے۔ بلا جھجک تمام مفسرین پر سفید جھوٹ

بولتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ تمام مفسرین نے وجہ تشبیہ عدم انتفاع لی ہے۔ کیا اوکاڑوی صاحب کے نزدیک ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ، حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ، حضرت امام اعظم، حضرت گنگوہیؒ وغیرہم مفسرین کی فہرست سے خارج ہیں۔ جو ان آیات سے واضح طور پر عدم سماع لے رہے ہیں۔ اور حضرت گنگوہیؒ تو فرماتے ہیں۔ کہ عدم انتفاع مراد لینا درست ہی نہیں۔ نیز ام المومنین، حضرت ابن عباسؓ، حضرت امام اعظمؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت مفتی عزیز الرحمنؒ، حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریاؒ، "صاحب فاتحہ کا صحیح طریقہ" کے مصنف، "صاحب کشف المغالطات" اور ان کے چالیس مصدقین حضرت احمد یار اوکاڑوی وغیرہم اکابر فرماتے ہیں۔ کہ ان آیات کا معنی یہی ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

جبکہ اوکاڑوی صاحب اڑے ہوئے ہیں کہ ان آیات سے مردوں کا سننا ثابت ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ قرآن کریم حضرات صحابہ سے لے کر حضرت گنگوہی تک اکابر سے زیادہ کون سمجھے ہے یا حاضر اوکاڑوی صاحب نے؟ مجھے اس مقام پر صرف اتنا کہنا تھا کہ یہ حضرات ہاتھی کے دانت رکھتے ہیں۔ جو کھانے کے اور، اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔

دراصل قرآن و سنت سے جان بچانے کے لیے اکابر کا نام استعمال کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اوکاڑوی صاحب کے چیلے ہیں تمام اکابر کے باغی ہیں۔

{بغاوت نمبر 8}

کیا مولانا صفدر صاحب اکابر سے زیادہ سمجھے ہیں؟

توضیح:

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ (الروم آیت ۵۲)

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ

إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ (النمل آیت ۸۰) وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ (فاطر ۲۲)

حضرت سیدہ عائشہؓ نے ان آیات مبارکہ کا ایک ہی معنی بیان کیا ہے کہ کوئی میت بھی اس دنیا کا کلام نہیں سن سکتا۔ ام المومنین کے اس معنی پر دور صحابہ میں کسی صحابی نے اعتراض کیا اور نہ ہی کسی صحابی سے ان آیات کا کوئی دوسرا معنی منقول ہوا ہے۔ تو گویا یہ ایک قسم کا اس معنی عدم سماع پر اجماع صحابہؓ ہے۔ قائلین سماع موتی کے لیے ان آیات کا جواب انتہائی مشکل ہے۔ اس لیے ان حضرات نے کئی قسم کی تاویلات بنا رکھی ہیں۔ جس کا ثبوت خیر القرون سے قطعاً پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ان تاویلات میں سے ایک یہ تاویل یہ کرتے ہیں کہ ان آیات میں سماع نافع اور عدم انتفاع کی نفی ہے۔ سماع کی نفی نہیں۔ جبکہ حضرت گنگوہیؒ نے اس تاویل کو غلط قرار دیتے ہوئے صاف فیصلہ فرمایا ہے کہ ان آیات سے عدم سماع ہی ثابت ہے۔ اور عدم انتفاع کی تاویل قطعاً درست نہیں۔ جیسا کہ تالیفات رشیدیہ اور الکوکب الدری کے حوالہ سے ہم ذکر کر آئے ہیں۔ چونکہ حضرت گنگوہیؒ کا یہ ارشاد مولانا سرفراز کے مسلک اور ان کے دعویٰ پر ایک ضرب کاری تھی۔ اور اس سے ان آیات قرآنیہ سے عدم سماع ثابت ہو رہا تھا۔ اور ان آیات کی خود ساختہ تاویلات (سماع نافع کی نفی ہے یا اسماع کی ہے سماع کی نہیں) وغیرہ کا صریح رد تھا۔ اس لیے مولانا سرفراز صاحب اس سے خاصے پریشان اور برہم ہو کر فرماتے ہیں:۔

"بلاشک حضرت گنگوہیؒ ہمارے صد احترام بزرگ ہیں لیکن استعارہ کی تفسیر و تشریح میں دلائل الاعجاز، تلخیص المفتاح، مختصر المعانی، مطول وغیرہ کی صریح عبارتیں ہی قابل اعتماد ہیں کیونکہ عبد القاہر الجرجانی اور علامہ تفتازانی وغیرہ اکابر اس فن کے امام ہیں اور بات انہی کی چلے گی۔"

(شہاب مبین ص: ۸۰)

تبصرہ:۔

مولانا سرفراز صاحب بلاشبہ علمی طور پر بڑی شخصیت ہیں۔ مگر ان کی طبیعت میں

شدت اور وسعت بھی بے پناہ تھی۔ جب وہ اپنی شدت میں اتر آتے ہیں تو انہیں معاذ اللہ حضرت ... کا بھی لحاظ نہیں رہتا۔ اب مولانا کی حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں حضرت پر ... ملاحظہ فرمائیں۔ اور سوچیں کہ اگر یہ کاروائی اشاعت التوحید والسنہ والوں میں سے کسی نے کی ہوتی تو سارے دیوبندی بادلوں کی طرح گرجتے اور برستے اور ہر طرف سے ایک ہی شور ... کیا تم نے حضرت گنگوہیؒ سے علامہ عبد القاہر جرجانی اور علامہ تفتازانی کی ... کیا تم نے اکابر سے قرآن زیادہ سمجھا ہے؟ اگر حضرت گنگوہیؒ نے غلط فرمایا تو مفتی عزیز الرحمن صاحب جیسے اکابر نے اصلاح کیوں نہیں فرمائی؟ اکابر پر عدم اعتماد صریح گمراہی ہے۔ زندقہ اور الحاد ہے۔ کیا اکابر جاہل تھے؟ معاذ اللہ انہیں استعارہ کی بحث معلوم نہیں تھی؟ انہیں دلائل الاعجاز، تلخیص المفتاح، مختصر المعانی، مطول وغیرہ نہیں آتی تھی اور تمہیں آ گئی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن حضرت گنگوہیؒ وغیرہ اکابر کی غلطی نکالنے والے اور ان کی اصلاح کرنے والے اور ان کی تحقیق کو ٹھکرانے والے چونکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر ہیں اس لیے ان سے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ لیکن یاد رہے حضرت گنگوہیؒ کا یہ فہم قرآن، معاذ اللہ نہیں بلکہ حضرت گنگوہیؒ کے اس فہم قرآنی کی بنیاد سیدہ طاہرہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کا فہم قرآن ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کی اس کو تائید حاصل ہے۔ اس لیے حضرت گنگوہیؒ کی اس تحقیق پر اعتماد کرنے میں ہمیں فخر حاصل ہے۔

ہے روا کو توحق بات گوارا لیکن   شیخ و ملا کو بری لگتی ہے درویش کی بات

{بغاوت نمبر 9}

{ناقص ریکارڈ جھوٹ}

اوکاڑوی صاحب اپنے ان پڑھ حواریوں اور سادہ لوح طلباء کو اندھیرے میں

رکھنے کے لیے آنکھیں بند کر کے بلا جھجک اور ریکارڈ توڑ جھوٹ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

صوفیاء کرام سو فیصد سماع موتیٰ کے قائل ہیں اور فقہاء کرام 98% احناف میں سے شیخ ابن ہمام نے "قسم" کے مسئلہ سے عدم سماع موتیٰ کشید کیا ہے۔ (تجلیات صفدر، جلد ۳ صفحہ ۲۷۹) مواردِ مخصوص کے سماع کا ابن ہمام بھی قائل ہے۔

{خلاصہ تحقیق بغاوت}

اوکاڑوی صاحب کے اس سفید جھوٹ کا خلاصہ تین امور ہیں:۔

☆ صوفیائے کرام 100% سماع کے قائل۔

☆ فقہائے کرام 98% سماع کے قائل۔

☆ احناف میں سے ابن ہمام ہی نے عدم سماع کا قول کیا۔ اور وہ بھی قسم کے مسئلے سے کشید کیا۔

تبصرہ:۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ اوکاڑوی صاحب تمام صوفیاء اور فقہاء کی فہرستیں بھی دے دیتے کہ آج تک کل کتنے صوفیاء اور فقہاء پیدا ہوئے؟ اور کتنے کس کس زمانہ میں سماع کے قائل رہے؟ اور کون کون کس کس زمانہ میں منکر تھے؟ پھر جمع تفریق فرما کر حساب لگاتے تو بات آسان ہو جاتی اور ان کی ریاضی کا بھرم بھی باقی رہتا۔ اوکاڑوی صاحب نے بے سوچے سمجھے جو ہوائی فائر کیا ہے۔ تحقیق اکابر ملاحظہ فرما کر اوکاڑوی بغاوت اور کذب بیانی کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

{تحقیق اکابر}

☆ تمام علماء دیوبند کے استاذ اکبر حضرت مولانا محمد اسحٰق دہلوی فرماتے ہیں:

نزد اکثر حنفیہ سماع موتیٰ ثابت نیست..... (مائۃ مسائل)

☆ شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

هذا عند اكثر مشائخنا هوان الميت لا يسمع عندهم

(حاشیہ شرح نقایہ، جلد ا صفحہ ۱۳۱)

ترجمہ: یعنی ہمارے اکثر مشائخ کے نزدیک مردہ نہیں سنتا۔

☆ علامہ فضل حق سہارنپوری لکھتے ہیں:۔

قال ابن الهمام اكثر من مشائخنا على ان الميت لا يسمع استدلالا بهذه الاية ونحوها. (جمالین علی الحاشیہ جلالین، صفحہ ۳۷۱)

ترجمہ: علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکثر مشائخ کا مسلک یہ ہے کہ بے شک مردے نہیں سنتے اس آیت اور اس کے مثل سے دلیل لیتے ہیں۔

☆ علامہ خیر الدین قونوی حنفی فرماتے ہیں:۔

بے شک عدم سماع پر اتفاق ہے۔ (تفہیم المسائل)

☆ علامہ ابراہیم بلیاوی دیوبندی فرماتے ہیں:۔

{اطلاع ضروری}

اے حضرات! آپ صاحبان کو سمجھنا ضروری ہے کہ بعض حضرات علماء حنفیہ کی طرف سماعت اموات کے مسئلہ کی نسبت یہ ارشاد کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ اس کا مطلب نہیں ہے کہ مذہب حنفیہ میں سماعت اموات کا مسئلہ اختلافی ہے۔ بلکہ حنفی مذہب میں اول و آخر اتفاقی مسئلہ ہے۔ تمام فقہ حنفیہ میں اس مسئلے کو صاف طور پر لکھا ہے۔ بلکہ مراد سماعت موتیٰ کے مسئلہ کے اختلافی ہونے سے یہ ہے کہ مذہب حنفیہ اور مذہب شافعیہ کا باہم اختلاف ہے۔ بعض شافعی مذہب والے سماع اموات کے قائل اور جمہور فقہائے حنفیہ عدم سماعت کے قائل ہیں۔ اور شافعیوں کا حنفیوں سے اختلاف کرنا حنفیوں کو کچھ مضرت نہیں پہنچاتا۔ اگر شافعی اور حنفی کا اختلاف کچھ مضرت پہنچانے والا قرار دیا جائے۔ پھر تو ہزارہا مسائل میں حنفیہ، شافعیہ کا اختلاف ہے۔ ان سارے مسئلوں میں آپ کیا کہیں گے؟ ایمان مسائل کو اختلافی کہہ کر حنفی مذہب کی تقلید چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کر لے، غیر مقلد ہونا پسند کر لیں گے؟ ہرگز نہیں۔ حنفی مذہب کو بالکل اس طرف سے بالکل مطمئن ہو جانا ہے۔ ... اور اعلان عدم سماعت کا حکم جاری کرتا ہے۔ حنفیوں کا جس کو قبول کرنا لازم

ہے۔ ہاں غیر مذہب قبول کرے تو کرے۔ اسے اختیار ہے۔ اب بعض مقدس علماء کی مہریں جو بالتصریح عدم سماعت موتیٰ کو حنفی مذہب فرما کر حنفی مذہب کی اسی عدم سماعت کے قائل ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی ان کی پاک مہریں، ان کے متبرک دستخط آپ کے سامنے بغرض زیارت نقل کیے جاتے ہیں۔ اور یہ مہریں اور دستخط بہت ہی کم عبارت قدر قلیل درج ہوتی ہیں۔ انشاء اللہ العزیز کسی دوسرے موقع پر آپ کو مہروں کی صورت دکھائی جائے گی۔

مواہیر و دستخط حضرات علماء کرام و صوفیائے عظام مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

خلد الله فيوضهم الى يوم القيامة مع عبارات اقوال و بالله التوفيق۔

مسئلہ سماع موتیٰ مختلف فیہا ہے لیکن مذہب امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا اجماع کا عدم سماع موتیٰ ہے۔ بدلیل قوله تعالى إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وقوله تعالى: وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ وقال فى رد المحتار واما الكلام فلان المقصود منه الافهام والموت ينافيه الى ان قال فانه شبه فيهما الكفار بالموتى لافادته بعد اسماعهم وهو فرع سماع الموتى هذا حاصل ما ذكره فى الفتح القدير مذہب امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا عدم سماع اموات ہے اور باعتبار روایت اور درایت کے یہی راجح ہے۔ جیسا کہ حضرت رئیس المحققین مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کی تحقیق سے ثابت ہے حیث قال رحمه الله مذہب احناف قاعدہ مرجح عدم سماع ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔

(مہر حضرت ملک العلماء سلطان الاتقیاء سرتاج فقہاء و محدثین حضرت مولانا محمود حسن صاحب لا زالت ارشاداته الى يوم القيامة باقية (محمود حسن) دستخط مولانا و اولانا حضرت مولوی محمد انور شاہ صاحب فاضل بے بدل علامہ بے مثل سلمہ اللہ (محمد انور شاہ)

مواہیر و دستخط حضرات علماء کرام بزرگان عظام مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

الجواب صحیح (عبد الوحید عفی عنہ) دستخط حضرت سلطان المناظرین افضل الفقہاء و المحدثین نائب سید المرسلین حضرت مولوی خلیل احمد ادام اللہ فیوضهم الصمد (خلیل احمد) دستخط مولوی مفتی مولانا محمد یحییٰ صاحب خلف الصدق حضرت مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی قدس سرہ العزیز

(محمد یحییٰ) صح الجواب (عبد اللطیف عفی عنہ)۔ الجواب صحیح دستخط مولانا مولوی عبد الخلیل صاحب مدرس سہارنپور، صحیح الجواب (محمد الیاس) مدرس مدرسہ سہارنپور (بعد میں جمعیت کے بانی ہوئے) دستخط مولانا مولوی (ثابت علی) صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور، دستخط مولانا مولوی (ظفر احمد) صاحب تھانوی، دستخط مولانا مولوی (عنایت اللہ) صاحب مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

مواہیر و دستخط حضرات علماء کرام امروہہ ضلع مراد آباد۔

عبارت حضرت عمدۃ الخلف بقیۃ السلف عالم اکمل فاضل اجل (سید احمد حسن) صاحب امروہی شاگرد رشید حضرت سلطان العلماء عالی جناب مولانا و اولٰنا محمد قاسم قدس سرہ اللہ العزیز المحقق الاکمل المحدث والفقیہ والفاضل الشہیر شیخ الوقت مولانا رشید احمد اسکنہ اللہ جنۃ ثواب الرحمۃ صواب الجواب بالقول وھو الاوفق بالمذھب والالیق بالافتاء یعنی جو کچھ عدم سماعت اموات کے متعلق حضرت مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد نے تحریر فرمایا ہے اور عدم سماعت اموات مذہب امام اعظم ارشاد کیا ہے یہی قول اور یہی مذہب قبول کرنے کے لائق اور قول عدم سماعت اموات کا فتویٰ دینے کے قابل ہے۔ میر حضرت مولانا مولوی سید (احمد حسن) امروہی حسینی صابری چشتی نقشبندی المجددی۔ صح الجواب بلا ارتیاب (محمد عبد العزیز) مدرس مدرسہ عالیہ امروہہ، الجواب حق والحق احق بالاتباع (رضا حسن) مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ۔ الجواب صحیح (محمد امین) مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ۔

مواہیر و دستخط علماء بریلی۔

قد صح ما اجاب شیخ المحدثین المولانا رشید احمد صاحب (محمد یسین) مہتمم مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی، میرے نزدیک عدم سماعت کا قول معتمد اور محتاط اور قابل تعامل ہے (محمد بشارت علی) مدرس مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی۔ واقعی جو جواب حضرت مولانا گنگوہیؒ نے تحریر فرمایا واجب التسلیم ہے اور اکثر محققین بھی اسی طرف گئے ہیں اور حضرت مولانا مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ (عبد الکریم) مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی۔ الجواب صحیح (حمید الدین) الجواب صحیح (سجاول خان بریلوی)۔ الجواب صحیح (عبد العزیز خان)۔ الجواب صحیح (عبد اللہ عفی عنہ) اور یہ جمہور حنفیہ کرام کے نزدیک سماع موتیٰ ثابت نہیں

ہے۔ (محمود عفی عنہ)

مواہیر و دستخط علماء گلاوٹھی ضلع بلند شہر۔

بمذہب امام اعظم امام الائمہ امام ابو حنیفہؒ سماع موتیٰ ثابت نہیں۔ راقم (غلام نبی عفی عنہ)۔ مدرس مدرسہ اسلامیہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر۔ الجواب صحیح (محی الدین احمد عفی عنہ) مہتمم و مدرس مدرسہ اسلامیہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر۔ دستخط عالم اکمل فاضل اجل جامع معقول و منقول مولانا مولوی (ماجد علی) صاحب مدرس مدرسہ قصبہ جونپور زالت شمس افادتہ علینا الی یوم القیامۃ۔

مواہیر و دستخط علماء شہر میرٹھ۔

ما رقمہ المجیب اللبیب فھو انسب واصوب واللہ تعالیٰ اعلم۔ (محمد اسحاق عفی عنہ) مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ شہر میرٹھ۔

مواہیر ضلع سورت۔

محمد اسحٰق ناظم از مدرسہ تعلیم الدین واقع سورت۔ بندہ (محمد احمد عفی عنہ) خادم اہل ولن (احمد حسن) مہتمم مدرسہ تعلیم الدین احمد۔

مواہیر و دستخط علماء تھانہ بھون ضلع مظفر نگر۔

دستخط فاضل اجل عالم باعمل مولانا مولوی شاہ (اشرف علی) صاحب تھانوی لازالت انوار شمسہ طالعۃ علینا الی یوم القیامۃ۔

مواہیر و دستخط حضرات علماء دہلی۔

ما اجاب بہ خاتم المحققین سند المحدثین مولانا رشید احمد المحدث قدس سرہ ھو الاوفق بمذھب الحنفیہ و الراجح بحسب الدلیل واللہ اعلم کتبہ العبد المسکین (محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ) مدرس مدرسہ الامینیہ واقع دہلی۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا جواب بہت درست ہے۔ (محمد قاسم عفی عنہ) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی واقع سنہری مسجد۔ الجواب صحیح (عبد اللہ) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح (اکرام حسین عفی عنہ) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح (عبد الغنی عفی عنہ) الجواب صواب بلا ریب (ضیاء الحق عفی عنہ) مدرسہ امینیہ دہلی عدم

سماعت موتیٰ کو ترجیح ہے (محمد عبد الغفور دہلوی)۔ ما قال ملک العلماء سلطان المفسرین راس المحدثین مولانا رشید احمد گنگوہی طاب اللہ ثراہ ھو الراجح و ھو مذھب الامام رحمہ اللہ تعالیٰ اجمعین (بندہ احمد سعید عفا اللہ عنہ) واعظ دہلوی۔ الجواب صحیح بندہ (محمد عبد الحق عفا اللہ عنہ) نگینوی مقیم مسجد اونچی محلہ تیلی واڑہ۔ ما حکم و اجاب بہ راس المحدثین و العلماء و المفسرین مولانا رشید احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد ھو الحق بمذھب الحنفیہ والحق احق بالاتباع ان الحق یعلو ولا یعلی حررہ العبد الراجی الی رحمۃ ربہ المنان۔ (محمد حبیب الرحمن عفی عنہ) دہلی۔ الجواب صواب (محمد میاں) مدرس مدرسہ دہلی۔ فاضل مجیب نے جس قید کے ساتھ مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب کے رسالہ کا جواب دیا نہایت صحیح ہے۔ (عبد السلام دہلوی)

(کشف المغالطات ص ۱۶۵ تا ۱۶۸)

فائدہ:

مذہب حنفیہ میں سماع موتیٰ ثابت نہیں۔

(کشف المغالطات ص: ۱۶)

☆ شارح ہدایہ علامہ امیر علی ملیح آبادیؒ صاحب مواہب الرحمن فرماتے ہیں:۔

امام ابو حنیفہؒ، صاحبینؒ تمام فقہاء حنفیہ اور جماعت علماء کا یہی قول ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

(تفسیر مواہب الرحمن: ج: ۷، ص: ۸۰، ۸۱)

☆ اسی طرح ملاحظہ فرمائیں، جامع صغیر: ص: ۷۳، مصنفہ امام محمدؒ، جامع کبیر: ص: ۷۳، ملتقی الحقائق شرح کنز الدقائق، کافی شرح وافی، عمدۃ القاری ص: ۵، ۲۲۵، ج: ۲، فتح القدیر: ص: ۶۹، ج: ۱، کفایہ: ص: ۴۴۲، ج: ۲، عنایہ بر ہدایہ، عینی بر کنز، مجمع الانہر، البحر الرائق، مراقی الفلاح، طحطاوی، شامی، نظم الدلائل، ہدایہ، اصول الشاشی، کشف الحقائق، ابو داؤد وغیرہ۔

☆ حضرت مولانا محمد احسن نانوتویؒ اور حضرت مولانا خرم علی صاحب دیوبندیؒ دونوں بزرگ فرماتے ہیں:۔

بالجملہ ہم لوگ اہل تقلید تک پایہ اجتہاد کا نہیں رکھتے پھر جن فقہاء کے ہم مقلد ہیں جب ان کے نصوص سے ثابت ہوا کہ میت کو فہم اور سماع نہیں تو اس میں زیادہ غور اور تفتیش کرنا بے موقع ہے۔

(فتاویٰ اولاد، ص: ۲۲۵، ج: ۲)

☆ مفتی اول دیوبند مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

یہ مسئلہ عیاں ہے کہ قرآن شریف میں سماع موتیٰ کا انکار کیا گیا ہے لہٰذا احادیث شریف میں تاویل کرنا مناسب ہے (فتاویٰ دار العلوم دیوبند) نیز مفتی عزیز الرحمن صاحب ہی فرماتے ہیں:۔ سماع موتیٰ ثابت نہیں بلکہ عدم سماع میت پر نص قطعی وارد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ما انت بمسمع من فی القبور۔ انک لا تسمع الموتیٰ

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۹۶، ج: ۱۴)

☆ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں:۔

آیت انک لا تسمع الموتیٰ قطعی عام اور احادیث سماع ظنی اخبار احاد سے تخصیص کس طرح درست ہو سکتی ہے ..... آخر میں فرماتے ہیں۔ سو مسلک حضرت عائشہ صدیقہؓ حنفی طریقہ امام ابو حنیفہؒ کے یہ ہے کہ آیت قطعی کو اپنی حالت پر رکھ کر اور معنی حقیقی پر محمول کر کے کاملاً موضوع لہ ہے کہ حدیث میں "کہ شرح قرآن ہے" تاویل مناسب ہے جب تک قطع معنی حدیث پر حاصل نہ ہو جاوے چنانچہ اصول میں مبرہن ہے۔ (تالیفات رشیدیہ)

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں:۔

اصل تو یہی ہے کہ اموات کا مستقل سننا ثابت نہیں انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء یہ آیت قرآنی اس بارے میں نص ہے اور اسی وجہ سے حنفیہ بھی قبور پر جا کر ان سے طلب کو ناجائز کہتے ہیں ..... اس کے علاوہ کسی جگہ کوئی خاص واقعہ کے

منع تھا جنت میں جانے تو وہ خرق عادت، کرامت پر محمول ہوگا جس کو حجت یا سبب بنا کر عام نہیں کیا جا سکتا۔

(سماع موتی پر اشکالات اور ان کے جوابات ص: ۱۱۳)

☆ علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

فان قیل قد ثبت السمع فی حدیث بدر للکفار قال رسول اللہ ﷺ وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا فقال عمر یا رسول اللہ ﷺ انک تنادی اجسادا لا ارواح لها فقال ما انتم باسمع لما اقول منهم

قلنا یجوز ان یکون ذالک من خواصه ﷺ لعلیه بنور النبوة بانهم یسمعون

وقد انکرت عائشة هذا الحدیث بقوله تعالیٰ ما انت بمسمع من فی القبور وقیل کان ذالک معجزة له علیه الصلوة و السلام وقیل المقصود بذالک وعظ الاحیاء لا افهام الموتیٰ و الخطاب لهم وقیل مخصوص لهم تضعیفا للحسرة کذا فی فتح القدیر والکافی و المستخلص والعینی شرح کنز والکفایه فی باب الیمین فی الضرب والقتل ونحو ذالک ومن اراد ذالک فلیطالعها۔

ترجمہ:۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مردوں کا سننا تو اس حدیث سے ثابت ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے کفار بدر کے متعلق فرمایا تھا۔ ان سے خطاب کرتے ہوئے کہ تمہارے ساتھ جو وعدہ ہمارے رب نے کیا تھا (آنحضرت) فرمایا تھا ہم نے اس کو برحق پایا اور وعدہ تم سے کیا ہمارے رب نے تمہارے ساتھ جو اس نے (رسوا کرنے اور شکست دینے اور عذاب میں جمع کرنے کا) وعدہ کیا تھا اس کو تم نے سچا پایا؟ تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضرت آپ ایسے جسموں سے خطاب فرماتے ہیں جن میں ارواح نہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے وہ بات جو میں کہتا ہوں۔

جواب:۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں

سے ہو۔ عام مردوں کے بارہ میں قانون نہیں۔ جیسے حضور ﷺ نے نور نبوت (وحی و الہام) سے یہ بات معلوم کرلی تھی کہ یہ جواب دیں گے اس بات کا جو میں ان سے کہوں گا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا معارضہ بھی ثابت ہے جو اس حدیث کے مقابلہ میں انہوں نے پیش کیا قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں۔

ایک جواب یہ بھی دیا گیا کہ ان کفار کو سنانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ تھا۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ اس کلام سے مراد زندوں کو وعظ و نصیحت کرنا مقصود تھا۔ نہ کہ مردوں کو خطاب کرنا اور افہام و تفہیم۔

بعض نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ کلام صرف ان کفار بدر کے لئے خاص تھا۔ صرف ان کے لئے حسرت کو زیادہ کرنے کے لئے۔ عام مردوں کے لئے یہ حکم نہیں۔ فتح القدیر، کافی، مستخلص، عینی شرح کنز اور کفایہ میں یہ مسئلہ اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ اور یہ مسئلہ باب الیمین فی الضرب القتل وغیرہ میں لکھا ہوا ہے۔ جو چاہے ان کتب کا مطالعہ کرے۔

(دلیل المشرکین صفحہ ۸۷-۸۸)

☆ مفتی دارالعلوم دیوبند مولانا محمود الحسن گنگوہی فرماتے ہیں:۔

ارشاد فرمایا کہ مردوں کے سلسلے میں تین چیزیں ہیں۔ استماع، اسماع، سماع۔ اول یعنی استماع مردوں کا کان لگانا اور باختیار خود کسی بات کو سننا یہ منتفی ہے۔ ثانی یعنی اسماع سنا دینا اور باختیار خود مردوں کے کانوں تک کسی بات کا پہنچا دینا یہ بھی منتفی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے انک لا تسمع الموتیٰ اور وما انت بمسمع من فی القبور۔ سماع یعنی مردوں کے کانوں تک کسی بات کا پہنچنا اور ان کا اس کو سن لینا یہ حق تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔

(ملفوظات ص: ۳۶)

☆ فاتحہ کا صحیح طریقہ" شائع کردہ دیوبند یوپی انڈیا" میں ایک سوال اور اس کا جواب ہم نقل کرتے ہیں:۔

سوال:۔ بعض علماء اپنے کتب و رسائل میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کا چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کے مختلف اعضاء کو پہاڑوں پر رکھ کر بلاتے ہی پرندوں کا باترتیب زندہ ہو

کر ان کے پاس آ جانا اور حضور ﷺ کا جنگ بدر کے مقتولین کفار سے کچھ فرمانا اور شب معراج میں حضرت موسیٰ کا حضور انور ﷺ سے ملاقات کر کے پچاس رکعت نمازوں میں کمی کرانا وغیرہ آیات اور احادیث و قصہ سے ثابت ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مردے زندہ ہیں۔ زندوں کی آواز سنتے سمجھتے ہیں۔ دیکھتے بات کرتے۔ چلتے پھرتے ہیں اور زندوں کی مدد کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے مردوں سے مدد مانگنا غلط نہیں۔ بلکہ یقین کے ساتھ مردوں سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ مردے ضرور ہماری مدد کرتے ہیں۔ وغیرہ کیا یہ استدلال صحیح ہے؟ کیا مردے ہماری آواز سنتے ہیں؟ کیا مردے ہماری مدد کرتے ہیں؟ عام فہم و تفصیلی جواب دیجئے۔

الجواب:۔ جن کتب و رسائل میں مردوں کے لئے ہماری آواز سننے اور مدد کرنے کے جواز کی تحریر موجود ہوتی ہے۔ اس میں جہالت سے زیادہ کذب و افتراء کا ثبوت ہوتا ہے۔ ایسے علماء کی عقل اور قرآن فہمی کی تعریف جتنی بھی کی جائے کم ہے۔ سماع موتیٰ و امداد موتیٰ میں جو شخص قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ ان میں سے ایک سے بھی صراحۃً تو کیا اشارۃً بھی مردے سننے اور مدد کرنے کی تائید نہیں ہوتی۔ بلکہ دیگر آیات قرآنی سے ان کی مخالفت ہی ہوتی ہے۔ اس قسم کی تفسیر بالکل تفسیر بالرائے ہے۔ جس کے متعلق سخت وعید آئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ حضرت ابراہیم کے سکون قلبی کے لیے پرندے زندہ کرانے اور دوڑے چلے آنے کا واقعہ اس کی قدرت کاملہ کی بین دلیل ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ کے ختم پر ارشاد ہے۔ واعلم ان اللہ عزیز حکیم (پ ۳ ع ۳) یعنی اے ابراہیم یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں۔ اور حکمت والے ہیں۔ اس آیت سے یہ بات کہاں ثابت ہے کہ زندہ باختیار خود میت کو سنا سکتا ہے۔ اور میت سننے پر قادر ہے۔ جیسا کہ وہ حیات دنیوی میں تھی۔ بلکہ ایسا عقیدہ خلاف شرع باطل ہے۔

اب جو لوگ استدلال کرتے ہیں کہ مردے دیکھتے سنتے ہیں۔ ورنہ مذبوحہ پرندے کیسے دوڑے چلے آتے۔ لہٰذا مردے لازماً سنتے ہیں۔

اگر یہی بات ہے تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ سننے دیکھنے اور بولنے کی صلاحیت صرف

کانوں اور آنکھوں ہی میں نہیں۔ بلکہ ہر عضو میں موجود ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن ہر عضو اپنے عمل کی گواہی دے گا۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ پتھروں میں بھی زبان ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی تھی۔ اسی طرح حضرت عزیرؑ کے قرآنی واقعہ پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کے اطمینان قلب کے لیے ایک سو برس اس کو مردہ رکھ کر پھر زندہ اٹھا کر پوچھا کہ تو کتنی مدت مردے کی حالت میں تھا؟ اس نے جواب دیا ایک دن یا اس سے کم رہا ہوں گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں تو تو ایک سو سال تک مردہ تھا۔ اپنے کھانے پینے کی چیزوں پر نظر کر وہ سڑی نہیں۔ اور اپنے گدھے کو دیکھ جو بوسیدہ ہو گیا ہے۔ (البقرہ) اس واقعہ سے خوب ظاہر ہے کہ مرنے والے کو اپنی موت کی خبر نہیں رہی اور اس سو برس کے عرصہ میں جو حالات دنیا میں گزرے اس کی واقفیت نہیں۔ مثلاً بادل کی گرج بجلی کی کڑک۔ بارش کا برسنا، آندھیوں کا چلنا وغیرہ مردے کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ اسی طرح قرآنی قصہ اصحاب کہف پر بھی غور کر سکتے ہیں۔ کہ کتنے برس وہ مردوں کی طرح سو گئے تھے۔ ان کو دنیا کے حالات سے کچھ بھی خبر نہ تھی۔ پھر مردے کیسے سنتے اور مدد کر سکتے ہیں۔ ایسا عقیدہ فاسدہ باطل ہے۔ اس کے متعلق نمونۂ چند قرآنی آیات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ اللہ تعالیٰ سورۂ نمل میں اپنے حبیب سے فرماتے ہیں کہ

انک لا تسمع الموتیٰ اے محمد ﷺ تم مردوں کو سنا نہیں سکتے۔

☆ اللہ جل شانہ سورۂ فاطر میں فرماتے ہیں:۔

وما انت بمسمع من فی القبور اے محمد ﷺ تم ان لوگوں کو سنا نہیں سکتے جو قبروں میں ہیں۔ تم تو صرف نیکوں کو جنت کی خوش خبری دینے والے اور بدوں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والے ہو۔

☆ سورۂ فاطر کے رکوع ۳ میں ارشاد ہے:۔

زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے۔ یعنی زندہ قریب کی آواز سن لیتا ہے اور مردے نہیں سن سکتے۔

☆ اور اللہ تعالیٰ سورۂ مومن میں فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا دوسروں کو

پھر یہ بالکل محسوس ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ پہلی اور دوسری آیتیں آنحضرت ﷺ اور جنگ بدر کے مقتولین کفار کی طرف مخاطب ہو کر جو حاضر مردوں کو سنانے کی نفی ہے میں وارد ہوئی ہیں۔ قدرت کا قانون عام۔ خدا کا ارشاد ہے کہ مردے سے زندوں کی آواز نہیں سنتے۔ بعض لوگ ان دونوں آیتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ جیتے جاگتے مردوں کے بارے میں نہیں ہیں۔ بلکہ کافر (دونوں) سے متعلق ہیں۔ یہ محض ان کی کم فہمی اور ناسمجھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضور ﷺ کی باتیں مقتولین بدر کو سنادیں تو یہ دیگر معجزات کی طرح یہ بھی ایک معجزہ تھا۔ اس سے مردے کے سننے کی سند نہیں ہوتی۔ یہ کہ خلاف عادت معجزے قدرت کے قانون عام کو نہیں بدل سکتے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم کا آتش نمرود سے بچ سلامت نکل آنا اس قانون قدرت کو نہیں بدلتا کہ آگ جلانے والی ہے۔ یا جس طرح کہ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اس قانون قدرت کو نہیں بدلتا کہ پیدائش کے لیے باپ کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح بعض مردوں تک اپنی بات پہنچا دینا حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہوا۔ جو اللہ تعالیٰ کے قانون کو بدلنے والا نہیں...... جس طرح اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو بغیر ماں باپ کے، اور حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے۔ درخت اور کنکریوں کو زبان و آواز عطا فرما سکتا ہے۔ اسی طرح جب چاہے کسی زندہ کا کلام مردے کو سنا سکتا ہے۔ البتہ

قانون عام یہی ہے کہ مردے نہیں سن سکتے اور دنیا کے سب سے افضل اور برتر انسان حضرت محمد ﷺ کے لئے قانون عام یہی ہے وہی اس آیت۔ بالا کے مخاطب ہیں۔

(فاتحہ کا صحیح طریقہ ص:۱۱۰)

☆ اس کے بعد جناب فتح المذاہب کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔
کہ حضرت امام اعظمؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مرحوم بزرگوں سے دعا کرنے کے لئے ان کی قبروں پر جا کر مُردوں سے عرض کرتا کہ تا بیزار ہو گیا اور ان کی بے التفاتی کا گلہ بھی ان ہی سے کرنے لگا کہ کس لئے میری مدد نہیں کرتے کہ میں مہینوں سے تمہارے پاس آتا ہوں اور تم سے طالب ہوں میرا سوال اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں اپنے متعلق تم

سے دعا کروا دیا جانوں کیا تم میری اس حالت سے واقف ہو یا غافل؟ (کم و بیش وہ انہیں سے دعا کرواتا یا تھا کہ تو میری ربانی کا شکر یک نہیں سمجھ، بلکہ صرف ان کا اپنے لئے دعا کرنا چاہتا) امام صاحبؒ نے اس کی گفتگو کو ملاحظہ فرمایا کیا تمہارا ان اہل قبور نے جواب دیا؟ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپؒ نے فرمایا تمہارا دوری ہو۔ تیرا مقصد بھی پورا نہ ہوا کیسے ان جسموں سے کلام کرتا ہے جو آواز سن سکتے ہیں نہ جواب دینے اور مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ وہ کسی شئی کے مالک ہیں، پھر بطور دلیل قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی، وما انت بمسمع من فی القبور، اور نہیں ہو تم سنانے والے ان لوگوں کو جو قبر میں جا چکے۔ اس کے باوجود بھی جو حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ ہر مردہ یا بعض (نیک مردے) یعنی مرحوم بزرگان دین ہماری ہر بات سن لیتے ہیں تو یہ کھلی قرآن کی تردید و تکذیب ہے۔۔۔۔ الخ

(فاتحہ کا صحیح طریقہ ص:۱۱۰،۱۱۱)

فائدہ:۔
"فاتحہ کا صحیح طریقہ" رسالہ کی مندرجہ ذیل اکابر نے تصدیقات فرمائی ہیں:۔
(۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ۔ (۲) مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (۳) مفتی محمد شفیع صاحبؒ (۴) قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (۵) مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (۶) مولانا مفتی مہدی حسن صاحبؒ (۷) مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب (۸) ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند مولانا عبد الغفور صاحبؒ (۹) مولانا مفتی حاجی محمد حبیب اللہ صاحب گورنمنٹ سرقاضی۔ مدراس۔ (۱۰) جامع شریعت و طریقت جناب مولانا حاجی سید قادر علی بادشاہ صاحب آستانہ کشمیری کڑپہ۔ (۱۱) افضل العلماء مولانا الحاج سید عبد الوہاب صاحب ایم اے ایل ٹی۔ پرنسپل نیو کالج مدراس۔ (۱۲) مولانا مولوی شیخ آدم صاحب مفتی مدرسہ باقیات صالحات ویلور (۱۳) مولانا الحاج حافظ ابو السعود احمد صاحب مہتمم دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور۔ (۱۴) عمدۃ العلماء حضرت مولانا مولوی مفتی حاجی عبد المجید خان صاحب نگکوری (۱۵) مولانا مولوی سید سلطان محی الدین صاحب بمبئی مدیر ہفتہ وار اخبار امام مدراس (۱۶) حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب مدنی (۱۷) مولانا نثار احمد صاحب دارالعلوم پیام

حدیث (فاضل دیوبند) (۱۸) حضرت خواجہ محمد بشیر احمد صاحب پیام حدیث (العمری شیخ الحدیث) سبیلؒ (۱۹) مولانا حاجی محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنگلوری (۲۰) مولانا مولوی مرزا ارادہ بیگ صاحب کامل (مدرسہ مظاہر حیدرآباد دکن) (۲۱) مولانا مولوی حسنی ابو الحسن محمد مجیب الرحمن صاحب باقوی ندوی (۲۲) مولانا مولوی و حافظ عبد السلام صاحب فاروقی مہتمم (۲۳) حاجی سید عبد الستار صاحب مدرسہ انوار الاسلام کولار (۲۴) مولانا مولوی عامر عثمانی صاحب مدیر ماہنامہ "تجلی" دیوبند (۲۵) مولانا مولوی ابو النصر ذاکر حسن صاحب عبیدی مظاہری مفسر قرآن بنگلور، (۲۶) مولانا مولوی عبد المتین صاحب مظاہری مدرس مدرسہ الشریفیہ بنگلور (۲۷) مولانا مولوی ابو صالح محمد عبد الجلیل صاحب خطیب لال مسجد و مدیر ہفت روزہ "روشنی" بنگلور (۲۸) مولانا مولوی قاضی احمد صاحب قاسمی خطیب جامع مسجد بنگلور (۲۹) مولانا مولوی محمد حسن صاحب بانی و مہتمم مدرسہ الشریفیہ بنگلور (۳۰) مولانا مولوی محمد عبید اللہ صاحب بانی عمری مدرسہ محمدیہ بنگلور (۳۱) مولانا مولوی حافظ محمد ظہور عالم صاحب ...... (۳۲) مولانا مولوی حافظ عبد الحفیظ صاحب بھوپال (۳۳) مولانا مولوی سید ابو الفیض شہاب الدین قادری سہروردی سرپرست ماہنامہ "ذکر" بنگلور (۳۴) مولانا مولوی ارشاد احمد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند (۳۵) واعظ خوش بیان جناب قاری سید ودود علی صاحب ندوی لکھنوی (۳۶) مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب فیضی خطیب مسجد ابراہیم شاہ گنبد پیٹ بنگلور (۳۷) مولانا مولوی محمد عثمان صاحب کامل نظامیہ (فاضل دیوبند) نائب شیخ التفسیر جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن۔ (۳۸) مولانا مولوی ابو تمیم محمدی صاحب صدر ادارہ اہل حدیث حیدرآباد دکن (۳۹) مولانا مولوی فضل اللہ صاحب سابق پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (۴۰) مولانا مولوی محبوب الحسن صاحب (کامل شعبہ حدیث) سابق لیکچرار اورنگ آباد کالج حیدرآباد دکن (۴۱) مولانا ابو المعارف محمد یوسف علی صاحب ناظم جتوروی (۴۲) مولوی سید احتشام الدین صاحب ہاشمی خلف مولانا میر امام الدین صاحب خلیفہ حضرت تھانوی بلک فرخ نگر (۴۳) مولانا مولوی ضمیر الدین صاحب موتی رام باغ (۴۴) مولانا حکیم الدین صاحب سابق مشیر آباد (۴۵) حافظ مولوی احمد اللہ صاحب بنگلور سابق مدرس مظاہر العلوم سہارنپور۔

واہ سبحان اللہ!!
شان حق کی شان تو دیکھئے کہ تمام اکابر جمہور فقہائے کرام کو امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کو سماع موتی کا منکر بتلا رہے ہیں۔ اور ان کا استدلال قرآنی آیات جات ذکر فرما رہے ہیں۔ اور یہ جناب "حیات سماع موتی" کو احناف کا متفق علیہ مذہب قرار دے رہے ہیں۔ اور یہ اوکاڑوی صاحب ہیں کہ 100% اور 98% کے چکر چلا کر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ یقین جانئے 100 اور 98 تو دور کی بات اوکاڑوی حقیقت یہ کہ "اوراک وشعور و سماع میں مردے اور زندہ برابر ہیں" (سماع الموتی صفحہ ۲۱) کا قائل 01% بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اوکاڑوی صاحب کی خدمت میں اس صریح جھوٹ کے صلہ میں ایک ہی شعر بطور ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

ختم کسی کو تجھ سے کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا
اگرچہ ہو چکے ہیں تجھ سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

{تمام امت کی تکفیر}

☆ اتحادی پیر و مرشد اللہ یار چکڑالوی لکھتے ہیں:۔
دوسری بات جو قابل غور ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ تم کہتے ہو قرآن میں سماع موتی کی نفی وارد ہے، رسول کریم ﷺ کی احادیث کثیرہ جو حد تواتر کو پہنچی ہیں ان سے سماع موتی کا اثبات ظاہر ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن جس پر نازل ہوا اس نے تو سمجھا ہی نہیں، البتہ دارالحق کے مصنف اور ان کا مختصر ٹولہ قرآن فہمی میں رسول اللہ ﷺ سے بھی بازی لے گیا۔ قرآن و حدیث میں اتنا تعارض بلکہ اتنا واضح تضاد ان حضرات نے ہی ڈھونڈ نکالا ہے۔

(حیات برزخیہ ص:۱۶۱)

☆ نیز چکڑالوی موصوف لکھتے ہیں:۔
اہل السنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ میت سنتا ہے خواہ کسی بھی حالت میں ہو خارجی اور معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ میت نہیں سنتا یعنی عدم سماع کے قائل ہیں۔

(حیات برزخیہ ص:۱۶۳)

☆ اللہ یار خان چکڑالوی لکھتے ہیں:۔

سماع موتی کی احادیث متواتر ہیں۔ (ص:۲۲۶)

☆ نیز لکھتے ہیں:۔

قرآن کا منکر وہ ہوتا ہے اگر تو اتر سے ثابت ہے تو اس کا منکر کافر ہے۔ (ص:۱۶۵)

☆ نیز فرماتے ہیں:۔

سماع موتی اور تمام مردوں کے سننے کا استدلال قرآن حکیم سے کیا گیا ہے اور احادیث ان آیات کی شرح و تفسیر ہیں، پھر بھی کوئی شخص اس حقیقت کا انکار کرتا ہے تو وہ منکر حدیث ہے، منکر قرآن ہے۔ (ص:۱۷۱)

☆ نیز فرماتے ہیں:۔

معلوم ہوا کہ معتزلہ کا فرقہ پتھروں کے سننے اور کلام کرنے کا منکر ہے، اگر اہل السنت والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ جمادات سنتے ہیں۔ (ص:۱۵۳)

تبصرہ:۔

چکڑالوی خرافات ملاحظہ فرمائیں، چکڑالوی صاحب کے نزدیک سماع موتی کا منکر خارجی، معتزلی اور کافر ہے، جبکہ آپ حضرات نے اکابرین کی تحقیق بھی ملاحظہ فرمائی۔ اب خود ہی امانت و دیانت سے فیصلہ کیجئے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سمیت اکابر اہل السنت سماع موتی کا انکار کرتے ہیں۔۔

تو چکڑالوی کی تکفیری مشین کا نشانہ کون کون بنے گا۔۔۔۔؟

{بغاوت نمبر 10 تحقیق جدید}

ایک اہم وضاحت:۔

قرآن وسنت کی نصوص کی روشنی میں اکابرین امت کا یہ نظریہ ہے کہ شہید کی روح کا مستقر جنت ہے۔ موت کے فوراً بعد شہید کی روح کو جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ

حیاتی گروہ کے نزدیک ہر ایک مرنے والے کی روح دفن کے بعد بدن عنصری میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اتحادی گروہ کا اختلاف ہے۔ کہ ہر ایک کی روح پھر بدن میں رہ جاتی ہے۔ یا دوبارہ نکل جاتی ہے۔ حضرات اکابر ارواح شہداء کے جنت میں ہونے پر متعدد نصوص سے استدلال کرتے ہیں۔ جن میں ایک آیت قیل ادخل الجنۃ بھی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حبیب نجار کو قوم نے شہید کر دیا۔ اس کا بدن ان کے قدموں کے نیچے تھا (کما قال ابن مسعود وغیرہ)۔ اور اس کی روح کو یہ حکم ہوا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ مزید تفصیل کے لیے، راقم کی تالیف "المسلک المنصور" ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مفہوم چونکہ اوکاڑوی صاحب کے نظریہ کے خلاف تھا۔ اس لیے اوکاڑوی صاحب نے جدید تحقیق دریافت کی ہے۔

اوکاڑوی جدید تحقیق:

حضرت اوکاڑوی نے فرمایا کہ ایک مماتی کہنے لگا کہ قیل ادخل الجنۃ کا مطلب ہے کہ وہ جنت میں جا چکا ہے، پہلے تو میں نے اس سے کہا ہاں جا چکے ہیں، کیونکہ ونفخ فی الصور، صور بھی پھونکا جا چکا ہے، اب وہ یہاں تاویل کرنے بیٹھا یہاں ماضی اس لئے لائی گئی ہے کہ بعض اوقات جو بات آئندہ زمانے میں ہونی ہو اور یقینی ہو اس کو ماضی کے صیغے سے تعبیر کر لیتے ہیں گویا ہو چکی ہے۔ حضرت نے کہا پھر یہاں بھی وہی معنی لے لو۔ قیل ادخل الجنۃ دونوں مطلب ہو سکتے ہیں کہ جنت سے مراد اس کی قبر بھی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا یہ بات قیامت کے دن اس کو کہی جائے گی۔۔

(تسکین الاذکیاء (مجموعہ افادات حضرت اوکاڑوی) ص:۲۰۰)

{خلاصہ تحقیق اوکاڑوی}

اوکاڑوی صاحب کے فرمان عالی شان سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک یا تو قیل نفخ کی طرح ہے۔ یعنی قیامت کے بعد اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یا

قیل ادخل الجنۃ کا معنی ان کے نزدیک "قبر میں داخل ہو جا" ہے۔

{تحقیق اکابر}

☆ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:۔

قوم نے اس کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالا۔ ادھر شہادت واقع ہوئی ادھر سے حکم ہوا کہ فوراً جنت میں داخل ہو جا، جیسا کہ ارواح شہداء کی نسبت احادیث سے ثابت ہے کہ وہ قبل از حشر جنت میں داخل ہوتی ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص:۵۸۹)

☆ حضرت مرشد تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

اس کو پتھروں سے یا آگ میں ڈال کر یا گلا گھونٹ کر شہید کر ڈالا۔ بجرم شہادت ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو۔ (بیان القرآن)

☆ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ فرماتے ہیں:۔

شہود سے مراد حضور کے معنے لیے جائیں تو یشھدہ کی ضمیر کتاب کی بجائے علیین کی طرف راجع ہوگی اور معنی آیت کے یہ ہو گئے کہ مقربین بارگاہ کی ارواح اس مقام علیین میں حاضر ہونگی کیونکہ یہی مقام ان کی ارواح کا مستقر بنایا گیا ہے، جس طرح سجین کفار کی ارواح کا مستقر ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء کی ارواح اللہ تعالیٰ کے نزدیک سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہونگی جو جنت کے باغات اور نہروں کی سیر کرتی ہونگی اور ان کے رہنے کی جگہ قندیل ہونگی جو عرش کے نیچے معلق ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کی ارواح تحت العرش رہیں گے اور جنت کی سیر کر سکیں گی اور سورۃ یٰسین میں جو حبیب نجار کے واقعہ میں آیا ہے قیل ادخل الجنۃ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حبیب نجار موت کے ساتھ ہی جنت میں داخل ہو گئے اور بعض روایات حدیث سے بھی ارواح مومنین کا جنت میں ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ان سب کا حاصل ایک ہی ہے کہ مستقر ان ارواح کا ساتویں آسمان پر تحت العرش ہے اور یہی مقام جنت کا بھی ہے ان ارواح کو جنت کی سیر کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

(معارف القرآن)

مزید تفصیل بندہ کی تالیف "المسلک المنصور" (شائع کردہ مکتبہ حنیفیہ اٹک) میں ملاحظہ فرمائیں۔

تبصرہ:۔

اوکاڑوی تحقیق یا تحریف ملاحظہ فرما کر آپ نے اکابر کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائی۔ اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ کہ کیا یہی اتباع اکابر ہے۔ ان حضرات کے نزدیک اتباع اکابر کے نعرے صرف اہل حق کو بدنام کرنے کے لیے ہیں۔ ورنہ اگر یہ لوگ اپنے اس دعویٰ میں مخلص ہوتے تو اتنی بے دردی کے ساتھ قرآن وسنت کی تحریف اور اکابر کی بغاوت کا راستہ اختیار نہ کرتے۔

یقین فرمائیے تو اس طرح کی خود غرضیوں کا بادہ توڑنے کے لیے میرے ذہن میں زیر نظر رسالہ کی ترتیب کا خیال پیدا ہوا کہ اصحاب عقل وانصاف واضح طور پر محسوس فرمائیں۔ جو لوگ دوسروں پر عدم اعتماد کا الزام عائد کرتے ہیں۔ اپنے نامہ اعمال کے آئینے میں وہ خود کتنے باغی ہیں۔

اس موقع پر اتحادی پیر ومرشد اللہ یار خان چکڑالوی کا ایک ملفوظ پیش خدمت ہے:۔

جس طرح قرآن مجید کو اپنی رائے سے تفسیر کرو، یہی زندقہ ہے۔ اپنا مطلب جو تم بیان کرتے ہو ان تفسیروں سے پیش کرو ورنہ تم زندیق ہو یا ملحد۔

(سیف اویسیہ ص:۱۱۵)

{بغاوت نمبر 11}

{اکابر پر قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع کے انکار کا الزام}

تمہید:۔

☆ اکابر علماء دیوبند قبر کے دو مفہوم بیان کرتے ہیں۔

(۱) قبر لغوی یعنی مقر المیت (میت کے ٹھہرنے کی جگہ)
(۲) قبر شرعی یعنی عالم برزخ۔

نیز ساتھ یہ تصریح بھی فرماتے ہیں۔ کہ یہ زمینی گڑھا اصلی اور شرعی قبر نہیں۔ اصلی اور شرعی قبر عالم برزخ ہے۔ جبکہ عالی اتحادی گروہ زمینی گڑھا کو اصلی اور شرعی قبر قرار دیتا ہے۔ اور قبر بمعنی عالم برزخ کا صرف انکار کرتا ہے۔ بلکہ جن اکابر نے اصلی قبر عالم برزخ قرار دیا ہے۔ ان کو قرآن، احادیث متواترہ، اور اجماع امت کا منکر بھی کہتا ہے۔ البتہ اداً رات ان اکابر علماء دیوبند کا نام استعمال کرنے کے بجائے اشاعت التوحید کو ڈھال کے طور پر استعمال کرکے خلاف اکابر کو بتاتا ہے۔

{ضروری وضاحت}

اتحادیوں کا اشاعت التوحید والوں کو اس قبر کے قبر ہونے کا منکر بتانا بدترین دجل اور جھوٹ ہے۔ اشاعت التوحید والوں میں سے کوئی بھی اس قبر کے قبر ہونے کا منکر نہیں۔ ہاں اشاعت التوحید والے یہ ضرور کہتے ہیں۔ کہ اس قبر کا معنی مقر المیت ہے۔ یعنی میت کے ٹھہرنے کی جگہ۔ یہ قبر مقر الحی یعنی زندہ کے رہنے کی جگہ نہیں۔ جیسا کہ اتحادی گروہ اس قبر کو مقر الحی قرار دینے پر زور لگا رہا ہے۔ اور اشاعت التوحید والے یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جن اکابر نے قبر کا دوسرا مفہوم بیان کیا ہے۔ ان کو قرآن، احادیث متواترہ، اور اجماع کا منکر قرار دینا انتہائی ظلم اور مذہبی دہشت گردی ہے۔

کیونکہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں سے کسی آیت یا حدیث میں یہ وارد نہیں ہوا کہ قبر سے مراد عالم برزخ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کسی دور میں امت کا اس پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ کہ قبر بمعنی عالم برزخ لینا جائز نہیں۔ یا ایسی بھی کوئی نص موجود نہیں۔ کہ جہاں لفظ قبر کو زمینی گڑھا کے ساتھ خاص کیا گیا ہو۔ اگر قرآن وسنت میں ایسی کوئی نص موجود ہوتی تو پھر جس طرح قبر بمعنی عالم برزخ لینے کی وجہ سے اکابر علماء دیوبند پر قرآن کے انکار کا الزام عائد ہوتا۔ اسی طرح اتحادی گروہ کو بھی جو درندوں، پرندوں اور مچھلیوں کے پیٹوں کو بھی قبر قرار دیتے ہیں۔ قرآن وسنت کا منکر قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کیا جاتا۔ بہرحال قبر کے مسئلے میں اتحادی گروہ کا اصل اختلاف اکابر علماء دیوبند کے ساتھ ہے۔

اتحادی گروہ کے موجودہ ماسٹر اکاڑوی صاحب اپنی مجتہدانہ فہم کو استعمال کرتے ہوئے قبر کی تحقیق میں بیان کرتے ہیں:۔
قبر وہ گڑھا ہے جو اس زمین پر ہے۔
(تسکین الاذکیاء ص: ۹۸)

نیز ماسٹر صاحب فرماتے ہیں:۔
کوے کو بھی پتہ ہے کہ قبر زمین پر ہوتی ہے۔ حضرت اقدس ﷺ کا ٹھکانہ علیین میں ہے اس لئے جو اس قبر کو قبر نہیں مانتے ان کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے اولٓئک کالانعام بل ھم اضل وہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں، اب قبر کے بارہ میں قرآن کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم قرآن پاک کو مانتے ہیں، قبر کے مسئلہ میں یہ بالکل قرآن پاک کے منکر ہیں، احادیث متواترہ کے منکر ہیں، اجماع فقہاء کے منکر ہیں، ان کی قبر کہاں ہے۔ حضرت اکاڑوی نے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا کہ نہ تو ان کی قبر کا (معاذ اللہ) اللہ کو پتہ ہے کیونکہ قرآن میں ان کی قبر کا کہیں ذکر ہے اور نہ اللہ کے نبی کو پتہ ہے کہ ان کی قبر کہاں ہے کیونکہ احادیث میں اس کا ذکر نہیں...... اب یہ نہ قرآن کو مانیں، نہ احادیث متواترہ کو مانیں، نہ اجماع فقہاء کو مانیں ...... اب دیکھئے قبر کے مسئلہ میں یہ صاف طور پر قرآن پاک کے منکر ہیں۔
(تسکین الاذکیاء ص: ۱۰۷،۱۰۶)

☆ نیز صفحہ ۱۰۸ پر فرماتے ہیں:۔
دیکھو اقبر کے مسئلہ میں یہ قطعاً قرآن کے منکر ہیں۔

اوکاڑوی صاحب کے ہفوات کا خلاصہ یہ ہے کہ قبر کا اطلاق صرف زمینی گڑھے پر ہی ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص قبر کا دوسرا مفہوم مراد لے یعنی قبر سے مراد عالم برزخ لے تو وہ شخص اتحادی گروہ کے نزدیک قرآن کا منکر، حدیث متواترہ، اور اجماع امت کا منکر ہے اور جانوروں سے بدتر ہے۔

{لطیفہ}

اتحادی گروہ بے چارہ ایک طرف تو خوب زور لگا رہا ہے کہ اشاعت التوحید والے قرآن کے صاف منکر، احادیث متواترہ کے منکر اور اجماع امت کے منکر اور ساتھ ہی فتویٰ دے رہا ہے کہ (معاذ اللہ) اشاعت التوحید والے اہل بدعت ہیں، کافر نہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اتحادی گروہ کے نزدیک قرآن کا صاف انکار، احادیث متواترہ کا صاف انکار، اجماع امت کا صاف انکار بھی صرف بدعت ہے، کفر نہیں (معاذ اللہ) حالانکہ قرآن کے صاف انکار کو کفر نہ سمجھنا خود کافر بننا ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں۔ (آمین)

{لطیفہ}

ماسٹر صاحب نے اپنے ایک پمفلٹ میں ارشاد فرمایا، کہ مماتیوں کی قبر کہاں ہے؟ نہ تو ان کی قبر کا اللہ کو پتہ ہے ان کی قبر کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں، ماسٹر صاحب کے ہذیان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مماتیوں کی قبر کا علم نہیں، کیونکہ اس کا ذکر قرآن میں نہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ماسٹر صاحب کے نزدیک جن چیزوں کا ذکر قرآن پاک میں نہیں، ان چیزوں کا اللہ تعالیٰ کو علم بھی نہیں۔ (معاذ اللہ) جس سے صریح کفر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ اتحادی گروہ کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

{تحقیق اکابر}

☆ علامہ عبدالحق حقانی فرماتے ہیں:۔
ابھی ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ گڑھا قبر اصلی نہیں جس کو تم قبر سمجھتے ہو بلکہ مراد وہ ہے جو اب بیان ہو چکا ہے خواہ کوئی غرق ہو یا جلے یا کوئی جاندار اس کو کھا جائے اس کی روح کو بہر طور یہ معاملات پیش آتے ہیں اور وہاں ہی منکر نکیر

اس سے سوال و جواب کر لیتے ہیں اور وہاں ہی اس کی روح پر کشادگی و تنگی وغیرہ ثواب و عذاب ہو چکتے ہیں۔ خلاصہ عقیدہ اسلامی اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جب انسان اس منزل فانی کو چھوڑتا ہے تو دوسرے عالم میں پہنچتا ہے اس عالم غیر محسوس میں نیکوں کا مکان عالم بالا یعنی علیین ہے اور بدوں کا سجین ہے، جن کی روحیں کثافت اور ظلمت کی وجہ سے ان پر نہیں چڑھ سکتیں۔ وہ اس ناپاک جگہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ قبر عرف شرع میں اسی عالم کا نام ہے۔ حشر کے بعد ارواح کو ان کے ابدان سے پھر متعلق کیا جائے گا (عقائد اسلام، علامہ حقانی، ص: ۱۷۰، ۱۷۱) نیز دیکھیں (صفحہ: ۱۶۶، ۱۲۸، ۱۲۹)
تفصیل مزید بندہ کی کتاب "المسلک المنصور" میں ہی ملاحظہ فرمائیں۔

{عقائد اسلام کا تعارف}

مذکورہ بالا "عقائد اسلام" اکابر علماء دیوبند کی مصدقہ عقائد کی کتاب ہے، جیسا کہ اس کے شروع میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، خاتم المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کاشمیری، ابوحنیفہ ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی اور مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی کی شاندار تصدیقات ثبت ہیں۔ جس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ یہ گڑھا قبر اصلی نہیں، جس کو تم قبر سمجھتے ہو...... قبر عرف شرع میں اسی عالم برزخ کا نام ہے۔

☆ حضرت مرشد تھانوی فرماتے ہیں:۔
قبر سے مراد حدیث میں عالم برزخ ہے نہ کہ حفرۃ (گڑھا)۔
(مجالس الحکمۃ، ص: ۴۳)

☆ نیز حضرت تھانوی فرماتے ہیں:۔

اشکال تو اب ہو جب قبر سے مراد یہ گڑھا ہوتا جس میں وش دفن کی جاتی ہے حالانکہ اصطلاح شریعت میں قبر گڑھے کو کہتے ہی نہیں بلکہ عالم مثال کو کہتے ہیں۔

(اشرف الجواب: ص:۲۹۸،ج:۳)

☆ حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں:۔

اس جگہ (بحث عذاب وثواب) میں عالم قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو دنیا و آخرت کے مابین ایک جہان ہے۔

(لمعات التنقیح ص:۱۹۸،ج:۱)

☆ علامہ محمد احسن نجمی دیوبندی فرماتے ہیں:۔

المراد بالقبر ليس ما يحفر ويدفن فيه الميت بل المراد به عالم البرزخ مما بعد الموت الى يوم النشور (نظم الفرائد حاشیہ شرح عقائد: ص:۱۷۱) یعنی قبر سے مراد یہ گڑھا نہیں جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ عالم برزخ مراد ہے۔

☆ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں:۔

قبر سے مراد گڑھا نہیں بلکہ موت کے بعد آخرت سے پہلے کا زمانہ مراد ہے۔ (جواہر الایمان ص:۶)

☆ مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:۔

اس لئے قبر سے مراد درحقیقت مخصوص خاک کا تودہ نہیں جس کے نیچے کسی مردہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں بلکہ وہ عالم ہے کہ جس میں یہ مناظر پیش آتے ہیں اور وہ ارواح و نفوس کی دنیا ہے مادی عناصر کی نہیں۔

(سیرت النبی ﷺ ص:۳۵۰،ج:۴)

☆ مولانا محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی فرماتے ہیں:۔

برزخ لغت میں اس شئی کو کہتے ہیں۔ جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اور اصطلاح شریعت میں وہ زمانہ ہے جو موت اور حشر کے درمیان ہو......... اسی عالم برزخ کا دوسرا نام عالم قبر ہے۔ قبر اسی ظاہری گڑھے کا نام نہیں الخ.........

(رسالہ عالم برزخ ص:۲۵)

اسی طرح درج ذیل اکابر نے صراحت فرمائی ہے:۔

☆ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (الخیر الکثیر: ص:۱۵۸)

☆ علامہ شعرانی (الیواقیت والجواہر: ص:۱۷۶،ج:۲)

☆ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (مالا بد منہ: ص:۱۳)

☆ شارح عقیدہ (شرح عقیدہ طحاویہ: ص:۳۳۰،۳۳۱)

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (اشعۃ اللمعات: ص:۶۲،ج:۱)

ان عبارات اکابر سے آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گیا کہ اکابرین اہل السنۃ کے نزدیک اصطلاح شریعت میں قبر نام ہے "عالم برزخ" کا، زمینی گھڑے کو اصطلاح شریعت میں قبر نہیں کہتے، جبکہ اشاعتی غالی گروہ کا نظریہ قرآن و احادیث متواترہ کا صریح اور واضح انکار ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں اکابر کے ہمدرد علماء کرام و مفتیان عظام کہ اشاعتی گروہ کے نزدیک زمینی گڑھا کو اصلی اور شرعی قبر نہ ماننے والا قرآن کا منکر و احادیث متواترہ کا منکر اور اجماع امت کا منکر ہونے کے ساتھ کوے جیسے جانور سے بھی بدتر ہے۔ جب کہ اکابر علماء دیوبند کے نزدیک زمینی گڑھا اصلی اور شرعی قبر ہرگز نہیں۔ تو اب بتائیے کہ اکابر علماء دیوبند کو قرآن و احادیث متواترہ اور اجماع امت کا منکر قرار دیا جائے یا اشاعتی گروہ کو خارجی اور اکابر کا باغی قرار دے کر اہلسنت سے خارج سمجھا جائے؟ بینوا توجروا۔

میں یقین سے کہتا ہوں کہ اکابر دشمنی کی ایسی شرمناک مثال کسی فرقے کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ اوکاڑوی صاحب اور ان کے اشاعتی گروہ کا حال یہ ہے۔

اذا كان رب البيت بالطبل ضاربا
فلا تلم الاولاد فيه على الرقص

یعنی جب گھر کا مالک ہی طبلہ بجانے لگ جائے
تو اگر بچے ناچنے لگیں تو انہیں ملامت کیسی؟

{بغاوت نمبر 12}

{اکابر پر اعتزال کا الزام}

☆ اوکاڑوی صاحب آیت: كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (سورۃ البقرہ آیت ۲۸) ترجمہ:۔ تم کس طرح خدا سے منکر ہو سکتے ہو حالانکہ تم بے جان نطفہ میں جان پڑنے سے پہلے سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دیں گے پھر زندہ کریں گے (یعنی قیامت کے دن) پھر انہی کے پاس لے جائے جاؤ گے (یعنی میدان قیامت سے حساب وکتاب کے لئے اجلاس پر حاضر کیے جاؤ گے)

(بیان القرآن ص:۳۱،ج:۱)

کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یحییکم سے مراد قبر کی حیات ہے۔ قبر میں سوال وجواب کے وقت روح لوٹا دی جاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے یہ تفسیر مروی ہے۔ دوسرا کوئی اختلافی قول ان سے مروی نہیں ہے۔ لیکن زمخشری چونکہ بہت بڑا عالم گزرا ہے لیکن وہ عقیدۃً معتزلی تھا اور عذاب وثواب قبر کا قائل نہیں تھا۔ اس لئے سب سے پہلے زمخشری نے یحییکم سے آخرت کی حیات مراد لی ہے۔

(تسکین الاذکیاء (خرافات اکاڑویہ) ص:۶۶،۶۷)

☆ یہی ماسٹر صاحب اسی آیت کی تشریح میں دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔ لفظ یحییکم پھر تم کو زندہ کیا جائے گا۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ اس میں دوسری زندگی سے کیا مراد ہے صحابہ کرامؓ کی جو تفسیر ہے وہ تو یہ ہے کہ اس سے قبر کی زندگی مراد ہے کہ قبر میں جو سوال وجواب ہوگا وہ زندگی دے کر کیا جائے گا لفظ الیہ ترجعون میں آخرت کی زندگی مراد ہے۔ لیکن زمخشری ایک مفسر گزرا ہے جو معتزلی تھا عذاب قبر کا انکار کرتا تھا، وہ چونکہ قبر کی زندگی کا منکر تھا اس نے کہا یحییکم سے آخرت کی زندگی مراد ہے۔ (تسکین الاذکیاء ص:۳۳۰)

{ماسٹری تحقیق کا خلاصہ}

☆ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک صحابہ کرامؓ نے یحییکم کا ایک ہی معنی کیا ہے اور وہ ہے سوال وجواب کے لیے قبر میں زندہ کرنا۔

☆ یحییکم سے قیامت کے دن زندہ ہونا مراد لینا منکرین عذاب قبر معتزلہ کی تفسیر ہے۔

{انکشاف حقیقت}

آیت مذکورہ میں یحییکم سے قبر کی زندگی مراد لینا سدی کذاب، رافضی کی تفسیر ہے۔ اور یحییکم سے قیامت کی زندگی مراد لینا، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ سمیت اکابر علماء دیوبند و دیگر محققین کی تفسیر ہے۔

{تحقیق اکابر}

☆ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:۔

قال سفيان ثوری عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبد الله بن مسعودؓ (قالوا ربنا امتنا اثنتين واحييتنا اثنتين المومن) قال هی التی فی البقرة (كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا

فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون. البقرۃ) وقال ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ (کنتم امواتا فاحیاکم) امواتا فی اصلاب آباءکم لم تکونوا شیئا حتی خلقکم ثم یمیتکم موتة الحق ثم یحییکم حین یبعثکم قال: وهی مثل قوله تعالیٰ (ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین) وقال ضحاك عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قوله تعالیٰ (ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین) قال کنتم ترابا قبل ان یخلقکم فهذه میتة ثم احیاکم فخلقکم فهذه حیاة ثم یمیتکم فترجعون الی القبور فهذه میتة اخری ثم یبعثکم یوم القیامة فهذه حیاة اخری فهذه میتتان وحیاتان فهو کقوله (کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون)

ترجمہ: سفیان ثوریؒ ابی اسحٰقؒ سے وہ ابی الاحوص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کفار جو کہیں گے کہ (ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین... الآیة) اے اللہ دو دفعہ تو نے ہمیں مارا اور دو دفعہ جلایا اس سے مراد وہ ہے جو البقرۃ (کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا) میں ہے، اور ابن جریج عطاء سے وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ (کنتم امواتا فاحیاکم) کہ تم اپنے باپوں کی پشتوں میں مردہ تھے یعنی کچھ بھی نہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مار ڈالے گا موت حقیقی کے ساتھ پھر تمہیں قبروں سے اٹھا کر زندہ کریگا اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول (ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین) جیسے ہے۔ اور ضحاک ابن عباسؓ سے (ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین) کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ پیدا ہونے سے قبل مٹی یعنی کچھ بھی نہیں تھے، یہ ایک موت ہے، پھر تمہیں زندہ کیا یہ ایک زندگی پھر تمہیں موت دیگا قبروں کی طرف جاؤ گے، یہ دوسری بار موت پھر تم قیامت میں زندہ اٹھائے جاؤ گے یہ دوسری زندگی یہ دو زندگیاں دو موتیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا...

امام ابن کثیر سورۃ مومن آیت:۱۱ کے تحت فرماتے ہیں:۔

وهذا هو الصواب الذی لا شك فیه ولا مریة۔ اور یہی قول ہی صحیح ہے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

اور یہ بھی فرماتے ہیں:۔

قال السدی امیتوا فی الدنیا ثم احیوا فی قبورهم فخوطبوا ثم امیتوا ثم احیوا یوم القیامة. وقال ابن زید احیوا حین اخذ علیهم المیثاق من صلب آدم ثم خلقهم فی الارحام ثم اماتهم ثم احیاهم یوم القیامة. وهذان القولان من السدی وابن زید ضعیفان لانه یلزمهما علی ما قالا ثلاث احیاءات واماتات والصحیح قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ: سدی کہتے ہیں کہ دنیا میں مار ڈالے گئے پھر قبروں میں زندہ کئے گئے پھر قیامت میں زندہ کئے گئے اور ابن زید کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کی پیٹھ سے میثاق کے لئے زندہ کئے گئے پھر ماں کی ارحام میں زندہ کئے گئے (روح پھونکی گئی) پھر انہیں موت دی پھر قیامت کے دن جی اٹھے، سدی اور ابن زید کے یہ دونوں قول ضعیف ہیں اس لئے کہ اس طرح جیسے وہ دونوں کہتے ہیں تین حیاتیں اور تین موتیں لازم آتی ہیں (اور آیت میں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے) اور صحیح قول حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور ان کے تابعدار و

ن کا ہے کہ قیامت کے دن زندہ ہوں گے۔

(تفسیر ابن کثیر)

{اوکاڑوی صاحب کے امام "سدی" کا تعارف}

ماسٹر امین صاحب نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی تفسیر سے بغاوت اختیار کر کے سدی صاحب کی گود میں پناہ لی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سدی صاحب کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔

سدی صاحب کا اصل نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی ہے، جو کٹر رافضی حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو سر عام گالیاں دیا کرتا تھا جن کے متعلق حافظ عقیلی فرماتے ہیں، اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی معتمر بن سلیمان کہتے ہیں کہ کوفہ میں دو کذاب ہیں، کلبی اور سدی، عمرو بن علی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ ابراہیم بن مہاجر اور سدی کا ذکر کیا گیا تو ابن معین نے فرمایا کہ یہ دونوں رذیل ضعیف ہیں۔

علی بن حسین اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ میں کوفہ میں آیا میں نے سدی کے پاس آ کر کتاب اللہ کی تفسیر پوچھی اس نے بیان کی تو میں اس کے پاس سے تب اٹھا جب میں نے اس کو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیتے ہوئے سنا پھر میں اس کے پاس واپس نہیں آیا۔ (الضعفاء الکبیر:ص:۸۷،ج:۱،تفسیر القول المبین:ص:۲۵۳)

حافظ جوزجانیؒ فرماتے ہیں: کہ سدی کذاب، شتام ہیں یعنی صحابہ کرامؓ کو گالیاں دیتے تھا (احوال الرجال:ص:۴۸) شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب سدی پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام جوزجانی فرماتے ہیں ہو کذاب شتام کہ وہ بہت جھوٹا اور تبرائی تھا (ازالة الریب:ص:۳۱۴،اتمام البرہان:ص:۱۸۰،ج:۳)

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب بریلویوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں: انصاف سے فرمائیں کہ ایسے کذاب راوی کی روایت سے دینی کونسا مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے یا ثابت ہو سکتا ہے۔ (دیکھئے اتمام البرہان:ص:۴۸،ج:۴)

☆ حضرت مرشد تھانویؒ آیت مذکورہ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

تھے تم محض بے جان (نطفہ میں جان پڑنے سے پہلے سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دیں گے پھر زندہ کریں گے (یعنی قیامت کے دن) پھر انہی کے پاس لے جائے جاؤ گے (یعنی میدان قیامت سے حساب وکتاب کے لئے اجلاس پر حاضر کیے جاؤ گے)

(بیان القرآن:ص:۲۱،ج:۱)

☆ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:۔

یحییکم یعنی قیامت کو زندہ کیے جاؤ گے حساب لینے کے واسطے۔ (تفسیر عثمانی)

☆ علامہ عبدالماجد دریا آبادی دیوبندیؒ فرماتے ہیں:۔

یحییکم وہی تمہیں زندہ کرے گا حشر میں۔

(تفسیر ماجدی)

☆ سحبان الہند علامہ احمد سعید دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

یحییکم پھر اس موت کے بعد قیامت کو دوبارہ زندگی میسر ہوگی۔ (تفسیر کشف الرحمٰن)

☆ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ آیت بالا کی تفسیر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یحییکم سے قبر کی زندگی مراد لینا من حیث المعنی چنداں چسپاں نہیں اس واسطے کہ اگر حیات قبر کو حیات حقیقی اعتبار کیا جائے پس بیچ وقت بعث اور نشر کے لا حیات دوسری اوپر اس حیات کے کہ قبر میں ہو چکی درست نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ زندہ کو زندہ کرنا بے معنی ہے پس ضرور ایک بات دو چیزوں میں سے اختیار کرنی چاہیے یا تو قائل ہونا چاہیے موت دوسری کا کہ قبر میں ہو اور یہ خلاف اجماع کا ہے اور کمی خلاف اسلوب اس کلام کا ہے۔ اس واسطے کہ اس صورت میں ایسا فرمانا چاہیے تھا ثم یحییکم ثم یمیتکم ثم الیه ترجعون یا قائل ہونا اس کا چاہیے کہ

حیات بعث کی مجازی ہے حقیقی نہیں جو صریح البطلان بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی کیا ہیں؟ تعلق پکڑنا روح کا ساتھ بدن کے اور قبر میں ہرگز تعلق روح کا ساتھ بدن کے نہیں بلکہ ادراک اور شعور روح کا کہ بعد مفارقت کے بدن سے اس کو باقی رہتا ہے اس کو حیات قرار دیا ہے پس حمل کرنا حیات قبر کا اوپر مجاز کے متعین ہے۔

(تفسیر عزیزی اردو ص:۷۶،ج:۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تصریح فرمادی کہ ثم یحییکم سے قبر کی زندگی مراد لینا کسی طرح بھی درست نہیں۔ پھر شاہ صاحب نے اس کی تین وجوہات ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) ثم یحییکم سے قبر کی زندگی مراد لینا معنی کے اعتبار سے درست نہیں (۲) ثم یحییکم سے قبر کی زندگی مراد لینا اسلوب قرآنی کے اعتبار سے درست نہیں (۳) اگر یحییکم سے قبر کی زندگی مراد لی جائے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو قبر میں پھر ایک موت ماننی پڑے گی جو اجماع کے خلاف ہے اور قبر میں موت نہ مانے تو قیامت کے دن پھر زندوں کو زندہ کرنا لازم آتا ہے۔ حالانکہ زندوں کو زندہ نہیں کیا جاتا زندہ تو مردوں کو کیا جاتا ہے۔

{اہم فائدہ}

حضرت شاہ عبدالعزیز نے یہ بھی تصریح فرمادی کہ قبر میں زندگی اور موت ماننا اجماع امت کے خلاف ہے۔ حالانکہ اتحادی غالیوں کے ایک گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ سب موتی کو قبر میں اعادہ روح کے ساتھ زندہ کیا جاتا ہے اور پھر سوال و جواب کے بعد عام موتی پر قبر میں موت طاری کردی جاتی ہے۔

شاہ صاحب کے فرمان عالی شان سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اتحادیوں کا یہ عقیدہ اجماع امت کے صریح خلاف ہے اور اجماع امت کا منکر اتحادیوں کے نزدیک بدعتی ہے تو اتحادی گروہ اپنے فتویٰ کی رو سے خالص بدعتی ہیں۔

☆ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ مجددی پانی پتی فرماتے ہیں:۔

كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا فاحياكم ثم

يميتكم ثم يحييكم ثم اليه ترجعون۔ کیونکر خدا کا انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر اسنے تم میں جان ڈالی پھر وہی تمہیں مارتا ہے پھر وہی تمہیں قیامت میں دوبارہ جلائے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ...... ثم یحییکم یعنی جس دن صور پھونکا جائے تو پھر تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی کہ قبر میں حیات نہ ہوگی۔ کیونکہ حیات دس اجزاء مذکورہ کی ترکیب کا نام ہے اور یہی ظاہر ہے کہ قبر میں یہ اجزاء مجتمع نہ ہونگے۔ اس لئے وہاں زندگی متصور نہیں ہو سکتی۔ رہی یہ بات کہ جب قبر میں حیات نہ ہوگی تو ثواب وعذاب کیسے ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے لئے خاصیۃ اس حیات کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ ثواب وعقاب اجزاء بسیطہ پر بھی ہو سکتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی ان آیات پر ایمان رکھتا ہے اسے تو عذاب قبر کے انکار کی گنجائش ہی نہیں، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان من شیء الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم۔ الم تر ان الله يسجد له من في السموات ومن في الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدوآب وكثير من الناس ..... الخ

(تفسیر مظہری (اردو) ص:۷۰،۶۹،ج:۱)

{عبارات اکابر کے روشن اشارات}

☆ یحییکم سے قیامت کے دن زندہ کرنا حضرات صحابہ کرامؓ کی تفسیر ہے۔

☆ یحییکم سے قبر کی حیات مراد لینا سدی کذاب کی تفسیر ہے۔

☆ علامہ ابن کثیرؒ، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، علامہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ وغیرہ نے تصریح فرمادی کہ یحییکم سے قبر کی حیات مراد لینا کسی طرح بھی درست نہیں۔

☆ حضرت تھانویؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ عبدالماجد دریا آبادیؒ، علامہ احمد

سعید دہلوی وغیرہ اکابر دیوبند نے یحییکم سے مراد قیامت کے دن کی زندگی لی ہے جبکہ اوکاڑوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ یحییکم سے قیامت کے دن کی زندگی مراد لینا منکرین عذاب قبر، معتزلہ والا معنی ہے۔ حالانکہ آپ نے دیکھ لیا کہ صحابہ کرامؓ اور اکابر علماء دیوبند نے اس کا معنی قیامت کے دن زندہ ہونے کا لیا ہے۔ اور اوکاڑوی صاحب کے امام سدی کذاب نے اس کا معنی قبر کی زندگی سے کیا ہے۔

اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ اوکاڑوی صاحب نے سدی کذاب کی اندھی تقلید میں صریح کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے اور سینہ زوری دکھاتے ہوئے کن کن اکابرین کو معتزلی بنا ڈالا۔ کیا یہ صورت حال اس یقین کو تقویت نہیں پہنچاتی، کہ ان حضرات کے اتباع اکابر کے خوش کن نعرے صرف دوسروں کو مرعوب کرنے کے لیے ہیں۔ ورنہ اگر ان حضرات میں تحقیقات اکابر کی کچھ بھی قدر ہوتی تو اکابر سے اتنی بڑی بغاوت کبھی بھی اختیار نہ کرتے۔

{اکاڑوی صاحب معتزلہ کی گود میں}

اکاڑوی صاحب نے احیاء فی القبر کی تفسیر صحابہ کرامؓ کے ذمے لگائی حالانکہ کسی صحابیؓ سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کے دشمن سدی، رافضی کا قول ہے پھر اکاڑوی صاحب نے اصحاب رسول ﷺ سمیت تمام اکابرین امت کو معتزلہ بنانے کے ذوق میں زمخشری کے ذمے لگا دیا، حالانکہ زمخشری معتزلی اکاڑوی صاحب کا ہمنوا ہے، چنانچہ زمخشری کشاف میں لکھتا ہے: یجوز ان یراد بالاحیاء فی القبور لیجئے اصحاب رسول ﷺ سمیت تمام اکابرین کو معتزلی ثابت کرنے والا خود زمخشری معتزلی کی گود میں جا بیٹھا۔

{بغاوت نمبر 13}

{اجسام مثالیہ یا فوٹوسٹیٹ}

اوکاڑوی صاحب فرماتے ہیں:۔

مفسرین یہی لکھتے ہیں کہ معراج کی رات آنحضرت ﷺ کی ملاقات

سارے انبیاء کرامؑ سے ہوئی اور وہاں آپ نے تمام انبیاء کرامؑ سے پوچھا اور انہوں نے بتایا کہ ہم سب تو جیدی لے آئے ہیں...... اب رسول پاک ﷺ کی ملاقات انبیاء کرامؑ سے ہوئی ہے تو ملاقات اسی جسم سے ہوا کرتی ہے یا فوٹو کاپیوں سے ہوا کرتی ہے...... اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہاں انبیاء کرامؑ کے جسم مثالی آئے تھے تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ جہاں ملاقات کا ذکر ہے وہاں یہی جسم وارد ہوا کرتا ہے نہ کہ جسم مثالی۔ یہ بات تو وہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ کا جسد اطہر اصلی تھا اور آپ نے وہاں انبیاء کرامؑ کو جماعت کرائی ہے، کیا کوئی مسئلہ قرآن وحدیث میں ہے کہ مولوی صاحب تو اصل کھڑے ہیں اور پیچھے سارے فوٹو کاپیاں کھڑے ہیں اور جماعت ہو رہی ہے کیا فوٹو کاپیوں سے جماعت ہو جاتی ہے۔ یقیناً نہیں ہوتی...... چنانچہ آپ ﷺ نے انبیاء کرامؑ کو جماعت کرائی اور انبیاء کرامؑ نے آپ ﷺ کی اقتداء میں اصلی اجسام کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ اب آپ ﷺ کا انبیاء کرام کو جماعت کروانا یہ حیات انبیاء کرامؑ کی واضح دلیل ہے۔ (تسکین الاذکیاء)

{اوکاڑوی تحقیق کے اہم امور}

☆ اوکاڑوی صاحب کا انبیاء کرامؑ کے اجسام مثالیہ کو فوٹو کاپیاں کہہ کر استہزاء۔

☆ اگر حضرات انبیاء کرامؑ کے بیت المقدس میں اجسام مثالیہ تسلیم کیے جائیں تو نماز کے باطل ہونے کا فتویٰ۔

☆ بیت المقدس کی نماز کو حیات انبیاءؑ کی دلیل قرار دینا۔

{تحقیق اکابر}

☆ حکیم الامت مرشد تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

حضرت آدم مع جمیع انبیاء میں اس کے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سماوات میں جو انبیاء

کرام ؑ کو دیکھا ہے بلکہ یہی سوال ہوتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اسی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تشکل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد ہے، جس کو صوفیا، جسم مثالی کہتے ہیں میں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اپنے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق اور ظاہراً یہ جسم مثالی جو دونوں جگہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اس لئے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان میں نہیں پہچانا، البتہ حضرت عیسیٰ ؑ چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں، ان کو وہاں دیکھنا مع الجسد ہو سکتا ہے لیکن ان کو بیت المقدس میں دیکھا جیسا واقعہ ہشتم میں مذکور ہے وہ مع الجسد نہیں تھا بلکہ بالمثال ہے تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل موت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہے۔ (نشر الطیب فی ذکر الحبیب: ص: ۵۳، از حضرت تھانویؒ)

مرشد تھانویؒ نے دو ٹوک مدلل طور پر بیان فرمادیا کہ انبیاء کرام کا بیت المقدس یا آسمانوں پر ملاقات اجساد مثالیہ کے ساتھ ہی تھی حتی کہ حضرت تھانوی صاحب نے تو بیت المقدس میں حضرت عیسیٰؑ کے جسد عنصری کے حاضر ہونے کا بھی صاف انکار کرتے ہوئے جسد مثالی کو ثابت کیا ہے۔

☆ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اور علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:۔

وقد رأى النبي ﷺ ليلة اسرى به جماعة من الانبياء ؑ غير موسى في السموات مع ان قبورهم في الارض ولم يقل احد انهم نقلوا منها (فتح الملهم: ص: ۳۲۵، ج: ۱) اور تحقیق نبی پاک ﷺ نے شب معراج حضرت موسیٰؑ کے علاوہ بھی آسمانوں میں انبیاء کرامؑ کی ایک جماعت کو دیکھا حالانکہ ان کی قبریں زمین میں ہیں اور امت میں سے کسی ایک آدمی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کے اجساد

عنصریہ قبروں سے نکالے گئے تھے۔

• علامہ عثمانیؒ اور علامہ آلوسیؒ کا فرمان لم یقل احد سے واضح ہو گیا کہ اجساد عنصریہ کے ساتھ ملاقات کا کوئی ایک آدمی بھی قائل نہیں یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام کے اجساد عنصریہ قبور کے اندر ہی رہے باہر قطعاً نہیں لائے گئے۔

☆ شیخ الحدیث علامہ ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:۔

الصحيح انه راى فيها الارواح في مثال الاجسام۔ یعنی صحیح بات صرف یہی ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات انبیاء کرام کو مثالی، برزخی اجسام ہی میں دیکھا اور ملاقات فرمائی۔

(التعلیق الصبیح: ص: ۲۲۹، ج: ۲)

☆ علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں:۔

رؤية النبي ارواح الانبياء لا اجسادهم۔ کہ معراج کی رات آپ ﷺ نے ارواح انبیاءؑ ہی کو دیکھا نہ کہ ان کے اجساد عنصریہ کو۔

(فتاوی حدیثیہ ص: ۲۳۱، ج: ۴)

☆ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:۔

هذه الرؤية انما هي لارواحهم دون اجسادهم و اجسادهم في الارض قطعا انما تبعث يوم بعث الاجساد ولم تبعث قبل ذلك اذ لو بعثت قبل ذلك لكانت قد انشقت عنها الارض قبل يوم القيامة وكانت تذوق الموت عند نفخة الصور وهذه موتة ثالثة وهذا باطل قطعا ولو كانت قد بعثت الاجساد من القبور لم يعدهم الله اليها بل كانت في الجنة وقد صح عن النبي ﷺ ان الله حرم الجنة على الانبياء حتى يدخلها هو وهو اول

من يستفتح باب الجنة وهو اول من تنشق عنه الارض على الاطلاق لم تنشق عن احد قبله... (کتاب الروح ص: ۶۳)

آپ ﷺ کا یہ دیکھنا انبیاء کرام کی ارواح مبارکہ کا تھا، نہ کہ ان کے اجساد عنصریہ کا کیونکہ ان کے اجساد عنصریہ تو یقیناً زمین میں تھے جو قیامت کے دن ہی زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور اس سے پہلے نہیں اٹھائے جائیں گے کیونکہ اگر قیامت سے پہلے زندہ کر کے اٹھائے جائیں تو ان کے خروج کے لئے زمین پھٹ چکی ہے اور نفخہ اولیٰ کے وقت وہ پھر موت کا مزہ چکھیں گے تو یہ تیسری موت ہوگی حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور اگر قبروں سے ان کے جسم اٹھا لیے گئے اور پھر قبروں میں نہیں لوٹائے گئے بلکہ جنت میں رہے تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے انبیاء کرام کا جنت میں داخل ہونا (بطور دخول خلد کے) حرام ہے آپ ﷺ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے اور علی الاطلاق آپ ﷺ ہی سب سے پہلے اپنی قبر مبارک سے نکلیں گے آپ ﷺ سے پہلے کسی کی قبر شق نہیں ہوگی۔

(کتاب الروح بحوالہ اقامۃ البرہان)

☆ مفسر بیضاویؒ فرماتے ہیں:۔

وقال مثل لي النبيون فصليت بهم۔ یعنی نبی اکرم ﷺ نے خود وضاحت فرمادی ہے کہ میرے لئے انبیاء کرامؑ کو مثالی اجسام دیئے گئے، پس میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ (تفسیر بیضاوی بر حاشیہ حاشیہ شیخ زادہ، ص: ۲۰۸، ج: ۲)

☆ نیز بیضاوی نے لنریہ من آیتنا کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

كذهابه برهة من الليل مسيرة شهر و مشاهدته بيت المقدس وتمثل الانبياء۔ لہ یعنی تاکہ ہم آپ کو اپنی بڑی بڑی نشانیوں سے کچھ

دکھلائیں مثلاً رات کے تھوڑے سے حصہ میں آپ ﷺ کا ایک ماہ کا سفر کر جانا اور بیت المقدس کو ملاحظہ فرمانا اور آپ ﷺ کی خاطر ارواح انبیاء کرام کا متشکل ہو کر لایا جانا۔ (تفسیر بیضاوی)

☆ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:۔

وفي حديث ابي هريرة ؓ عند البزار و حاكم انه صلى ببيت المقدس مع الملائكة وانه اتى هناك بارواح الانبياء ؑ فاثنوا على الله وفيه قول ابراهيم لقد فضلكم محمد۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے بیت المقدس میں ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھی اور انبیاء کرامؑ کے ارواح مبارکہ بھی بیت المقدس میں جمع کیے گئے پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی حتی کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان سے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سب حضرات پر میرے اس فرزند کو فضیلت و سرفرازی بخشی ہے۔ (فتح الباری: ص: ۱۵۸، ج: ۷)

☆ نیز علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:۔

وارواحهم مشكلة بشكل اجسادهم كما جزم به ابو الوفاء بن عقيل۔ یعنی حضرت ابو الوفاء بن عقیل یقین سے فرماتے ہیں کہ انبیاء کرامؑ کے ارواح طیبہ مطہرہ بیت المقدس میں اپنی اپنی شکل کے مثالی اجسام میں حاضر ہوئے۔ (فتح الباری)

☆ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:۔

الصحيح انه راى فيها الارواح في مثال الاجسام۔ کہ صحیح بات صرف یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ارواح انبیاءؑ کی ان کے مثالی جسموں میں زیارت کی۔

(شرح الصدور: ص: ۲۲۹)

☆ حضرت مولانا شیخ الحدیث سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔

"حضرت تھانوی" جسم مثالی کی بحث کرتے ہوئے واقعہ معراج میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسم سے تشریف رکھتے ہیں دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تشکل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد جس کو صوفیاء جسم مثالی کہتے ہیں حضرت تھانوی ہمارے اکابر میں سے ہیں، ان کی واضح عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ صورت مثالیہ کا ثبوت ہے بلکہ اس میں تعدد بھی ممکن ہے۔

(اتمام البرہان ص: ۳۶۸)

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب محدثین سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

معراج کی حدیثوں میں حضرات انبیاء کرامؑ کے متعدد مقامات پر آپ ﷺ سے ملاقات کے سلسلہ میں شروح حدیث میں یہ جواب بھی منقول ہے بان ارواحهم تشكلت بصور اجسادهم یعنی انبیاء کرامؑ کی ارواح مبارکہ مثالی اجساد میں متشکل تھیں۔

(فتح الباری: ص: ۱۶۲، ج: ۷، عمدۃ القاری: ص: ۸۲، ج: ۸، اتمام البرہان: ص: ۳۸۸)

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں:۔

بیشک آنحضرت ﷺ کو جو دکھائی دی گئی تھیں وہ حضرات انبیاء کرامؑ کی روحیں تھیں شاید کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے مثالی صورت میں پیش کی گئی ہوں جیسے معراج کی رات آپ ﷺ کے سامنے مثالی طور پر پیش کی گئی تھیں اور حضرات انبیاء کرامؑ کے اجساد مبارکہ قبروں میں تھے علامہ ابن منیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی روح کی ایک مثال بنا دیتا ہے۔۔۔الخ

(فتح الباری: ص: ۵۸۱، ج: ۳، فتح الملہم شیخ الاسلام علامہ عثمانی ص: ۳۳۰، ج: ۱، تخریج النوادر ص: ۲۲۲)

تبصرہ:۔

مرشد تھانویؒ، علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ، علامہ سید محمود آلوسیؒ، علامہ محمد ادریس کاندھلویؒ، علامہ ابن حجر مکیؒ، علامہ ابن قیم جوزیؒ، علامہ مظہر بغدادیؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، وغیرھم تمام اکابر فرماتے ہیں کہ معراج کی رات بیت المقدس میں اور آسمانوں پر حضرات انبیاء کرامؑ کی ارواح متعددی سے ملاقات ہوئی ہے۔ حضرات انبیاء کرام کے اجساد عنصریہ ان کی قبروں سے قطعاً نہیں نکالے گئے۔ علامہ عثمانی اور علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں: لم يقل احد انهم نقلوا منها یعنی کسی ایک بزرگ نے بھی یہ بات نہیں کی کہ اجساد عنصریہ قبروں سے نکالے گئے تھے۔

جبکہ اوکاڑوی صاحب اور ان کی پارٹی اجسام مثالیہ کو فوٹو کاپیاں کہہ کر استہزاء کر رہی ہے۔ اور اجسام مثالیہ کی صورت میں بیت المقدس کی نماز کو باطل کہہ کر امام الانبیاء ﷺ کی امامت کے انکار کا ان تمام اکابر پر الزام لگا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوکاڑوی پارٹی خوف خدا، فکر آخرت اور مخلوق خدا سے شرم کرنے میں بالکل بے نیاز ہو چکے ہیں۔ اور اکابر دشمنی میں ایسے آگے نکل چکے ہیں۔ کہ بات بات میں جب تک حضرات اکابر پر کوئی نہ کوئی الزام نہ دھر لیں ان کے ظالم تنور کا ایندھن پورا نہیں ہوتا۔ اکابر کی تصریحات روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ لیکن اوکاڑوی پارٹی کی نارسا عقل میں یہ بات نہ آئے تو اس میں اکابر کا کیا قصور ہے۔

وہ پڑے سوتے ہیں، اور ان کی ہے دنیا ہی الگ
اک ہجوم جہل ہے وہ میں شب دیجور ہے

{تحقیق امر ثالث}

اوکاڑوی صاحب کا یہ کہنا کہ بیت المقدس میں انبیاء کرام کا نماز پڑھنا اور آپ

ﷺ سے ملاقات کرنا حیات کی دلیل ہے تو سوال یہ ہے کہ کون سی حیات کی دلیل ہے؟ اگر تحقیق اکابر پر اعتماد کیا جائے تب بھی اوکاڑوی پارٹی کے عقیدہ کے خلاف ہے اور اگر اوکاڑوی صاحب کی تحقیق تسلیم کی جائے تب بھی اوکاڑوی صاحب کے عقیدہ کا ستیاناس ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اکابرین امت کے نزدیک لیلۃ المعراج بیت المقدس میں اور آسمانوں پر حضرات انبیاء کرام کی ارواح متمثلہ موجود تھیں اور آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ارواح انبیاء کرامؑ اجساد عنصریہ مدفونہ فی القبور میں اقتداء اس نہیں ہیں اور اگر اکابر کی تحقیق کو رد کر کے ماسٹر صاحب کی تحقیق اختیار کی جائے تو پھر چند امور طلب ہیں:۔

(۱) اتحادی گروہ سے ایسی دلیل کا مطالبہ جس کی بنیاد پر اکابر کی تحقیق کو مسترد کیا جائے اور اصول اہل السنۃ کے مطابق اثبات عقیدہ کے لئے کافی ہو سکتی ہو۔

(۲) اتحادی گروہ سے عقیدہ کی تنقیح کہ آپ حضرات کا عقیدہ انبیاء کرام کا قبروں میں زندہ ہونا اور نمازیں پڑھنا صحیح ہے یا قبروں سے باہر زمین پر چلنا پھرنا اور بیت المقدس وغیرہ مساجد میں نمازیں پڑھنے کا ہے، اگر قبروں میں زندہ ہونا اور نماز پڑھنا صحیح ہے تو پھر ماسٹر صاحب کی بیان کردہ دلیل اس عقیدہ کو باطل کر رہی ہے اس دلیل سے تو یہ عقیدہ ثابت ہو رہا ہے کہ انبیاء کرامؑ کے اجساد مبارکہ بھی قبروں میں نہیں ہوتے بلکہ قبروں سے باہر زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور بیت المقدس وغیرہ مساجد میں نمازیں پڑھتے ہیں، جو کہ خالص بریلویوں کا عقیدہ ہے، اور ماسٹر صاحب کی بیان کردہ دلیل سے آپ کا ایک اور اہم عقیدہ عند القبور سماع کا بھی باطل ہو گیا جب قبروں میں انبیاء کرامؑ کے اجساد عنصریہ موجود ہی نہیں تو عند القبر سماع کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۳) آسمانوں پر جو آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی تھی وہ ارواح مبارکہ کے ساتھ تھی یا وہ بھی اجساد عنصریہ کے ساتھ۔ اگر وہ ارواح مبارکہ کے ساتھ تھی تو پھر بیت المقدس میں ارواح مبارکہ کے ساتھ ملاقات و نماز پڑھنے میں کون سا استحالہ عقلی یا شرعی لازم آگیا ہے کہ آسمانوں پر تو ملاقات اور گفتگو ارواح سے ہو اور بیت المقدس میں ارواح کی آمد اور نماز محال ہو جائے۔ اور اگر آسمانوں پر بھی اجساد عنصریہ کے ساتھ ملاقات تھی تب

بھی اتحادی گروہ کا فی القبور والا عقیدہ باطل۔ اور اگر یہ کہیں کہ اجساد عنصریہ بیک وقت آسمانوں پر بھی موجود تھے اور قبروں میں بھی اور بیت المقدس میں بھی تو پھر اتحادی گروہ کو کھل کر بریلویہ کے ساتھ الحاق کا اعلان کرنا چاہئے۔ دیوبندیت کے نام پر علماء دیوبند کو بدنام کرنے کی شرارت سے باز رہنا چاہئے۔

{بغاوت نمبر 14}

اصل عقیدہ کا اظہار

☆ اوکاڑوی صاحب فرماتے ہیں:۔

اسی طرح آپ ﷺ کے روضہ اطہر کے پاس بھی آواز بلند کرنا جائز نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں اور جسد عنصری سے زندہ ہیں، حدود مسجد میں بلا کسی واسطہ کے خود سنتے ہیں ۔۔۔۔ مسجد نبوی میں جہاں سے بھی سلام عرض کیا جائے آنحضرت ﷺ سنتے ہیں ۔۔۔۔ معلوم ہوا کہ مسجد نبوی سے جہاں سے بھی سلام عرض کیا جائے سنا جاتا ہے۔ (تسکین الاذکیاء ص: ۳۶۱)

☆ مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

قبر اقدس پر سماع کی حدود:۔

سوال: قبر رسول مقبول ﷺ پر کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنا حضرات اکابرین دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں، سوال یہ ہے کہ قبر اقدس پر سماع کی حدود کہاں تک ہیں؟

۱۔۔۔ آیا حجرہ عائشہؓ کی حدود؟

۲۔۔۔ حضور ﷺ کے دور کی مسجد کی حدود؟

۳۔۔۔ دور عثمانی کی مسجد کی حدود جب کہ مسجد کی توسیع کر کے حجرہ عائشہؓ کو مسجد میں شامل کیا گیا؟

۴۔۔۔ موجودہ مسجد؟

۵۔۔۔ آئندہ توسیع شدہ حدود مسجد؟

۶۔۔۔ موجودہ شہر مدینہ؟

۷۔۔۔ آئندہ کا شہر مدینہ؟

جواب: کہیں تصریح تو یاد نہیں، اکابر سے سنا ہے کہ احاطہ مسجد شریف میں جہاں سے بھی درود و سلام پڑھا جائے خود سماعت فرماتے ہیں، مسجد کی حدود جہاں تک وسیع ہونگی وہاں تک سماعت کا حکم ہوگا اور حجرہ شریفہ کے قریب سے سلام عرض کرنا اقرب الی الادب والمحبت ہوگا۔

☆ اتحادی گروہ عام طور پر لوگوں کے سامنے اپنا عقیدہ یہ بیان کرتا ہے کہ جو شخص قبر کے قریب درود و سلام پڑھے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور اگر کوئی قبر مبارک سے دور پڑھے تو آپ ﷺ خود نہیں سنتے فرشتے پہنچاتے ہیں، لیکن اصل عقیدہ ان حضرات کا یہ ہے جو مذکورہ بالا عبارات میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک خواہ کوئی عند القبر یعنی قبر کے قریب درود پڑھے یا قبر سے دور مسجد نبوی ﷺ میں جہاں کہیں جتنی پست آواز میں درود پڑھے، آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور مسجد نبوی ﷺ کی موجودہ حد کے ساتھ بھی خاص نہیں مسجد نبوی ﷺ خواہ کتنی ہی وسیع ہوتی چلی جائے۔

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔

ادب خشوع اور تواضع کو لازم پکڑے اور ہیبت کے مقام پر اپنی نگاہ کو نیچی رکھے جیسا کہ آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی زندگی میں کرتا تھا کیونکہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور اس بات کو ذہن میں حاضر رکھے کہ آپ ﷺ آنے والے کے اپنے سامنے کھڑا ہونے اور اس کے سلام کو سنتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کی زندگی کی حالت میں تھا اس لئے کہ آپ ﷺ کی موت و حیات میں اپنی امت کے مشاہدہ اور ان کے احوال و نیات و عزائم اور خیالات کو پہنچانے میں کوئی فرق نہیں اور یہ بات آپ ﷺ کے ہاں بالکل روشن (اور) ظاہر ہے

اس میں کوئی خفاء نہیں ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس پر اطلاع دیتا ہے۔ (سماع ص:۳۶)

{تحقیق اکابر}

مولانا سرفراز خان صفدر، شیخ الاسلام ابن عبدالهادی کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

لیکن قبر مبارک سے دور باقی مسجد نبوی میں جو سلام پڑھا جاتا ہے۔ وہ آپ ﷺ خود نہیں سنتے، وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی نماز میں یا مسجد میں داخل یا اس سے خارج وقت پڑھے۔ (تسکین الصدور صفحہ ۳۳۶)

{تنویر}

فرمان صفدری سے واضح ہوگیا کہ مسجد نبوی میں پڑھا جانے والا درود دوری سے پڑھے جانے والا درود ہے۔ موجودہ غالی اتحادی دور سے مسجد نبوی کی حدود تک کے سماع کے قائل ہیں، عند القبر کا نام صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے لیتے ہیں۔ اب موجودہ صورت حال میں آپ ﷺ کی قبر کے پاس جانا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ قبر مبارک بھی دیواروں میں مستور ہے۔ اور زائرین ان دیواروں سے بھی کئی ہاتھ کے فاصلے پر دور کھڑے ہوتے ہیں۔ اور آداب زیارت سے پست آواز سے درود پڑھنا ہے۔ چونکہ قبر مبارک کے پاس پہنچنا جب ممکن ہی نہیں رہا۔ اس لیے اتحادیوں نے اب دور سے سماع کا عقیدہ اپنا لیا ہے۔ غالیوں کا مذکورہ عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اور تحقیق اکابر بھی اور فیصلہ کریں کہ اکابر کے ہاں غالیوں کا مقام کیا ہے۔؟

☆ تمام اکابر علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب "عقائد اسلام" حقانی میں ہے:۔

تیسری قسم شرک فی السمع ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح نزدیک و دور کی بات سنتا ہے، کسی اور کو بھی یوں ہی سمجھا، مشرک ہوگیا۔ (عقائد اسلام، حقانی، ص:۳۳۳)

☆ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی "صفت سمع کی تشریح

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

سمع کے معنی سننا اور بصر کے معنی دیکھنا، یعنی اللہ تعالیٰ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے، لیکن مخلوق کی طرح اس کے کان نہیں ہیں اور نہ مخلوق کی طرح اس کی آنکھیں ہیں (مافوق الاسباب) نہ اس کے کانوں اور آنکھوں کی کوئی شکل و صورت ہے ہلکی سے ہلکی آواز سنتا ہے چھوٹی سے چھوٹی چیز دیکھتا ہے اس کے سننے اور دیکھنے میں نزدیک و دور، اندھیرے و اجالے کا کوئی فرق نہیں۔

☆ پھر شرک فی السمع کی بحث میں فرماتے ہیں:۔

یعنی اللہ تعالیٰ صفت سمع یا بصر میں کسی دوسرے کو شریک کرنا مثلاً یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی ہماری تمام باتوں کو دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں یا ہمیں اور ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں، سب شرک ہے۔ (تعلیم الاسلام)

☆ مفکر اسلام مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان فرماتے ہیں:۔

کیا حضور ﷺ درود سن سکتے ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء اہل السنت والجماعت مندرجہ ذیل مسائل کے بارے، قرآن مجید اور احادیث کا حوالہ ضرور دیا جائے؟

(۱) کیا نبی کریم ﷺ ہمارا درود شریف سن سکتے ہیں یا نہیں؟۔۔۔الخ

جواب: ہر وقت ہر بات کا دور سے اور قریب سے سننا فقط اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا خاصہ ہے، کسی اور کے لئے اس کا ماننا اسلامی عقیدہ نہیں، البتہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی کو سنائے تو اس وقت سن سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص:۲۵۲، ج:۱)

{اکابرین علماء حرمین کا فیصلہ کن فتویٰ}

علماء حرمین کا اجماعی بورڈ اللجنة الدائمة میں ایک فتویٰ سوال و جواب کی صورت میں دستیاب ہے، جو انتہائی فیصلہ کن ہے۔ اس لئے ہم سوال و جواب بعینہٖ نقل کرتے ہیں:۔

السوال: هل يسمع النبي ﷺ كل دعاء و نداء عند قبره الشريف او صلوات خاصة حين يصلى عليه كما في الحديث "من صلى على عند قبري سمعته....." الى آخر الحديث. اهذا الحديث صحيح او ضعيف او موضوع على رسول الله ﷺ؟

سوال: آپ ﷺ کی قبر شریف کے پاس دعا کی جائے، آپ ﷺ کو آواز دی جائے یا بعض مخصوص درود پڑھے جائیں تو آپ ﷺ ان سب کو سنتے ہیں یا نہیں؟ حدیث میں آیا ہے من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائيا......الخ یعنی میری قبر کے پاس جو درود پڑھے تو میں سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو پہنچایا جاتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے، ضعیف یا موضوع؟

الجواب: الاصل ان الاموات عموماً لا يسمعون نداء الاحياء من بني آدم ولا دعاؤهم كما قال تعالىٰ (وما انت بمسمع من في القبور) ولم يثبت في الكتاب ولا في السنة الصحيحة ما يدل على ان النبي ﷺ يسمع كل دعاء و نداء من البشر حتى يكون ذالك خصوصية له وانما ثبت عنه ﷺ انه يبلغه صلوة وسلام من يصلى ويسلم عليه فقط سواء كان من يصلى عليه عند قبره او بعيدا عنه كلاهما سواء من ذلك لما ثبت عن على بن الحسين بن على ؓ انه رأى رجلا يجيء الى فرجة كانت عند قبر النبي ﷺ فيدخل فيها فيدعوا فنهاه وقال الا احدثكم حديثا سمعته من ابي عن جدي عن رسول الله ﷺ انه قال لا تتخذوا قبري عيدا ولا بيوتكم قبورا وصلوا على فان تسليمكم يبلغني اين كنتم) اما حديث "من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على بعيدا ابلغته" فهو ضعيف عند اهل العلم.

(اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء)

الجواب: اصل یہی ہے کہ مردے زندوں کی آواز اور ان کی دعا نہیں سنتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما انت بمسمع من فی القبور۔ کتاب اللہ اور سنت مجھ میں نبی ﷺ کے سماع پر ایسی کوئی دلیل نہیں جس سے کہ اس کو آپ ﷺ کی خصوصیت قرار دے دیا جائے۔ اور یقیناً یہ بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ بے شک پہنچا دیا جاتا ہے صلوٰۃ و سلام جو صلوٰۃ و سلام آپ ﷺ پر پڑھے۔ اور جو کوئی صلوٰۃ و سلام آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی قبر کے پاس پڑھے یا قبر سے دور پڑھے۔ دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ حدیث سے ثابت ہے حضرت علی بن حسین بن علیؓ سے کہ بے شک انہوں نے دیکھا ایک آدمی کو جو آتا تھا ایک کھڑکی کے پاس جو نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس تھی۔ پس داخل ہوتا اس میں پس دعا کرتا۔ پس منع کیا اس کو (حضرت علی بن حسین نے) اور فرمایا کیا تمہیں حدیث نہ بیان کروں جو میں نے سنی ہے اپنے باپ (حضرت حسینؓ) سے انہوں نے میرے دادے (حضرت علی بن ابی طالبؓ) سے انہوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا: نہ بناؤ تم میری قبر کو عید۔ اور نہ بناؤ تم اپنے گھروں کو قبریں۔ درود پڑھو مجھ پر۔ پس بے شک تمہارا سلام مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ تم جہاں کہیں بھی ہو۔ (قبر کے پاس ہو یا دور) باقی رہی یہ حدیث من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی بعیدا ..... الخ۔ تو یہ اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے۔

(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ ص:۷۰، ج:۳)

عرب کے مشہور محدث علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:۔

قول النبی ﷺ ان لله ملائكة سياحين في الارض يبلغوني عن امتي السلام الاول ووجه الاستدلال به انه صريح في ان النبي ﷺ لا يسمع سلام المسلمين عليه اذ لو كان يسمعه بنفسه لما كان بحاجة الى من يبلغه اليه كما هو ظاهر لا يخفى على احد ان شاء الله تعالىٰ واذا كان الامر كذلك فبالاولى انه لا يسمع غير السلام من الكلام. واذا كان كذلك فانه لا يسمع السلام غيره من الموتى اولى واحرى ثم ان

الحديث مطلق يشمل حتى من سلم عليه ﷺ عند قبره ولا دليل يخرج بالتفريق بينه وبين من صلى عليه بعيدا عنه والحديث المروى في ذلك موضوع ..... (مقدمہ آیات بینات ص:۵۰)

آپ ﷺ کا فرمان۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے زمین پر پھرنے والے میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ میں (البانی) کہتا ہوں۔ وجہ استدلال کی بے شک وہ صریح ہے اس میں کہ نبی کریم ﷺ مسلمانوں کا سلام نہیں سنتے۔ اس لیے کہ اگر آپ ﷺ خود سنتے ہوتے تو پھر آپ ﷺ کی طرف پہنچانے والوں کی ضرورت نہ ہوتی۔ جیسا کہ بالکل ظاہر بات ہے۔ کسی پر مخفی نہیں۔ اور جب معاملہ اس طرح ہے (یعنی آپ ﷺ امت کا سلام خود نہیں سنتے تو پھر سلام کے علاوہ دوسرا کلام بطریق اولیٰ نہیں سنتے۔ اور جب آپ ﷺ سلام نہیں سنتے تو دوسرے مردے بطریق اولیٰ نہیں سنتے۔ پھر بے شک یہ حدیث مطلق ہے اس کو بھی شامل ہے جو آپ ﷺ کی قبر پر بھی سلام پڑھے وہ بھی آپ ﷺ خود نہیں سنتے۔ اور کوئی ایسی دلیل نہیں۔ جو تصریح کرے ساتھ فرق کرنے درمیان قریب اور بعید کے۔ اور حدیث جو قریب کے بارے میں روایت کی گئی ہے۔ (من صلی علی عند قبری) من گھڑت ہے۔

مفتی مکۃ المکرمۃ وخطیب مسجد الحرام کا فتویٰ

{الاستفتاء}

ترجمہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان دو فریقوں کے حق میں جن کے درمیان ہمارے ملک پاکستان میں مندرجہ ذیل مسائل میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

"فریق اول" کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا وسیلہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد

جائز نہیں (یعنی یہ جائز نہیں کہ ایک شخص یوں دعا کرے کہ اے اللہ تعالیٰ بحق رسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ کی برکت سے میرا فلاں کام کر۔ مترجم) کیونکہ جب آپ ﷺ وفات پا گئے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تمام صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں فرمایا تھا کہ جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے تو وہ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہے تو تحقیق اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حضرت محمد پاک ﷺ تو ایک رسول ہی ان سے پہلے بھی رسول ہو گزرے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری، طبقات کبریٰ ابن سعد: ۲۶۷، ج:۲، مصنف ابن ابی شیبہ: ص:۵۵۳، ج:۱۲، البدایۃ والنہایۃ: ص:۲۴۲، ج:۵، روح المعانی: ص:۴۳، ج:۴، احیاء العلوم: ص:۴۲۳، ج:۴ میں ہے۔

اور کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں کہ اس نے نبی پاک ﷺ سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد توسل کیا ہو۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کی طرف (خشک سالی میں) رجوع کیا جیسا کہ بخاری میں موجود ہے (مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام)

پس جو شخص نبی پاک ﷺ سے توسل آپ ﷺ کی وفات کے بعد کرتا ہے اور کہتا ہے یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے وسیلہ بناتا ہوں اور کہتا ہے کہ ہم بہت دور سے آپ ﷺ کے حرم کی زیارت کے لئے آئے ہیں تاکہ ہم آپ ﷺ کی شفاعت اور آپ ﷺ کے بعض حقوق کے ادا کرنے سے فائز ہو جائیں اور آپ ﷺ کو ہم اپنے رب کے دربار میں شفیع پیش کرنے میں کیونکہ گناہوں نے ہماری پشتوں کو توڑ دیا ہے۔

یا رسول اللہ ہماری شفاعت فرمانا اور یا ضجیعین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے پاس جا کر کہہ دے کہ ہم تم دونوں کو نبی پاک ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں کہ وہ ہماری شفاعت فرمائیں اور ہمارے رب سے سوال کریں کہ ہماری کوشش قبول فرمائیں اور آپ ﷺ کی سنت پر ہم کو زندہ رکھے اور یا یہ کہہ دے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حق یا آپ ﷺ کی برکت کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔ یا دیگر بناوٹی دعاؤں سے دعا کرتا ہوں یہ تمام باطل اور مردود ہیں۔ کیونکہ زیارت شرعی سے مراد صرف سلام اور دعا۔ (مردوں کے لئے)

ہے اور جو زیارت بدعی ہے جو شرک کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ قبر والے کے پاس آتے ہیں اس سے سوال کرتے ہیں یا اس کے واسطے سے یا اس کے پاس سوال کرتے ہیں تو یہ مشرکین اور مبتدعین کی زیارت ہے جیسا کہ شیخ الاسلام نے توسل اور وسیلہ ۲۲، ۳۲، ۶۷، ۹۵ اور مجموعۃ الفتاویٰ: ۳۵۵، ج:۱ میں تصریح فرمائی ہے۔

اور شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابیؓ بھی ایسا نہیں تھا جس نے کسی نبیؑ کی قبر کے پاس دعا کی ہو۔ خواہ وہ قبر ابراہیم خلیل اللہ کی ہو یا قبر ہمارے نبی ﷺ کی ہو۔ اسی وجہ سے ائمہ (مجتہدین) امام مالکؒ وغیرہ نے فرمایا کہ (قبر کے پاس جا کر دعا کرنا) بدعت ہے (مجموعۃ الفتاویٰ ص:۱۱۰، ج:۲۲) اور ہر بدعت گمراہی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ تو یہ زیارت بدعیہ گمراہی ہے اور شیخ الاسلام کے تلمیذ ابن قیم فرماتے ہیں کہ مشرک کی جہالت یہ ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جس کو وہ ولی اور شفیع سمجھتا ہے تو وہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں نافع اور مفید ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ شرک کے اقسام سے ایک یہ ہے کہ مردوں سے حاجات طلب کرتے ہیں اور ان کی طرف متوجہ ہو کر ان سے مدد مانگتے ہیں یہ تو عالم کا شرک ہے (مدارج السالکین: ص:۱۹۳، ج:۱) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے کتاب الاستغاثہ جو رد علی البکری کے نام سے معروف ہے کے صفحہ ۳۶ تا ۱۳۴ اور رد علی الاخنائی کے صفحہ ۱۳۴ تا ۲۱۸ میں وضاحت فرمائی ہے۔

اور اسی طرح آپ کے تلمیذ محمد بن عبد الہادیؒ نے الصارم المنکی کے صفحہ ۱۱۱، ۳۶۴ میں وضاحت فرمائی ہے۔

اور امام محمد بن عمر الرازی المتوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں مشرکین کی مثال لوگوں کا مشغول ہونا ہے۔ اکابر کی تعظیم پر اس اعتقاد سے کہ جب یہ ان کی قبروں کی تعظیم کریں تو وہ قبروں والے اولیاء ان کی سفارش کریں گے (تفسیر کبیر: ۳۰، ج:۱۷) اسی طرح روح المعانی: ص:۸۹، ج:۱۱ میں ہے اور شیخ الاسلام کے شاگرد نے الصارم المنکی: ص:۲۴۴، ۲۵۲، ۲۸۰، ۳۰۰ میں وضاحت فرمائی ہے۔

اور یہ دوسرا فریق کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ حیات برزخیہ کے ساتھ زندہ ہیں اور یہ برزخی زندگی دنیوی زندگی سے اعلیٰ و اکمل ہے جیسا کہ امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء ص:۱۶۱، ج:۹ میں وضاحت فرمائی ہے اور نبی پاک ﷺ دنیوی زندگی سے زندہ نہیں اگرچہ آپ ﷺ کا جسد اطہر محفوظ ہے کیونکہ زمین انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو نہیں کھاتی۔ جیسا کہ یہ بات حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور ہمارا درود شریف آپ ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے اور ہم اس کی کیفیت کو نہیں جانتے لیکن ہمارا درود وسلام نہیں سنتے۔ اگر قبر کے پاس بھی ہو۔ (یعنی اگر قبر شریف کے پاس درود شریف کوئی پڑھے یا آپ پر سلام کرے آنحضرت ﷺ نہیں سنتے۔ مترجم)

اور جو حدیث میں آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھ پر قبر کے نزدیک درود شریف پڑھا میں سنتا ہوں یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے جیسا کہ بڑے بڑے علماء نے تصریح فرمائی ہے، مطالعہ کریں موضوعات کبیر: ص:۳۰۳، ج:۱، مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: ص:۲۴۱، ج:۲۷، الصارم المنکی: ۱۷۹۔

اس لئے کہ اس میں محمد بن مروان السدی ہے اور یہ کذاب (جھوٹا) ہے اور یہ من گھڑت حدیثیں بناتا تھا اور یہ متروک الحدیث ہے جیسا کہ الضعفاء الصغیر للامام البخاریؒ: ص:۱۰۹، الضعفاء والمتروکین للنسائی: ص:۳۰۳، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی: ص:۳۵۰، کتاب المجروحین لابن حبان: ص:۲۸۶، ج:۲، دیوان الضعفاء للذہبی: ص:۲۸۸، میزان الاعتدال للذہبی: ص:۳۲، ج:۴، الکامل لابن عدی: ص:۲۲۶۶، ج:۶، تہذیب التہذیب للحافظ العسقلانی: ص:۴۳۶، ج:۹، اللآلی المصنوعہ للامام سیوطیؒ: ص:۲۸۳، ج:۱

"دوسرا فریق" کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا وسیلہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جائز ہے اور آپ ﷺ دنیوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ جو ان امور کا منکر ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے اور اہل السنت والجماعت سے خارج ہے۔ اس کے پاس ترجمہ پڑھنا (قرآن مجید کا) ناجائز ہے اور اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے اور اس کا نام شیخ پیری وہابی ہے۔

آپ سے بیت اللہ الحرام کے علماء کرام (جو تمام) خاص اور عام کے مرجع ہو، ہمیں کھول کر

یہ بتائیں کہ کونسا فریق حق پر ہے اگر پہلا فریق حق اور سیدھی راہ پر ہو تو دوسرے گروہ کا فتویٰ پہلے فریق پر کیسا ہے۔ ہمیں دلیل سے بیان فرمائیں اور آپ کا اجر اللہ جلیل پر ہے۔

(مستفتی خان بادشاہ داود فقر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رياسة عامة لشئون المسجد الحرام

الرقم ۲/۲۳۱

والمسجد النبوی مکتب نائب الرئيس

التاريخ: ۱۰/۱/۱۴۰۳ھ

حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ نے توسل بالنبی ﷺ کے بارے میں فریقین کا مسلک ذکر کیا ہے اور فریق اول کے دلائل اور بعض مراجع بھی ذکر کیے ہیں اور فریق دوم کے دلائل ذکر نہیں کیے۔

خلاصۂ قول کا یہ ہے کہ فریق اول کا قول جو آپ نے ذکر کیا ہے، یہی صحیح ہے اور اس قول کے سوا جو قول بھی ہو وہ ناجائز ہے۔ اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہ صغیرہ وکبیرہ کے حساب کے لئے کھڑے ہونے کو یاد کریں اور اپنے قول وعمل میں سچائی کی فکر کریں اور دین میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے علاوہ کچھ نہ کہیں اور اس پر عمل کریں جو شرع شریف کے موافق ہو۔

تو جب ہم اصول شرع کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو ہم نبی پاک ﷺ کے وسیلہ کے جواز والوں کے پاس دلیل نہیں پاتے جو ان کے مقصود پر دلالت کرے بلکہ ان کے خلاف دلیل قائم ہے۔

امام بخاریؒ وغیرہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جب خشک سالی کی تکلیف پیش آئی تو حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عباس بن عبد المطلب کو وسیلے کے طور پر پیش کر کے فرماتے تھے اے اللہ! بیشک ہم تیرے سامنے اپنے نبی ﷺ کی دعا کو بطور توسل کے پیش کرتے تھے۔ سو تو ہم پر بارش نازل کیا کرتا تھا۔ اور اب ہم تیرے سامنے

اپنے نبی پاک ﷺ کے چچا (کی دعا) کو بطور وسیلہ پیش کرتے ہیں تو ہم پر بارش فرما تو ان پر بارش برسائی جاتی۔

دیکھو تو سہی کہ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے نبی پاک ﷺ کے بعد از وفات آپ ﷺ کو وسیلہ نہ بنایا بلکہ حضرت عباسؓ بن عبد المطلب، حضرت نبی کریم ﷺ کے چچا کو لے گئے۔ اگر آپ کی وفات کے بعد توسل جائز اور ممکن ہوتا تو آپ کے چچا کو لے جاتے کیونکہ وہ نبی پاک ﷺ کے حقوق کو اچھی طرح جانتے تھے۔ عباسؓ کا مرتبہ جتنا بھی بلند ہو تو نبی پاک ﷺ کا مرتبہ اس سے بہت بلند و بالا ہے اور نبی پاک ﷺ کے توسل کے مقصد کے لئے زیادہ پورا کرنے والا ہے۔

پھر واجب ہے کہ ہم واضح کریں کہ صحابہ کرامؓ کا اجماع حضرت عباسؓ کی ذات اور مرتبہ کا توسل تھا یا آپؓ کی دعا کا توسل تھا۔ بلکہ واجب ہے کہ حضرت عمرؓ کے قول اللھم انا کنا نتوسل الیک کے معنی سمجھیں۔ کہ کیا وہ نبی پاک ﷺ کی ذات اور مرتبہ کا توسل کیا کرتے یا آپ ﷺ کی دعا کا توسل کرتے۔ تو واجب ہے کہ اس کے سمجھنے کے لئے نصوص شرعیہ کی طرف رجوع کریں کہ ہمارے لئے حضرت عمرؓ کے قول کی وضاحت کریں کیونکہ نصوص شرعیہ ایک دوسرے کی مفسر ہیں اور یہ تو محققین کے نزدیک بھی معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ کے قول میں کوئی چیز محذوف ہے جس کو مقدر ماننا ضروری ہے۔

تو تقدیر عبارت یا تو یہ ہوگی کہ اے اللہ! ہم تیرے دربار میں اپنے نبی پاک ﷺ کی ذات کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور ہم تیرے دربار میں اپنے نبی پاک ﷺ کے چچا کی ذات کا وسیلہ کرتے ہیں جیسا کہ ان لوگوں کا نظریہ ہے۔

یا عبارت کی تقدیر یہ ہوگی کہ اے اللہ! ہم تیرے دربار میں اپنے نبی پاک ﷺ کی دعا کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور ہم تیرے دربار میں اپنے نبی پاک ﷺ کے چچا کی دعا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں جیسا کہ صحیح نظریہ ہے۔

تو ان دونوں میں سے ایک کو مقدر ماننا ہوگا تاکہ کلام کا معنی صحیح ہو جائے اور دونوں تقدیروں میں جو صحیح ہو وہ معلوم ہو جائے تو اس کے لئے ہمیں ضروری ہے کہ سنت شریفہ کی طرف رجوع کریں۔ کہ ہم پر واضح ہو جائے کہ نبی پاک ﷺ اور حضرت عباسؓ کا صحابہ

کرامؓ کس طرح توسل کرتے تھے۔ تو کیا آپ دیکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں جب خشک سالی ہو جاتی تو ہر ایک اپنے گھر یا کسی مکان میں بیٹھ جاتے یا بغیر رسول اللہ ﷺ کے وہ جمع ہو جاتے پھر وہ اپنے رب سے دعا مانگتے کہ اے اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کی حرمت ومرتبہ سے جو تیرے سامنے ہیں اس کی وجہ سے ہم پر بارش نازل فرما۔

یا نبی پاک ﷺ کے پاس جاتے اور اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی ذات اور مرتبہ کی دعا مانگتے۔

یا نبی پاک ﷺ سے سوال کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ ان پر بارش کرتا۔

اول و دوم کا تو سنت نبوی ﷺ میں بالکل وجود نہیں اور کسی میں یہ طاقت ہے کہ وہ صحیح دلیل پیش کر سکے کہ نبی پاک ﷺ کی زندگی میں موجودگی میں یا عدم موجودگی میں کسی صحابیؓ نے آپ ﷺ کی ذات کا توسل کیا ہو بلکہ جس پر سنت نبویہ شریفہ دلالت کرتی ہے وہ تیسرا امر ہے۔ کیونکہ ہم کو سنت نے واضح کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو جب حاجت ہوتی یا ان پر کوئی حادثہ واقع ہو جاتا تو نبی پاک ﷺ کے پاس آ جاتے اور آپ ﷺ سے دعا کا کہتے کہ اللہ تعالیٰ سے وہ دعا مانگیں یعنی وہ نبی پاک ﷺ کی دعا کا وسیلہ کرتے اور آپ ﷺ کی ذات اور مرتبہ سے توسل نہیں کرتے تھے اور اس میں ان کا استدلال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے (اگر وہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی تیرے پاس آتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ ان کو بخشواتے تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان) ان مثالوں میں سے جمعہ کے دن نبی پاک ﷺ کے پاس ایک بدو کا آنا ہے اور نبی پاک ﷺ خطبہ دے رہے تھے، اس نے خشک سالی اور حیوانات کی ہلاکت کی شکایت کی اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش نازل کرے اور نبی پاک ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ فرمانے لگے کہ بادل پہاڑوں کی طرح آئے اور خوب بارش ہوئی پھر دوسرا جمعہ شکوہ کرنے آیا کہ بارش بہت زیادہ ہو گئی اور حیوانات ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے پھر دعا کی درخواست کی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ان سے بارش بند کرے۔ تب نبی پاک ﷺ نے دعا فر

سالی اور صحت سے بادل چھا گیا۔

اور اسی طرح دوسرا واقعہ ہے کہ لوگوں نے بارش کی شکایت کی اور نبی پاک ﷺ استسقاء کے لئے باہر چلے گئے اور دعا فرمائی اور احادیث میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے طریقہ توسل کیا تھا اور ہر وقت ہر جگہ اس کے جواز کا قول کرتے ہیں کہ دیکھنے والا اس کو آ جائے جس پر وہ توسل کرتے ہیں اور اپنا مال اس کے آگے ذکر کرتے ہیں اور اس سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس کا مقصد پورا کرے اور یہ توسل ہوتا ہے اس شخص سے جو کہ دنیوی زندگی سے زندہ ہو اور نبی پاک ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ سے صحابہ کرام ؓ نے توسل نہیں کیا ہے بلکہ نبی پاک ﷺ کے چچا کے پاس گئے ہیں تا کہ ان کے لئے وہ دعا کریں اور حضرت عباس ؓ کو اس لئے لے گئے کہ ان کو معلوم تھا کہ نبی پاک ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا توسل ممکن نہیں۔

یعنی یہ تو ممکن نہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس چلے جائیں اور حال آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کریں اور آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کریں یہ تو غیر معقول ہے کہ نبی پاک ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی دعا سے توسل جائز ہوتا تو نبی پاک ﷺ کو چھوڑ کر حضرت عباس ؓ کے پاس کیوں جاتے؟ اور اسی کے قریب قریب حضرت معاویہ ؓ سے بھی ثابت ہے اور ابن عساکر نے صحیح سند سے تابعی جلیل سلیم بن عامر الجنازی ؒ سے روایت کی ہے کہ خشک سالی ہوئی تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ اور دمشق والے استسقاء کے لئے نکلے جب حضرت معاویہ ؓ منبر پر بیٹھ گئے تو فرمایا کہ حضرت یزید بن الاسود جرشی ؒ کہاں ہے؟ تو لوگوں نے ان کو آواز دی تو وہ آئے اور ان کو حضرت معاویہ ؓ نے حکم کیا کہ وہ منبر پر چڑھے اور حضرت معاویہ ؓ نے فرمایا اے اللہ! آج ہم میں سے بہتر اور افضل کو تیرے سامنے شفیع پیش کرتے ہیں اور فرمایا اے یزید ہاتھ اٹھاؤ اللہ کے سامنے اس نے ہاتھ اٹھایا اور لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے تو جلدی مغرب کی طرف سے ڈھال کی طرح بادل آ گئے اور ہوا چلی بڑی اور ہم کو بارش نے سیراب کر دیا۔

اور ابن عساکر نے صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ ضحاک بن قیس استسقاء کے لئے لو

گوں کی خاطر نکلے اور یزید بن اسود کو بھی فرمایا۔ اٹھو اے زیادہ رونے والے اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ تین مرتبہ دعا کی اور اتنی بارش ہوئی کہ قریب تھا کہ وہ اس میں غرق ہو جاتے۔

اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ نے توسل بذات النبی ﷺ اور بجاہ النبی ﷺ سے انکار کیا ہے۔ اور یہی مذہب ہے حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کا۔ اور در مختار جو احناف کی مشہور کتاب ہے اس میں آیا ہے کہ کسی کو یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے مگر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ اور جس دعا کی اجازت دی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں اس کو انہی ناموں کے ساتھ پکارو۔

اور اسی طرح فتاویٰ ہندیہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:۔

اور قدوری میں لکھا ہے کہ بشیر بن الولید فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابو یوسف ؒ نے بتایا کہ امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ کسی کو جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں کے سوا کسی اور سے پکارے اور یہ مکروہ ہے کہ دعا میں اس طرح کہے، معاقد العز من عرشك او بحق خلقك (تیری مخلوق کے حق سے)

اور یہ جو آپ نے حدیث ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام ؑ کے ابدان مبارکہ کھائے تو یہ حدیث صحیح ہے یہ انبیاء کرام کی برزخی زندگی کی نوع فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن بہر حال یہ دنیوی زندگی سے ایک مختلف نوعیت کی زندگی ہے۔

اور یہ جو حدیث بیان کی جاتی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کے نزدیک درود شریف پڑھا میں سنتا ہوں، یہ حدیث موضوع ہے۔

جو آپ نے اس کے بطلان اور وضعی ہونے کے لئے ائمہ کا حکم ذکر کیا ہے اس سے نہ استدلال کرنا جائز ہے اور نہ اس کی روایت کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر موضوع ہونا اس روایت کا بیان کر دے تو پھر جائز ہے۔

اور دوسرے فریق کا قول کہ نبی پاک ﷺ کی ذات کا توسل جائز ہے اس پر کوئی دلیل موجود نہیں اور اپنے عقیدہ کے لئے استدلال کرنا کہ نبی پاک ﷺ زندگی

دنیوی کے ساتھ زندہ ہیں اور ہمارا درود و سلام سنتے ہیں۔ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ نبی پاک ﷺ کی زندگی پر قول کرنا کہ وہ دنیوی زندگی کی طرح زندہ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت محمد ﷺ ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو گزرے ہیں پھر کیا اگر یہ رسول ﷺ وفات پا جائیں یا قتل کیے جائیں تو کیا تم پھر جاؤ گے ایڑیوں کے بل الٹے پاؤں (الآیۃ)

اور نبی پاک ﷺ کا ہمارا درود و سلام سننا ابھی سماع شرعا انہی کانوں سے اس پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ جس پر صحیح حدیث دال ہے وہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کو امت کا سلام فرشتے پہنچاتے ہیں۔

(فریق دوم کا یہ قول کہ فریق اول ناسخ ہے اور جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہے وہ بدعتی ہے اور اہل السنت والجماعت سے خارج ہے اور اسی طرح وہابی وغیرہ کہہ کر اپنے گمان کے مطابق کوئی گروہ کرتے ہیں یہ ان کی بڑی غلطی ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو اور ان کو ہدایت اور نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور ہم کو اس دن فائدہ دے جس میں نہ مال فائدہ دے گا نہ بیٹے کام آئیں گے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امام وخطیب حرم مکی شریف ونائب الرئیس العام
لشؤن المسجد الحرام والمسجد النبوی ﷺ
محمد بن عبداللہ السبیل
(فتویٰ خطیب مکۃ المکرمۃ)

از محقق ٹی الاطلاق، ذہبی زمان، حضرت علامہ خان بادشاہ شانہ بیکل قہر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{بغاوت نمبر 15}

{نرالی تحقیق}

تمہید:۔

قرآن وسنت کی روشنی میں حضرات اکابر کا نظریہ ہے کہ رفیق اعلیٰ جنت الفردوس میں ایک خاص مقام ہے، جو ارواح انبیاء کرام کا مستقر ہے۔ اور وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کی روح اور بھی ارواح انبیاء کرام کے ساتھ رفیق اعلیٰ جنت الفردوس میں قیام پذیر ہے۔ لیکن اہل اتحاد کا عقیدہ یہ ہے کہ دفن کے بعد ہر میت (نبی غیر نبی) کی روح اس کے بدن کے اندر ہی لوٹا دی جاتی ہے۔

اس لیے اوکاڑوی صاحب، حضرت مولانا عبدالرحیم نظامی صاحب کی ایک عبارت (کہ حضور اقدس ﷺ کی روح مبارک رفیق اعلیٰ جنت الفردوس میں قیامت تک رہے گی) پر گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

☆ پھر میں نے یہ پوچھا کہ رفیق اعلیٰ ہے کہاں؟ اس کا معنی تو اعلیٰ مقام ہے اور حضرت پاک ﷺ کے روضہ پاک سے اعلیٰ مقام دنیا میں اور کوئی نہیں کہ اس کا مقام تو عرش اعظم سے بھی زیادہ ہے، تو اس کو رفیق اعلیٰ کیوں نہ مانا جائے۔ میں نے سوال میں یہی پوچھا ہے کہ جب حضرت پاک ﷺ نے فرمایا تھا، اللھم من الرفیق الاعلیٰ تو اس جسم اور روح دونوں نے کہا تھا یا جسم مثالی نے کہا تھا؟ اگر اس جسم اور روح نے کہا تھا تو پھر جہاں یہ دونوں پہنچے ہیں وہی رفیق اعلیٰ ہے، اب یہ بات تو نہیں ہو سکتی کہ ایک بے وفائی کر کے کہ روح تو رفیق اعلیٰ میں چلی جائے اور جسم یہیں رہ جائے۔ جب اسی جسم اور روح دونوں نے کہا ہے تو جہاں یہ دونوں پہنچے ہیں وہی رفیق اعلیٰ ہے اور وہی جگہ روضۃ من ریاض الجنۃ ہے۔ (تسکین الاذکیاء ص: ۴۸۹) ☆

اللہ یار خان چکڑالوی لکھتا ہے:۔

علماء نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ جو مرکز ہے جسم رسول اکرم ﷺ کا اس کی شان جنت الفردوس سے بھی افضل ہے اعلیٰ ہے، روح اقدس رسول اکرم ﷺ جنت الفردوس سے اعلیٰ مقام چھوڑ کر کسی دوسرے فضول مقام کو کیسے قبول کرے گا۔

(بیعت اولیاء : ص: ۶۵)

{اوکاڑوی، چکڑالوی فرامین کا خلاصہ}

☆ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک رفیق اعلیٰ سے مدینہ منورہ کی قبر ہی مراد ہے۔

☆ آپ ﷺ کی روح مبارک آپ ﷺ کے بدن اقدس کے اندر مدینہ منورہ کی قبر میں ہی ہے۔

☆ اگر روح مبارک رفیق اعلیٰ میں چلی جائے اور بدن یہیں رہ جائے تو یہ بے وفائی ہے۔

☆ چکڑالوی کے نزدیک جنت الفردوس اور مقام ہے اور آپ ﷺ کا روح مبارک جنت الفردوس میں قطعاً نہیں جا سکتا، البتہ آپ کی روح مبارک آپ ﷺ کے جسم مبارک کے اندر مدینہ منورہ میں موجود ہے۔

نوٹ:۔ اکاڑوی، چکڑالوی بیانات کا تضاد ملاحظہ فرما کر ایک کے سچے اور دوسرے کے کذاب ہونے کی تصریح بھی کر دیں، ہمارے نزدیک دونوں کذاب ہیں۔

★★★★★★★★★★★★★★

{تحقیق اکابر}

☆ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی رفیق اعلیٰ کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

لفظ رفیق اسم جنس ہے کہ اس کا اطلاق فرد واحد پر بھی ہوتا ہے اور جماعت پر بھی۔ پس رفیق اعلیٰ سے مراد انبیاء کرام ہیں جو اعلیٰ علیین میں پہنچ چکے ہیں، اس کی تائید

اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں اس دعا کے یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ یعنی انبیاء کرام کے ساتھ، صدیقین کے ساتھ، شہداء کے ساتھ، صلحاء کے ساتھ کہ وہی لوگ اچھے رفیق ہیں۔ (مظاہر حق: ص: ۵۳۱، ج: ۵)

☆ مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی نے رفیق اعلیٰ سے، جنت میں انبیاء کی سنگت مراد لی ہے۔ (کشف المغطا: ص: ۲۲۰)

☆ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رفیق اعلیٰ کی تحقیق میں فرماتے ہیں:۔

واختلفوا فی معنی الحدیث فقال الجوھری الرفیق الاعلی الجنۃ ویؤیدہ من وقع عند ابن اسحٰق الرفیق الاعلی الجنۃ وقال ابن عبد البر ھو اعلی الجنۃ وقیل الرفیق اسم جنس یشمل الواحد وما فوقہ والمراد بہ من ذکر فی الآیۃ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص: ۲۸۹، ج: ۴)

ترجمہ: محدثین کرام کے اس حدیث کی تشریح میں چند اقوال ہیں، چنانچہ علامہ جوہری فرماتے ہیں کہ رفیق اعلیٰ سے مراد بہشت ہے اور اسی معنی کی تائید کرتی ہے ابن اسحٰق کی وہ روایت جس میں الفاظ ہیں الرفیق الاعلی الجنۃ، علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ رفیق اعلیٰ سے مراد بہشت کا اونچا اور عمدہ درجہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ رفیق اسم جنس ہے جو کہ ایک اور ایک سے زائد کو شامل ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر

قرآن مجید کی اس آیت میں ہے یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہداء، صالحین وغیرہ۔

☆ علامہ عبد الحق حقانی علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب "عقائد اسلام" میں علیین کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اور شہیدوں کو قبل حشر بھی جنت میں جانے کا حق ہے اور اسی طرح جو شخص ان سے بھی زیادہ رتبہ میں ہیں جیسا کہ انبیاء و صدیقین یا جس کو چاہے اللہ اس کو بھی جنت میں مقام ملتا ہے۔ (عقائد اسلام ص: ۱۶۹)

☆ امام ابن قیم حنبلی اور امام ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں:۔

اما الانبیاء علیھم السلام فلا شک ان ارواحھم عند اللہ فی اعلی علیین وقد ثبت فی الصحیح ان آخر کلمۃ تکلم بھا رسول اللہ ﷺ عند موتہ انہ قال اللھم الرفیق الاعلی، وقال رجل لابن مسعود قبض رسول اللہ ﷺ این ھو؟ قال فی الجنۃ. واما الشھداء فاکثر العلماء علی انھم فی الجنۃ وقد تکاثرت الاحادیث بذلک کحدیث مسلم عن ابن مسعود وحدیث احمد وابی داؤد عن ابن عباس وغیرھما مما سبق (شرح الصدور: ص: ۲۳۹)

ماحصل ترجمہ یہ ہے کہ امام ابن قیم وامام ابن رجب فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام کی وفات کے وقت ارواح مبارکہ ابدان عنصریہ سے نکل کر اعلیٰ علیین میں چلی جاتی ہیں اور وہی مقام جنت، ارواح انبیاء کرام کا مستقر ہے اس کی دلیل بخاری شریف کی وہ حدیث ہے جس میں ام المومنین نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا آخری کلام وفات کے وقت یہ تھا اللھم الرفیق الاعلیٰ، اور کسی آدمی نے ابن مسعود سے پوچھا کہ نبی پاک ﷺ موت کے بعد اب کہاں ہیں؟ تو ابن مسعود نے جواب دیا، جنت میں۔ جمہور علماء کا یہی نظریہ ہے کہ شہداء کی ارواح بھی جنت ہی میں ہوتی ہیں اور کثیر احادیث وارد ہوئی ہیں جیسا کہ مسلم میں ابن مسعود سے مسند احمد، ابوداؤد اور ابن عباس وغیرھما جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

☆ محدث احناف ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

فی الرفیق الاعلی متعلق بمحذوف ای اجعلنی فی الرفیق الاعلی وھم ھنا الانبیاء الذین یسکنون اعلی علیین۔ مطلب یہ ہے کہ فی الرفیق الاعلیٰ جار مجرور کا متعلق فعل اجعلنی محذوف ہے اور رفیق اعلیٰ سے مراد انبیاء کرام کی وہ جماعت ہے جو اعلیٰ علیین جنت الفردوس میں رہتی ہے تو آپ ﷺ نے دعا مانگی، یا اللہ! مجھے بھی جنت الفردوس کے اندر انبیاء کرام کی رفاقت میں پہنچا دے۔

☆ علامہ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں:۔

الرفیق ھنا اسم جنس یشمل الواحد وما فوق والمراد الانبیاء ومن ذکر فی الآیۃ (فتح الباری: ص: ۲۰۲، ج: ۹) مطلب واضح ہے، رفیق اعلیٰ سے مراد انبیاء کرام، صدیقین، شہداء کی ارواح کا مستقر ہے جن کا ذکر آیت میں آیا ہے اور وہ مستقر جنت ہے۔

☆ علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں:۔

قال الجوھری الرفیق الاعلی الجنۃ ویؤیدہ ما وقع عند ابی اسحٰق الرفیق الاعلی الجنۃ، رفیق اعلیٰ سے مراد جنت کا مکان ہے۔

(عمدۃ القاری للعینی)

☆ علامہ آلوسی فرماتے ہیں:۔

اما الانبیاء فلا شک ان ارواحھم عند اللہ فی اعلی علیین الخ (روح المعانی: ۱۶۱، ج: ۱۵) یعنی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ارواح انبیاء کرام علیین ہی میں رہتی ہیں اسی لئے آپ ﷺ نے آخر وقت میں اللھم الرفیق الاعلیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! میری روح کو بھی اعلیٰ علیین رفاقت انبیاء میں پہنچا دے۔

☆ علامہ نسفی حنفی فرماتے ہیں:۔

ارواح الانبیاء تخرج من جسدھا وتصیر مثل جسدھا مثل

المسك والكافور وتكون في الجنة تاكل وتشرب وتتنعم وتاوي بالليل الى قناديل معلقة تحت العرش.

(شرح الصدور، ص: ۲۰۳، مظہری، ص: ۲۲۳، ج: ۱۰)

مطلب واضح ہے کہ انبیاء کرامؑ کی ارواح مبارکہ بوقت موت ابدان عنصریہ سے نکلتی ہیں اور جنت کے اعلیٰ مقام اعلیٰ علیین میں ان ارواح کا مستقر ہے، نعم جنت کھاتی پیتی ہیں اور جنت کی سیر کرتی ہیں۔

☆ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:۔

انما بعد وفاته فروحه المقدسة قد استقرت في الرفيق الاعلى مع ارواح الانبياء.... (فتح الملہم، ص: ۳۲۱، ج: ۳)

بہر حال آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی روح مبارک کا مستقر رفیق اعلیٰ ارواح انبیاء کرامؑ کے ساتھ جنت میں ہی ہے۔

☆ علامہ سیوطیؒ نقل کرتے ہیں:۔

هذا مع القطع بان روحه في اعلى عليين مع ارواح الانبياء و هو الرفيق الاعلى.... (شرح صدور، ص: ۱۰۰)

ترجمہ:۔ یہ قطعی بات ہے کہ آپ ﷺ کی روح انور باقی انبیاء کرام کی ارواح کے ساتھ اعلیٰ علیین میں ہے، اور یہی رفیق اعلیٰ ہے۔

☆ سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ "حیات النبی ﷺ فی الجنة" کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

{حیات النبی ﷺ فی الجنة}

رفیق اعلیٰ میں نبی کریم ﷺ کی روحانی حیات

پہلی حقیقت۔ فی الرفیق الاعلیٰ:

صرف صحیح بخاری میں ایک ہی موقع پر آٹھ نو روایات میں یہ مضمون ہے کہ بالکل

اس وقت نبی کریم ﷺ کی زبان پاک پر اللھم فی الرفیق الاعلیٰ کے الفاظ تھے یہ ساری روایات حضور ﷺ کی محبوب رفیقہ حیات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں، جن کے گھر میں آپ ﷺ نے وفات پائی اور وفات کے وقت آپ ﷺ کا سر مبارک ان کی گود میں تھا۔

فرماتی ہیں:۔

توفي النبي ﷺ في بيتي وفي يومي وبين سحري ونحري... فرفع راسه الى السماء وقال في الرفيق الاعلى، في الرفيق الاعلى (صحیح بخاری، باب مرض النبی ﷺ ووفاته) نبی کریم ﷺ نے میرے گھر میری باری کے دن اور میری گود میں وفات پائی..... آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا: فی الرفیق الاعلیٰ، فی الرفیق الاعلیٰ

دوسری روایت میں ہے کہ

ثم قال في الرفيق الاعلى ثلاثا ثم قضى (ایضاً) آپ ﷺ نے تین بار فی الرفیق الاعلیٰ فرمایا، پھر وفات پا گئے۔

تیسری روایت میں ہے:۔

فجعل يقول في الرفيق الاعلى حتى قبض (ایضاً) آپ ﷺ برابر فی الرفیق الاعلیٰ فرماتے رہے، یہاں تک کہ وفات پائی۔

چوتھی روایت کے الفاظ ہیں:

فكانت آخر كلمة تكلم بها اللهم الرفيق الاعلى (متفق عليه) آپ ﷺ کا آخری کلام مبارک یہی تھا، اللھم الرفیق الاعلیٰ... (مشکوۃ المصابیح)

{دوسری حقیقت، جنت کا نظارہ:}

اب دوسری حقیقت ملاحظہ ہو:۔

حضرت صدیقہؓ طاہرہ ام المومنین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے، انه لن يقبض نبي حتى يرى مقعده من الجنة

ثم يخير کسی نبی کی وفات نہیں ہوتی جب تک کہ جنت میں اس کا مقام اس کو دکھا نہیں دیا جاتا پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔

جب تک نبی کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جائے، اس وقت تک کسی نبی کی روح قبض نہیں کی جاتی۔ مقعد کے معنی ہیں جائے قیام (مفردات القرآن، ص: ۵۸۰) بیٹھنے کی جگہ (لغات القرآن، ص: ۳۲۵، ج: ۵)

{تیسری حقیقت، دنیا و آخرت میں اختیار}

وفات سے پہلے جہاں نبی کو جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے وہاں اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیا و آخرت میں سے جو چاہے چن لے، چاہے تو وہ زندہ رہ کر دنیا کی رونق اور کج دھج سے متمتع ہو اور چاہے تو اخروی نعمتوں اور عند اللہ انعامات سے مستفید و مستفیض ہو۔ حضرت ام المومنینؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے، ما من نبي يمرض الا خير بين الدنيا والاخرة (متفق علیہ) کوئی نبی ایسا نہیں جسے مرض (وفات) میں دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کو چن لینے کا اختیار نہ دیا گیا ہو۔

{چوتھی حقیقت، آپ ﷺ نے اخروی نعمتیں اختیار فرما لیں}

چنانچہ آپ ﷺ کو یہ اختیار دیا گیا اور آپ ﷺ نے آخرت اور آخرت میں عند اللہ انعامات کو چن لیا

(۱) بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آپ نے (مرض وفات میں) منبر پر بیٹھ کر فرمایا: ان عبدا خيره الله بين ان يؤتيه من زهرة الدنيا ما شاء وبين ما عنده فاختار ما عنده فبكى ابو بكر... فكان رسول الله ﷺ هو المخير وكان ابو بكر اعلمنا (متفق علیہ) ایک بندہ ایسا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اگر وہ چاہے تو دنیا کی رونق اللہ اسے دے دے اور اگر چاہے تو جو (نعمتیں) اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں (وہ لے لے) اس بندے نے عند اللہ (انعام و اکرام) کو چن لیا ہے اس پر حضرت ابو بکرؓ رو دیے ... وہ بندہ جس کو اختیار دیا گیا (خود) رسول کریم ﷺ تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ ہم سب (صحابہ کرامؓ) سے زیادہ عالم تھے۔

(۲) حضرت ام المومنینؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے نبی کو وفات سے پہلے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے ... وفات کے وقت جب آپ ﷺ نے اللھم الرفیق الاعلیٰ فرمایا فقلت اذا لا يختارنا تو میں سمجھ گئی کہ اب آپ ہم کو اختیار نہیں کریں گے۔ (متفق علیہ)

یعنی ام المومنینؓ کو یقین ہو گیا کہ اب رسول اللہ ﷺ ہم سے رخصت ہونے والے ہیں اب آپ ﷺ ہمارے پاس نہیں رہیں گے۔

{فی الرفیق الاعلیٰ کے معنی}

آپ ﷺ کے اس آخری اور متواتر ارشاد کے معنی کیا ہیں؟ اس پر کچھ روشنی ایک اور روایت سے پڑتی ہے ام المومنینؓ ارشاد فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی وفات سے پہلے کان لگا کر آپ ﷺ سے سنا (اصغت الیہ) فرماتے تھے۔ اللھم اغفر لی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ، میرے اللہ! میری مغفرت فرما، میرے اوپر رحم فرما اور مجھے رفیقوں کے ساتھ ملا دے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس وقت بھی برابر یہ دعا فرماتے رہے، جب کہ آپ ﷺ کی آواز انتہائی کمزور ہو گئی تھی اور کان لگائے بغیر سنی بھی نہیں جاتی تھی۔ اور فی الرفیق الاعلیٰ اور اللھم الرفیق الاعلیٰ کے معنی اتنا تو معلوم ہو گئے کہ میرے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔

اب رفیق اعلیٰ سے کیا مراد ہے؟ اس کی حقیقت خود حضور ﷺ کے دوسرے فرمان سے ہو جاتی ہے۔ ام المومنینؓ ہی فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ مرض وفات میں فرماتے تھے.. مع الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين (الآية) ان حضرات کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صلحاء (سے ملا دے)۔

تو بالکل آخر وقت آپ ﷺ کی اللہ رب العزت سے دعا یہ تھی کہ الٰہی مجھے ان رفیقوں سے ملا دے جن پر تو نے فضل و انعام فرمایا، نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صلحاء

ے مراد وہ ہے جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں۔ قولہ فی الرفیق الاعلیٰ ...... ای
الجماعۃ من الانبیاء الذین یسکنون اعلیٰ علیین (سندھی حاشیہ بخاری)
آپ ﷺ کے فرمان فی الرفیق الاعلیٰ کا مطلب انبیاء کی جماعت
ہے جو اعلیٰ علیین میں رہتی ہے۔

{پانچویں حقیقت، جنت آپ ﷺ کا مسکن ہے}

بروایت حضرت انسؓ سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ نے آپ کی موت پر فرمایا:
یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ (بخاری) اے میرے ابا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بلایا آپ ﷺ نے اپنے رب کی دعوت قبول فرمائی۔ اے میرے ابا وہ ذات کہ جنت الفردوس آپ ﷺ کا ٹھکانا ہے۔ ماوٰی کے معنی ہیں ٹھکانا، مقام سکونت۔ امام راغب اصفہانیؒ نے ماوٰی کے معنی کیے ہیں رہنے کی جگہ۔ (مفردات القرآن)

خلاصہ:۔

ان پانچ حقائق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو مرض وفات میں جنت میں آپ ﷺ کی جائے قیام یعنی رہنے کی جگہ دکھوائی۔ پھر آپ ﷺ کو اختیار دیا کہ چاہیں تو آپ ابھی کچھ اور دنیا میں رہیں یا اپنے اس جنتی مقام میں آجائیں۔ آپ ﷺ نے دنیا سے منہ موڑ کر حضرت اللہ الفردوس کو اور جنتی مقام کو چن لیا۔ اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کی کہ مجھے اعلیٰ علیین میں رہنے والے یعنی جماعت انبیاء وغیرہ علیہم السلام سے ملا دے اور بالفاظ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی دعوت الی الجنۃ کو قبول کر لیا (اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا الحاق بالرفیق کو قبول فرمایا۔ آپ ﷺ کو وفات دے دی اور جنت الفردوس میں داخل فرما دیا اب جنت الفردوس آپ ﷺ کا مقام سکونت ہے، آپ ﷺ کے رہنے کی جگہ ہے۔

تعجب:۔

اب ان حقائق سے نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ظاہر ہے کہ وفات کے بعد ذات اقدس ﷺ کا مقام سکونت جنت الفردوس ہے۔ اپنی رضا سے آپ ﷺ نے دنیا سے منہ موڑا، اس دنیا سے تعلق قطع فرمایا، بار بار الحاق بالرفیق کی دعا کی۔ پس اللہ رب العزت نے آپ کو وفات دے کر جنت الفردوس میں بلا لیا۔ اب آپ ﷺ کی روح پاک کا مقعد و ماوٰی جنت الفردوس ہے۔ آپ ﷺ کے رہنے کی جگہ، آپ ﷺ کا مقام سکونت، جنت الفردوس ہے۔

(حیات الاموات ص: ۱۱۲ تا ۱۱۶ سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری)

تبصرہ:۔

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلویؒ، علامہ اشفاق الرحمن کاندھلوی صاحب، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، علامہ ابن قیم حنبلیؒ، علامہ ابن رجب حنبلیؒ، محدث ملا علی قاری حنفیؒ، علامہ ابن حجر شافعیؒ، علامہ عینی حنفیؒ، علامہ سید محمود آلوسی حنفیؒ، علامہ کشمیری حنفیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ دیوبندی، علامہ سیوطی شافعیؒ اور سید نور الحسن شاہ صاحبؒ وغیرہ تمام حضرات اکابر قرآن و سنت کے دلائل سے رفیق اعلیٰ سے مراد جنت الفردوس کا مقام لیتے ہیں۔ جو ارواح انبیاء کا مستقر ہے اور یہ تمام اکابر تصریح فرماتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی روح مبارک ارواح انبیاء کے ساتھ جنت الفردوس میں قیام پذیر ہے۔

جبکہ اوکاڑوی صاحب پوری امت سے الگ ہو کر رفیق اعلیٰ سے مراد مدینہ منورہ کی قبر لے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ اور ساتھ یہ دعوی بھی کر رہے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کی روح مبارک آپ ﷺ کے جسد عنصری کے اندر مدینہ منورہ کی قبر مبارک میں موجود نہیں تو یہ تو بے دلائلی بنتی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے اوکاڑوی اور چکوالوی صاحبان برائے کتاب و سنت اور نہ برکات حضرات اکابر سے نڈھال بلکہ گھائل ہو کر بہکی بہکی باتیں بناتے اور کرتے ہیں۔ اور بے چارے خود بھی نہیں سمجھتے کہ کیا لکھ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں۔ چکوالوی و اوکاڑوی صاحبان کی یہ تحقیق بھی مکڑیوں کی بڑھ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اس لیے کہ عبارات اکابر کے ضمن میں دلائل بھی مذکور ہو چکے ہیں کہ رفیق اعلیٰ سے مراد جنت الفردوس ہی کا مقام

ہے اور آپ ﷺ کی روح مبارک کا وہی مستقر ہے۔ لیکن اوکاڑوی صاحب پہ خواہ مخواہ بغاوت اکابر کا ایسا بھوت سوار ہے جو انہیں کسی طرح بھی سکون نصیب نہیں ہونے دیتا۔
اوکاڑوی یار ... رکھے!!!

حقیقت شمع و پروانہ کی کھل جائے گی دم بھر میں
ذرا ہونے تو دے محفل میں آثار سحر پیدا

{بغاوت نمبر 16}

{اکابر پر انکار قرآن اور قادیانی ہونے کا الزام}

اتحادی گروہ کی تقریباً 35 عدد کتب میں یہی بات دہرائی گئی ہے۔ کہ قرآن پاک میں شہید کے دنیاوی جسم کو زندہ کہا ہے، جو آدمی شہید کے دنیاوی جسم کو زندہ نہیں مانتا وہ حیات شہدا کا منکر ہے۔

☆ اتحادی گروہ کے محسن اول ڈاکٹر خالد محمود پی ایچ ڈی لندن فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم میں جہاں بھی انسانی حیات کا تذکرہ ہے، تو اس کا محل جسم ہی ہے۔ شہداء کے متعلق ارشاد فرمایا: ولا تقولوا لمن یقتل (الآیۃ) یہاں احیاء انہی کو فرمایا جو من یقتل کے ماتحت آتے ہیں اور ظاہر ہے کہ قتل کا محل جسم ہے نہ کہ روح، پس حیات کا محل بھی جسم ہی ہے نہ کہ روح۔ اگر جسم میں زندگی ہو تو وہ زندہ ہے اگر جسم زندہ نہیں تو کوئی زندگی نہیں۔ (مقام حیات ص: ۵۶ طبع اول)

☆ چنانچہ مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب، آیت: لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ۔ (الآیۃ) پر خامہ فرسائی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

کتاب اللہ کی پہلی شہادت:۔

اس آیت شریفہ میں ان وجود کو مردہ کہنے سے روکا گیا جس پر کہ فعل قتل وارد ہوا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ قتل جسم پر ہی وارد ہوتا ہے پس زندہ وہی ابدان مقتولہ ہو گئے اور قرآنی

حکم کے مطابق ہم انہیں کو زندہ ماننے کے مکلف ہیں۔ (حیات انبیاء ص: ۲۸)

☆ دوسرے مقام پر یہی مفتی صاحب فرماتے ہیں:۔

اس تسلیم شدہ حقیقت کے پیش نظر جس کا اوپر ذکر ہوا اس کا مطلب یہ ہوا کہ شہداء کے اجساد میں ان کی ارواح موجود ہوتی ہیں اور روح کے موجود ہونے کی وجہ سے ان کا جسم زندہ اور ان کو جسمانی حیات حاصل ہے۔ اس لئے کہ قتل فعل حسی ہے اس کا محل جسم ہے نہ کہ روح اس لئے جو جسم قتل کا محل وہی جسم حیات کا بھی محل ہوگا اور جسم کی حیات روح کے تعلق کا تقاضا کرتی ہے۔ (حیات انبیاء ص: ۱۲۱)

☆ اوکاڑوی صاحب فرماتے ہیں:۔

بل سے پہلے جس جسم کی موت اور قتل کا ذکر ہے اسی جسم کو اللہ تعالیٰ نے اب حیات عطا فرمادی ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قتل تو یہی جسم ہوا تھا مگر بل کے بعد حیات کا ذکر ہے اس سے صرف روح کی حیات مراد ہے۔ یہ بالکل وہی بات ہے جو قادیانی کہتے ہیں۔ (تریاق اکبر، ص: ۳۶۱)

☆ اتحادی گروہ کے موجودہ امیر مولوی منیر احمد منور صاحب ایک لمبی چوڑی تمہید کے بعد فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں حکم دیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو یہ نہ کہو کہ یہ مردہ ہے، بلکہ یہ زندہ ہیں، لیکن ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کون ہوتا ہے؟ انسان کے اندر دو ہی اجزاء ہیں، روح اور جسم۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو قتل ہوا وہ روح ہے یا جسم؟ جسم ہے، زخم جسم کو لگتے ہیں، ٹکڑے ٹکڑے جسم ہوتا ہے۔۔۔۔ لہٰذا اللہ کے راستے میں جو قتل کیے جاتے ہیں وہ اجسام ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ شہداء کے جسم مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے گئے ہیں وہ زندہ ہیں یعنی شہداء کے جسموں کو مردہ نہ کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ جن کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے زندہ بھی وہی ہیں۔ کیونکہ شہداء کے دنیا والے جسم جو قتل ہوئے، جن پر پہلے قتل وارد ہوا، جو مقتول فی سبیل اللہ ہیں، ان کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ شہداء کے دنیاوی جسم ہی

زندہ ہیں... تو زندہ کس کو کہا گیا؟ دنیا والے جسموں کو۔ (تحریر دلپذیر ص: ۲۰،۲۱)

{خلاصہ تحقیقات بغاۃ}

☆ اہل اتحاد کے نزدیک قرآن نے شہید کے دنیا والے جسم کو زندہ کہا۔

☆ قرآنی حیات کے مطابق ارواح شہداء ان دنیاوی اجسام میں ہوتی ہیں۔

☆ جو شخص شہید کے دنیا والے جسم میں روح نہ مانے یا روح کے تعلق کے ساتھ حیات نہ مانے وہ قرآن کا منکر، قادیانی ہے۔

{تحقیق اکابر}

☆ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب "حیات شہداء" کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

لیکن ہر چند بعد موت نہ ارواح شہداء کو ان ابدان کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے نہ ارواح اور مومنین کو، اتنا فرق ہے کہ بعد انقطاع علاقہ جسد اول یا بعد چندے شہداء کی ارواح کو تو اور ابدان کے ساتھ تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور اس حساب سے ان کو حیات روحانی و جسمانی دونوں حاصل ہو جاتی ہیں اور باقی مومنین امت کے لئے اس نقصان کی کچھ مکافات نہیں کی جاتی۔ بہر حال ابدان دنیا سے دونوں کو کچھ تعلق نہیں رہتا۔ پھر اشیاء متعلقہ ابدان دنیوی سے تو تعلق کہاں جو ان کے اموال و ازواج کی جانب کے تو انہیں کے ازواج و اموال سمجھے جائیں اور کسی اور کو نکاح کی اجازت اور وارثوں کو تقسیم و تصرف کرنے کی ... کیونکہ اموال و ازواج دنیوی دونوں کو انہیں ابدان کی ضرورت کے رفع کرنے کے لئے

بنایا ہے..... الخ (آب حیات ص: ۱۹۷، ۱۹۸)

{تحقیق نانوتوی کا خلاصہ}

☆ ارواح شہداء و دیگر مومنین، موت کے بعد ان کے اجسام میں نہیں ہوتیں۔

☆ ارواح شہداء اور دیگر مومنین کا ابدان عنصریہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

☆ ارواح شہداء کو دوسرے برزخی اجسام مل جاتے ہیں۔

☆ حیات جسمانی و روحانی کا مطلب یہ ہے کہ انہیں برزخی اجسام کے ساتھ حیات ہوتی ہے، نہ کہ دنیاوی اجساد کے ساتھ۔

تبصرہ:۔

اتحادی گروہ کے نزدیک قرآن نے شہید کے دنیا والے جسم کو زندہ کہا۔ جو شخص دنیا والے جسم کے اندر روح نہ مانے یا روح کا تعلق نہ مانے وہ قرآن کا منکر اور قادیانی ہے۔ جبکہ حضرت نانوتوی تصریح فرما رہے ہیں کہ ارواح شہداء ابدان عنصریہ میں نہیں ہوتیں۔ اور نہ ہی ارواح شہداء کا ابدان عنصریہ کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا ہے۔ بلکہ ارواح شہداء کو اور اجسام مل جاتے ہیں، اور دوسرے اجسام کے ساتھ شہداء کی زندگی ہوتی ہے۔

اتحادی حضرات کے تیشہ قلم کی ذرہ ضرب ملاحظہ فرمائیں کہ کس بے دردی کے ساتھ بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کو قرآن کا منکر اور قادیانی بنا ڈالا۔ معاذ اللہ۔ یہ ہے ان حضرات کی اکابر کے ساتھ عقیدت اور ہمدردی، کہ ان کے قلم اکابر کے خلاف کیسے کیسے زہر اگل رہے ہیں، ہم تو اتنا ہی عرض کر سکتے ہیں کہ:۔

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

{تحقیق حیات شہداء از حضرت علامہ سید امیر علی دیوبندی}

سید صاحب فرماتے ہیں:۔

اموات یہ دوسرا مفعول ہے حاصل آنکہ راہ خدا میں شہید ہونے والوں کو بھی مردہ مت خیال کچھ بل ھم احیاء عند ربھم ارواحھم فی حواصل طیور خضر

تسرح فی الجنۃ حیث شاءت کما ورد فی حدیث، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک۔

ف: ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں اڑتے پھرتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ زندگی فقط روح کو ہے جسم کو نہیں ہے اور کچھ یہ ہے کہ اس وقت ان کی روحیں مثل ستاروں کے زندہ ہیں (یعنی ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ از ناقل) اور حشر میں سب کے جسم جب زندہ ہو گئے تو ان کے جسم بھی زندہ ہو گئے۔ الخ (تفسیر مواہب الرحمٰن ص: ۱۴۳، ج: ۲)

{تحقیق حیات شہداء از مرشد حسین علی}

حضرت مجدد وقت مولانا حسین علی صاحب فرماتے ہیں:۔

تحقیق بل احیاء کی مختصر یہ ہے کہ احیاء سے مراد یہ بالکل نہیں کہ اس جسم کے ساتھ زندہ ہوں باقی روح خود زندہ ہوتے ہیں مع النفس یا بدون النفس اور نفس اور روح کی مثال آگ اور دخان (دھواں۔ از ناقل) جیسی ہے باقی خاص ان (شہداء) کو اس معنی کے ساتھ زندہ کہنا اس وجہ سے ہے کہ یہ زیادہ عیش اور خوشی میں ہوتے ہیں۔

(تفسیر بلغۃ الحیران ص: ۲۸)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

سب کا حاصل یہ ہے کہ جسم تو بالکل زندہ نہیں ہے اس میں اختلاف ہے کہ آیا روح مع النفس ہے یا محض روح۔ روح آگ کی مثل ہے اور نفس دخان کی مثل ہے یہ تمام کا خلاصہ بے اتفاق بات یہی ہے۔ (بلغۃ الحیران ص: ۷۶)

{تحقیق حیات شہداء از شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندہلوی}

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی فرماتے ہیں:۔

انسان اور بدن میں فرق ہے کیونکہ بدن میں کبھی فربہی اور لاغری کی وجہ سے کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے مگر انسانیت میں کوئی کمی اور زیادتی نہیں ہوتی۔ قرآن کریم

میں شہداء کو زندہ کہا گیا ہے حالانکہ "بدن ان کا مردہ ہے"۔ (علم الکلام ص: ۲۸۰)

{تحقیق حیات شہداء از مرشد تھانوی}

حکیم الامت مرشد تھانوی سورۃ آل عمران کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

(اے مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی دین کے واسطے) قتل کئے گئے ان کو (اور مردوں کی طرح) مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کے مقرب (یعنی مقبول ہیں) ان کو رزق بھی ملتا ہے (اور) وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (و کرم) سے عطا فرمائی (مثلاً درجات قرب وغیرہ یعنی رزق حسی بھی ملتا ہے اور رزق معنوی یعنی مسرت بھی)۔

نیز حضرت تھانوی اسی آیت کے فائدے میں فرماتے ہیں:

حیات شہداء کی تحقیق شروع سیقول رکوع سوم میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جاوے اور رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ ان کی ارواح قنادیل عرش میں رہتی ہیں اور جنت کی انہار سے پانی پیتی ہیں اور اس کے اثمار کھاتی ہیں۔

(رواہ احمد و ابو داؤد و الحاکم عن ابن عباس مرفوعاً۔ تفسیر بیان القرآن: ج: ۱، ص: ۲۹۵، ۲۹۶)

فائدہ: حضرت تھانوی نے بھی وہی تفسیر فرمائی ہے جو احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ حضرت تھانوی کا ایک نکتہ قابل غور ہے کہ شہید کو معمولی مردوں کی طرح اور عام مردوں کی طرح مردہ نہ کہو۔ حضرت تھانوی کے نزدیک شہداء کو میت کہنے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ عام مردوں کی طرح مردہ کہنے اور سمجھنے کی نفی مقصود ہے۔

چنانچہ خود فرماتے ہیں:۔

ایسے مقتول کو شہید کہتے ہیں اور اس کی نسبت گو یہ کہنا کہ وہ مر گیا صحیح اور جائز ہے لیکن اس کی موت کو دوسرے مردوں کی سی موت سمجھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

(بیان القرآن: ص: ۹۷، ج: ۱)

{تحقیق حیات شہداء از حضرت علامہ احمد سعید دہلوی}

[illegible]

(کشف الرحمن ص: ۵۷، ج: ۱)

{تحقیق حیات شہداء از علامہ عبد الحق حقانی دیوبندی}

علامہ حقانی فرماتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

(تفسیر حقانی ص ۳۰۸، ج: ۳)

{تحقیق حیات شہداء از سید نور الحسن شاہ صاحب}

حضرات شہداء کی حیات:

حضرات شہداء کی حیات قرآن کریم سے ثابت ہے اور انہیں مردہ کہنے تک سے روک دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

[illegible]

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون (پ: ۴، آل عمران: ۱۶۹)

[illegible]

انسانی وجود کی تکہ بوٹی ہو چکی ہے پھر اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی گئی ہے اور اسے قبر میں

بھی دفن کر دیا گیا ہے لیکن باطن اعراض مردہ کہنے تک سے منع فرما دیا گیا اور کتاب اللہ میں شہید کو صراحت سے احیاء (زندہ) فرمایا گیا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ شہید زندہ ہے مگر بظاہر تو زندہ معلوم نہیں اور قبر میں دفن ہو چکا ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ تم اس کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے اور اس مشاہدہ سے اس کی حیات کا ادراک نہیں کر سکتے۔ دوسری آیت شریفہ میں حیات پر رزق مستزاد ہے۔ حضرات شہداء صرف زندہ نہیں بلکہ عند اللہ انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے اور ادراک و شعور سے بعید تھی اس لئے حضرات صحابہ کرام نے اس کی حقیقت نبی کریم ﷺ سے دریافت کی۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے آیت: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون کے متعلق پوچھا تو فرمایا۔

ارواحھم فی اجواف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شاءت ثم تأوی الی تلک القنادیل (رواہ مسلم)

ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں، ان کے لئے عرش الہی سے قندیلیں لٹکائی گئی ہیں وہ جنت میں سے جہاں سے ان کا جی چاہے (میوے) کھاتی ہیں پھر قندیلوں میں آرام کرتی ہیں۔

(۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا: جب تمہارے بھائی (غزوہ) احد کے دن شہید کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں (داخل) کر دیا وہ جنت کی نہروں پر آتے ہیں جنت کے میوے کھاتے ہیں اور سونے کی قندیلوں میں جو عرش الہی کے سایہ میں معلق ہیں، آرام کرتے ہیں۔ جب انہوں نے کھانے پینے اور آرام و استراحت کی خوشی حاصل کی تو کہنے لگے کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو (یہ پیغام) پہنچائے کہ:

انا احیاء فی الجنۃ کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ حصول جنت میں بے پرواہی نہ کریں اور جہاد میں سستی نہ کریں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری طرف سے میں ان کو (یہ پیغام) پہنچاتا ہوں فانزل اللہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین

پس اللہ تعالیٰ نے ولا تحسبن الذین ...... آیات نازل فرمائیں۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت کعبؓ، حضرت عبد اللہ بن عمروؓ، حضرت ابو درداءؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابو قیسؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایات ہیں۔

اجلہ و مشاہیر مفسرین اور معروف و معتبر شراح حدیث کے ساتھ اکابر اولیاء، ائمہ دین رحمہم اللہ سے یہی تفسیر و شرح منقول و مروی ہے۔

حضرات شہداء کی حیات روحانی ہے اور فی الجنۃ:-

اللہ رب العزت کے کلام پاک کی جو تفسیر اللہ تعالیٰ کے معصوم رسول ﷺ نے کی ہے اس سے واضح طور پر حقیقت سامنے آگئی ہے کہ حضرات شہداء کرامؓ کی حیات سے مراد جنت میں ان کی روحانی حیات ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی مندرجہ بالا روایت ابوداؤد میں تو صراحت احیاء فی الجنۃ کے الفاظ موجود ہیں۔ لہٰذا اب اس حقیقت میں کوئی شک و شبہ نہ رہا کہ حضرات شہداء کی حیات روحانی ہے اور فی الجنۃ ہے۔

سورۃ یٰس میں جس مرد صالح کا ذکر ہے کہ اس نے اصحاب القریہ (گاؤں والوں) کو اتباع مرسلین اور توحید کی دعوت دی۔ خود بھی اللہ رب العزت پر ایمان لایا جس کی پاداش میں قوم نے اسے شہید کر دیا۔ جام شہادت پیتے ہی وہ داخل جنت ہو گیا۔ اس مرد صالح و شہید کو بھی جنت میں اسی طرح اپنی قوم کی خیر خواہی کا خیال رہا۔ کہنے لگا کسی طرح میری قوم کو میرے درجہ و اکرام کا حال معلوم ہو جاتا۔

قیل ادخل الجنۃ قال یٰلیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین (پ: ۲۳، یٰس) حکم ہوا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخش دیا اور مجھ کو عزت والوں میں شامل کر دیا۔

قرآن کریم اور حدیث پاک کا مضمون کس درجہ باہم مشابہ و ہم آہنگ ہے۔ پھر

اکرام و عزیز ہوگا کہ اس و صاحب شہید کے لئے قرآن کریم میں ہے رسول کریم ﷺ نے اپنی امت کے شہداء کے لئے بھی اسی کرامت کا ذکر فرمایا ہے، فرمایا:۔

ما من احد يدخل الجنة يحب ان يرجع الى الدنيا ۔۔۔ الا الشهيد يتمنى ان يرجع الى الدنيا فيقتل عشر مرات لما يرى من الكرامة (متفق عليه) کوئی شخص ایسا نہیں جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی طرف واپس آنے کو پسند کرے مگر شہید وہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں واپس جائے اور دس بار شہید کیا جائے اس لئے کہ وہ (شہادت کی) عزت و کرامت کو دیکھ چکا ہے۔

جامع ترمذی میں بھی یہ روایت ہے اس میں ليس احد من اهل الجنة کے الفاظ ہیں۔ (ترمذی)

شہید کی وجہ تسمیہ:

شہید کو شہید کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شہید فی سبیل اللہ قتل ہوتے ہی جنت میں شاہد و حاضر ہو جاتا ہے بخلاف اس کے غیر شہید قیامت کے بعد جنت میں داخل ہوں گے علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں النضر بن شمیل سے نقل کرتے ہیں:

واما التسمية شهيد لانه حي فان ارواحهم شهدت وحضرت دار السلام وارواح غيرهم انما تشهدها يوم القيامة. (نووی شرح مسلم)

شہید دنیوی زندگی کی تمنا کرے گا مگر پوری نہ ہوگی، اور تو کوئی شخص جنت سے دنیا میں واپسی کی آرزو نہیں کرے گا صرف شہید فی سبیل اللہ یہ تمنا کریں گے مگر وہ بھی پوری نہیں کی جائے گی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ۔۔۔ ان کے پروردگار نے ان کی طرف جھانکا اور فرمایا کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم کس چیز کی خواہش کریں جبکہ ہم جنت میں جہاں سے چاہتے ہیں (میوے) کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے تین بار اسی طرح پوچھا جب انہوں نے دیکھا کہ سوال کا

سلسلہ برابر جاری رہے گا تو عرض کیا:۔

يارب نريد ان ترد ارواحنا في اجسادنا حتى نقتل في سبيلك مرة اخرى فلما راى ان ليس لهم حاجة تركوا (مسلم) اے پروردگار ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیں تاکہ ہم تیری راہ میں دوسری بار قتل کیے جائیں، جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا گیا گویا ان کی یہ آرزو کہ دنیا میں واپس جائیں الا یعبابہ کے درجے میں ناقابل التفات ہے، اسے کسی حساب و شمار میں نہیں لایا جاتا اور اس کا جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی جاتی۔ ان ترد ارواحنا في اجسادنا، آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دیں تاکہ ہم تیری راہ میں پھر قتل کیے جائیں، یہ الفاظ صراحت سے اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کہ شہید جو جنت میں زندہ ہے وہ اس کی روحانی زندگی ہے جسمانی زندگی نہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو دنیا کے اندر ان کے جسموں میں واپس لوٹا دیں تاکہ وہ اپنے جسم کے ساتھ دوبارہ فی سبیل اللہ قتل ہوں۔

ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی اسی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جھانکا اور فرمایا:۔

هل تستزيدون شيئاً

کیا تم کوئی چیز مزید چاہتے ہو تاکہ میں تم کو مزید دوں؟

انہوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں مزید کیا چاہیے جب کہ ہم جنت میں جہاں سے چاہتے ہیں میوے کھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے پھر ان کی طرف جھانک کر دوبارہ فرمایا جب انہوں نے دیکھا کہ (بغیر کچھ مزید مانگے) انہیں چھوڑے جائیں گے تو عرض کیا تعيد ارواحنا في اجسادنا کہ آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیں۔ حتى نرجع الى الدنيا فنقتل في سبيلك مرة اخرى (جامع ترمذی) تاکہ ہم دنیا کی طرف واپس جائیں اور تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح ہے

کس قدر صراحت موجود ہے کہ آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیں

یہ ان کی تمنا ہے جو پوری نہ ہوئی۔ واضح ہو گیا کہ حضرات شہداء کی روحیں نہ تو جنت سے واپس دنیا میں آئیں نہ عنصری جسموں میں داخل ہوئیں لہٰذا ان کی حیات جنت میں روحانی حیات ہے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (میرے باپ کی شہادت پر مجھے غمگین دیکھ کر) فرمایا کیا میں تجھے اس بات کی بشارت نہ دوں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ تیرے باپ کے ساتھ پیش آئے، میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (ضرور دیجئے) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی سے ہرگز کلام نہیں فرمایا مگر پس پردہ۔ واحيا اباك فكلمه كفاحاً وقال يا عبدي تمن علي اعطيك قال رب تحييني فاقتل فيك ثانية قال الرب تبارك وتعالى انه قد سبق مني انهم لا يرجعون قال وانزلت هذه الاية ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا (الاية) (جامع ترمذی) اور تیرے باپ کو زندہ کیا پس اس سے بالمشافہ بات کی فرمایا اے میرے بندے! تو مجھ سے کوئی تمنا کر میں تجھے دوں گا (تیرے باپ نے فرمان الٰہی کے جواب میں) عرض کیا اے میرے رب! تو مجھے زندہ کر تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میری طرف سے یہ پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ (دوبارہ) واپس نہیں آئیں گے اور یہ آیت نازل ہوئی ولا تحسبن الذين ۔۔۔۔۔۔ الخ۔

ارشاد نبوی ﷺ میں اس بات کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابرؓ کے شہید باپ کو زندہ کر دیا (واحيا اباك) اس کے باوجود وہ تمنا کرتے ہیں کہ (يارب تحييني) اے رب! مجھے زندہ فرمائیے تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ حیات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت جابرؓ کے شہید باپ کو دی وہ روحانی اور جنتی حیات ہے اور حضرت عبداللہؓ جو حیات طلب کر رہے ہیں وہ دنیوی حیات ہے، جسمانی یعنی میری روح کو میرے جسم عنصری میں واپس بھیج کر مجھے جسمانی طور پر زندہ کر دے تاکہ میں دنیا میں جا کر دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں۔

حضور کی احادیث صحیحہ میں ہے کہ حضرات شہداء اس جسمانی دنیوی حیات کی استدعا کرتے ہیں کہ روح جسد عنصری میں واپس کی جائے مگر یہ منظور نہیں کی جاتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ

پہلے فیصلہ فرما چکے ہیں کہ موت کے بعد دوبارہ دنیا میں کوئی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ خود نبی کریم ﷺ اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔

والذي نفسي بيده لوددت ان اقتل في سبيل الله ثم احيى ثم اقتل ثم احيى ثم اقتل ثم احيى ثم اقتل (متفق علیہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ فی سبیل اللہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

غور فرمایئے! ادھر عام شہید نہیں نبی اللہ ہیں، پھر امام الانبیاء ﷺ ہیں پھر ایک دفعہ شہید نہیں ہوتے، دو دفعہ، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ شہید ہو کر بھی زندگی کی تمنا کرتے ہیں، مگر وہ زندگی نہیں ملتی کیونکہ فیصلہ ربی اور ارادہ الٰہی اس کے خلاف ہو چکا ہے۔

ادھر، نبی اللہ تو افضل و اکرم و اشرف ہیں، شہید فی سبیل اللہ کے متعلق صاف ارشاد قرآنی ہے کہ وہ زندہ ہے، بل احیاء، ایک حقیقت، حیات روحانی ہے جسمانی نہیں، تو یہ حقیقت بے غبار ہو کر سامنے آ گئی کہ یہ حیات شہداء اور نوعیت کی ہے اور حضرات شہداء اور خود امام الانبیاء ﷺ جس حیات کی خواہش و تمنا فرما رہے ہیں وہ دوسری نوعیت کی۔ پہلی حیات وہ حیات ہے کہ اس کے ساتھ انسان آخرت اور جنت سے واپس دنیا میں نہیں آ سکتا۔ دوبارہ شہادت نہیں پا سکتا، فی سبیل اللہ قتل نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے قتل جسم ہوتا ہے تو گویا پہلی حیات جو حضرات شہداء کو حاصل ہے وہ روحانی اور جنتی ہے۔ اور دوسری حیات جس کی حضرات شہداء اور خود امام الانبیاء ﷺ کو تمنا ہے وہ دنیوی جسمانی حیات ہے، وفات سے پہلے والی زندگی۔

قرآن کریم میں بظاہر تضاد و تعارض اور اس اشکال کا حل:۔

قرآن کریم کی ان آیات میں حضرات شہداء کرامؒ کو مردہ کہنے کی ممانعت کر دی گئی ہے اور انہیں زندہ (احیاء) فرمایا ہے۔

ادھر حضرات انبیاء کرامؑ کے لئے موت کی صریح نص موجود ہے:۔

(۱) حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا گیا:

وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا (پ ۱۶ مریم) اور اس پر سلام ہے جس دن کہ پیدا ہوا اور جس دن مرا اور جس دن زندہ ہو کر اٹھے گا۔

(۲) حضرت عیسیٰ اپنے متعلق فرماتے ہیں:

والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (پ ۱۶ مریم) اور میرے اوپر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ ہو کر اٹھوں گا۔

پیدائش سے موت تک اور موت سے (قیامت میں) زندہ ہو کر اٹھنے تک ان حضرات پر سلامتی ہی سلامتی ہے۔ تو حضرات انبیاء کرام پر موت کا اطلاق فرمایا گیا ہے اور مرنے کے بعد قیامت تک یہ میت ہی میت ہیں۔ پھر قیامت کے دن زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے تو حضرات انبیاء کرام کو جن کی شان حضرات شہداءؓ سے بدرجہا اعلیٰ وارفع وافضل ہے قیامت تک میت قرار دیا گیا ہے اور حضرات شہداءؓ جن کی شان اور جن کا درجہ ومقام حضرات انبیاءؑ سے تیسرے نمبر پر ہے احیاء (زندہ) فرمایا گیا ہے اور انہیں اموات کہنے اور سمجھنے تک کی نہی وممانعت کر دی گئی ہے۔

قرآن آیات واحادیث میں بھی درحقیقت کوئی تعارض وتضاد نہیں۔ حضرات شہداء کے لئے جس حیات کا اثبات کیا گیا ہے وہ ہی جنتی روحانی حیات ہے۔ دنیوی جسمانی حیات سے مغایر شہادت سے پہلے والی حیات مراد نہیں۔ اس حیات پر موت کا اطلاق ہو سکتا ہے اور حضرات انبیاء کرامؑ کے لئے جو موت ثابت ہے وہ دنیوی جسمانی موت ہے۔ اس پر حیات کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر دنیوی حیات سے مغایر، غیر کامل اور غیر مطلق حیات۔

شہداء کا جسم:

کتاب اللہ اور احادیث نبویہ صحیحہ متواترہ سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ شہید فی سبیل اللہ کی روح تو فوراً جنت میں داخل ہو جاتی ہے۔ رہا جسم تو شہید کا جسم، روح اور جان کے [illegible] گیا ہے۔

علامہ ابن عبد البرؒ، شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک عجیب ایمان افروز تاریخی واقعہ روایت کیا ہے، ملاحظہ ہو:

جنگ اجنادین کے دن جب رومی پسپا ہوئے تو وہ ایک ایسی جگہ جمع ہو گئے جہاں کا راستہ ایسا تھا کہ اس میں سے صرف ایک آدمی گزر سکتا تھا۔ وہاں رومی لڑنے لگے حضرت ہشامؓ بن عاص آگے بڑھے اور رومیوں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اسی جگہ پر ان کی نعش رہ گئی اور راستہ بند ہو گیا جب مسلمان مجاہدین وہاں پہنچے تو اس بات سے ڈرنے لگے کہ گھوڑے نعش کو روند ڈالیں (حضرت ہشامؓ شہید کے بڑے بھائی) حضرت عمروؓ بن عاص نے فرمایا:

ایها الناس ان الله قد استشهده ورفع روحه الیه وانما هی جثة فوطئوها الخیل ثم اوطاه هو ثم تبعه الناس حتی قطعوه (شرح الصدور) اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت عطا فرمائی آپ کی روح کو (جنت کی طرف) اٹھا لیا اور یہ تو صرف جثہ ہے تم اسے روندتے ہوئے گھوڑے بڑھاؤ۔

چنانچہ پہلے خود حضرت عمروؓ بن عاص نے (حضرت) ہشامؓ کی نعش کو کچلتے ہوئے گھوڑا بڑھایا پھر دوسرے لوگوں نے آپ کے پیچھے پیچھے گھوڑے بڑھائے۔ یہاں تک نعش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، جب رومیوں کو شکست ہو گئی اور مسلمان مجاہدین واپس لوٹے تو حضرت عمروؓ اپنے بھائی کی نعش پر آئے اور اس کے گوشت کے بکھرے ہوئے ٹکڑے اس کے منتشر اعضاء اور اس کی بکھری ہوئی ہڈیاں جمع کرنے لگے پھر ان سب کو ایک چادر میں اٹھایا اور دفن کر دیا۔ (استیعاب)

روشن ترین مثالی کردار:

ایک مرد مسلمان، مجاہد عظیم وجلیل، صحابی رسول ﷺ کا جسم اطہر راستے میں پڑا ہے۔ پورا لشکر ایک شہید فی سبیل اللہ کے جسد اطہر کو اپنے گھوڑوں کے پاؤں تلے روند ڈالنے میں متامل ومتردد ہے۔ مگر حضرت ہشامؓ شہید کے بڑے بھائی حضرت عمروؓ بن العاص ایک سیکنڈ کے لئے تردد وتامل نہیں کرتے، اپنے چھوٹے بھائی کے لاشے پر

[illegible] لشکر کو حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:
[illegible] شہید کی روح تو اعلیٰ علیین میں پہنچ گئی یہ تو محض ایک جثہ ہے، بہادرو! اپنے گھوڑوں کے سموں سے اسے روندتے ہوئے آگے بڑھ کر دشمنوں کا صفایا کر دو۔

پھر سب سے پہلے اپنا گھوڑا بڑھاتے ہیں اور اپنے عزیز بھائی، چھوٹے بھائی کی نعش کو اپنے گھوڑے کے سموں سے کچلتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ پورا لشکر اپنے شیر دل جرنیل کی اطاعت واتباع کرتا ہے اور دوسرے لمحے شہید فی سبیل اللہ کے وجود پاک کی تکا بوٹی ہو چکی ہوتی ہے۔

دشمن کو شکست فاش ہوتی ہے۔ اسلامی لشکر فتح کے علم لہراتا ہوا واپس ہوتا ہے تو مرد غازی مجاہد کبیر حضرت عمرو بن العاص نے اپنے ہاتھ سے اپنے چھوٹے بھائی کی بوٹی بوٹی، ہڈی ہڈی اکٹھی کی۔ جوڑ جوڑ بند بند جمع کیا۔ چادر میں رکھ کر گٹھڑی باندھی اسے اٹھایا اور سپرد خاک کر دیا۔ کتنا روح انگیز وتحیر خیز، سبق آموز، جرأت آفریں اور ایمان افروز ہے یہ واقعہ۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ایک اور روایت ملاحظہ ہو:

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد جب کہ ان کا جثہ سولی پر تھا (جثہ مصلوبہ) ان کی والدہ محترمہ حضرت بی بی اسماءؓ (بنت صدیقؓ) سے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے تعزیت کرتے ہوئے کہا:

لا تحزنی فان الارواح عند الله فی السماء وانما هذه جثة، آپ غم نہ کریں بلاشبہ (شہداء کی) ارواح عند اللہ آسمانوں میں ہیں اور یہ تو محض بے جان جثہ ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی دنیا میں صفیہؓ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے تعزیت کرتے ہوئے حضرت اسماءؓ سے کہا: یا هذه اتقی الله واصبری فان هذه الجثة لیست بشیء وانما الارواح عند الله (شرح الصدور)

جثہ: ایک تو دونوں روایتوں میں حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ اور حضرت عبد اللہؓ بن عمرو بن عاص ایسے جلیل القدر فقہاء صحابہؓ کے انداز بیان واسلوب سے بصراحت ثابت ہے کہ جثہ جسد بے روح کو کہتے ہیں پھر لغت میں جثہ کا اطلاق عموماً بے جان جسم پر ہوتا ہے۔ الجثۃ، انسان کا بدن۔ اس کا زیادہ استعمال مردہ لاش کے لئے ہے۔

جہاں حضرت ہشامؓ بن عاص اور عبد اللہ بن زبیرؓ کی روحیں عند اللہ زندہ ہیں وہاں ان کے جسم اطہر بے روح اور بے جان ہیں گویا شہداء رحمہم اللہ کو روحانی جنتی حیات حاصل ہے۔ (حیات الاموات ۷۹ تا ۸۹)

تبصرہ:

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ، حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عباسؓ، حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ، حضرت کعبؓ، حضرت عبد اللہ ابن عمروؓ، حضرت ابو درداءؓ، حضرت ابی ابن کعبؓ، حضرت ابو قیس، حضرت ابو سعید خدریؓ وغیرہم صحابہ کرامؓ حیات شہداء کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کی ارواح جنت میں ہوتی ہیں۔ نہ کہ ان ابدان عنصریہ میں۔

اہم اعلان:

کسی ایک صحابیؓ سے بھی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جس میں حیات شہداء کا یہ مطلب بیان کیا ہو۔ کہ شہید کا دنیا والا جسم زندہ ہوتا ہے۔ یا روح دنیا والے جسم میں موجود ہوتی ہے۔ تمام اتحادی قیامت تک زور لگا کر ایسا ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔ ان شاء اللہ۔

یہی وجہ ہے کہ اتحادی گروہ طیش میں آ کر حضرات صحابہ کرامؓ کی تشریحات کو قرآن کا انکار قرار دے کر اور قادیانی نظریہ ٹھہرا کر خود خمینی کی گود میں پناہ گزین ہے۔

اب آپ خود ہی انصاف کریں کہ جو شخص فہم صحابہ کو قرآن کا انکار اور قادیانی نظریہ بتائے وہ ظالم خود کس درجے کا گمراہ اور قادیانی نواز ہو گا۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا امیر علی ملیح آبادیؒ، حضرت مولانا سین علی الوانیؒ تصریح فرماتے ہیں۔ کہ یہ جسم زندہ نہیں۔ کاندھلوی صاحب فرماتے ہیں شہید کا جسم مردہ ہے۔

حضرت مولانا ... صاحب، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، اور عبداللہ ابن عمروؓ حضرات صحابہ کرام سے یہی نقل فرماتے ہیں کہ ان کے نزدیک شہید کا جسم بے جان پڑا ہے اور اس کی روح جنت میں ہے۔

عثمانی، امہند، حضرت تھانویؒ، حضرت حقانی وغیرہم سب اکابر حیات شہداء کا مطلب وہی بیان کرتے ہیں۔ جو ان حضرات صحابہ کرام نے بیان کیا۔ اور احادیث سے ثابت ہے۔ کہ شہید کی روح جنت میں ہوتی ہے۔ اس بدن میں قطعاً نہیں ہوتی۔

جبکہ اتحادی گروہ کا اعلان ہے کہ یہ قرآن کا صریح انکار، اور قادیانی نظریہ ہے۔ تو اب اہل اتحاد کے فتویٰ کے مطابق تمام حضرات صحابہ اور تمام اکابر قرآن کے منکر اور قادیانی ٹھہرتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ نقل کفر کفر نباشد

ہے کوئی دیانت و انصاف کا حامی، جو ان غالی حضرات کے اس زہر آلود قلم کو بھی لے اور بے لگام زبانوں کو کھینچ لے، جو بات بات پر تمام اکابر کو قرآن کا منکر قادیانیت کی بھینٹ چڑھا رہی ہیں۔ ان بدبختوں سے بڑا باغی اور خائن کون ہوگا۔ جو تمام امت کی تکفیر کر کے بھی اپنے آپ اکابر کا نعرہ لگائے جا رہے ہیں۔

{حضرت تھانویؒ کے باغی}

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

تو جس وقت انسان مرتا ہے پہلے اس عالم مثال ہی میں جاتا ہے۔ وہاں ایک آسمان بھی ہے۔ مشابہ دنیا کے آسمان کے اور ایک زمین بھی ہے مشابہ دنیا کی زمین کے۔ اور ایک جسم بھی ہے مشابہ اس جسم کے۔ لیکن وہ بھی ہے جسم ہی۔ تو مرنے کے بعد تو روح کے لیے ایک جسم مثالی ہوگا۔ اور آخرت میں جو جسم ہوگا۔ وہ یہی ہوگا۔ جو دنیا میں ہے۔ غرض یہ ایمان ہے ہمارا کہ حشر روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی۔ یعنی یہی جسم جو ہم اب لیے بیٹھے ہیں۔ اور جو گل سڑ کر خاک ہو جائے گا۔ اسی کو حق تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے پھر سے درست کر کے محشور فرمائیں گے ... غرض ایک تو جسم یہاں ہے۔ اور ایک جسم ہے عالم مثال میں۔ اور وہ مشابہ ہے اس جسم کے۔ یہ جسم بعینہٖ نہیں۔ تو عالم مثال میں بدن بھی مثالی

ہے۔ وہاں کی دوزخ بھی مثالی ہے۔ بس اسی عالم مثال ہی کا نام قبر ہے۔ اب سب اشکال رفع ہو گئے۔

کیا معنی۔ کہ قبر سے مراد یہ مخصوص گڑھا نہیں ہے۔ کیونکہ کسی کو بھیڑیا کھا گیا۔ یا کوئی سمندر میں غرق ہو گیا۔ تو اس صورت میں چونکہ وہ زمین میں دفن نہیں ہوا۔ اس لیے اس کو چاہیے کہ قبر کا عذاب ہی نہ ہو۔ لیکن اب اشکال ہی نہ رہا کیونکہ وہ جو عالم مثال ہے۔ وہیں اس کو عذاب قبر بھی ہو جائے گا۔ اشکال تو جب ہوتا جب قبر سے مراد یہ گڑھا ہوتا۔ جس میں لاش دفن کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصطلاح شریعت میں قبر گڑھے کو کہتے ہی نہیں۔ بلکہ عالم مثال کو کہتے ہیں ...... (اشرف الجواب حصہ سوم صفحہ ۲۰۷)

{اشارات}

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

قبر اس گڑھے کا نام نہیں۔ جس میں لاش دفن کی جاتی ہے۔

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

اس گڑھا کو قبر نہ ماننا قرآن کا قطعی انکار ہے، حدیث متواترہ کا انکار ہے، ولئک کالانعام بل ھم اضل کا مصداق ہے۔ (تسکین الاذکیاء صفحہ ۹۸-۱۰۷ تا ۱۰۸)

کیا معاذ اللہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ صاحب قرآن کے قطعی منکر، حدیث متواتر کے منکر اور جانوروں سے بدتر ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذلک)

☆ حضرت تھانویؒ اس قبر کو گڑھا کہتے ہیں۔

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

اس بدنصیب ٹولہ کو قبر صرف گڑھا ہی نظر آتی ہے ... قبر سے اتنا شدید بغض ہے کہ قبر تک کہنا روا نہیں رکھتے۔ گڑھا کہتے ہیں۔ گڑھے، گوھے کی ایک گردان ہے جو جاری ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۳۶)

کیا پیر زاہد الحسینی صاحب نے حضرت تھانویؒ کو اس عبارت میں بدنصیب نہیں کہا؟ (نعوذ باللہ)

پیر زاہد الحسینی صاحب کہتے ہیں:۔ یہ گروہ اس محسوس اور مشاہد قبر سے انکار کر کے دراصل مدینہ منورہ کی حاضری سے مسلمانوں کو محروم کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ جب قبر سے مراد یہ قبر نہیں۔ دوسری جگہ ہے۔ جو نظر نہیں آتی تو سید دو عالم ﷺ کے مزار اقدس پہ جانے سے کیا ہے۔ اسی طرح جب قبر سے مراد یہ قبر نہیں ہے۔ تو پھر کسی نیک بندے کے پاس دفن ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ پھر تو شیخین کو سید دو عالم ﷺ کے قدموں میں جگہ کا ملنا کچھ شرف اور فضیلت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ منکروں کا خیال ہے ...... بلکہ یہ ساری مقدس تعلیم ہی بے کار اور غیر مفید ہو جاتی ہے۔ جو عالم آخرت کی اس پہلی منزل کے متعلق ہے۔ اور تقریباً آٹھ سو آیات کی تاویل فاسد کرنا ہوگی۔ اور کئی احادیث کا انکار کرنا ہوگا۔ جن سے اسلام کا بنیادی عقیدہ بعث بعد الموت ثابت ہو رہا ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۳۷)

کیا پیر زاہد الحسینی صاحب کے نزدیک حضرت تھانویؒ سمیت وہ تمام اکابر جو قبر کے دونوں مفہوم مانتے ہیں اور قبر شرعی برزخ کو قرار دیتے ہیں اور اس گڑھا کے قبر شرعی ہونے کے منکر ہیں وہ سید دو عالم ﷺ کے گستاخ ملحد، بے دین، آٹھ سو آیات قرآنیہ کے منکر اور کئی احادیث کا انکار کرنے والے ہیں ...؟ (نعوذ باللہ)

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

سوال و جواب اور عذاب و ثواب جسم مثالی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس قبر میں نہیں۔

جبکہ اتحادی پیر اللہ یار خان چکڑالوی کہتا ہے:۔

روح کو عذاب ہوا مگر روح تو بقول آپ کے جسم مثالی میں ہے تو کیا جسم مثالی بھی اس عذاب سے متاثر ہوتا ہے ظاہر ہے جب روح کو عذاب ہو رہا ہے تو وہ جسم کیسے متاثر نہ ہو جس میں وہ روح موجود ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عذاب ہوتا ہے روح اور جسم مثالی کو یعنی کھائے پیئے گوری، دھوئیں نہائے جمعہ، مزے کرے جسم عنصری اور مار کھائے جسم مثالی، گناہ کرے جسم عنصری اور عذاب ہو جسم مثالی کو۔ واہ رے کافرانہ توحید! اللہ تعالیٰ کے عدل کا کیا خوب تصور بخشا گیا ہے! (سیف اویسیہ ص: ۳۵)

مولوی نور محمد ترمذی فرماتے ہیں:۔

جب کتاب و سنت سے ثابت کیا جاتا ہے کہ عالم قبر کی کاروائی میں روح کے ساتھ

جسد بھی شریک ہوتا ہے تو تاویل کرتے ہیں کہ جسد کے ساتھ جسد مثالی ہے ان لوگوں کی یہ تاویل بھی درحقیقت تحریف کے برابر ہے ... اس لیے کہ یہ عدل خداوندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ نیکی اور برائی کرنے میں اور جسد شریک کار تھا۔ جزا و سزا میں اور جسد کو شامل کیا گیا۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جو کرے وہ بھرے۔ لیکن کرے اور بھرے اور یہ تو بے انصافی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے۔ (قبر کی زندگی صفحہ ۱۴۶)

مولوی نور محمد ترمذی صاحب فرماتے ہیں:۔

حضرت انسان کا مزاج بڑا عجیب ہے۔ نہ ماننے پر آیا تو جسد عنصری اصلی حقیقی کے تعلق کا انکار کر دیا۔ اور جب ماننے پر اترا تو جعلی اور نقلی مثالی جسم میں روح کے دخول کو مان لیا۔ کوئی ان سے پوچھے جو اصلی بدن نیکی و برائی میں شریک کار رہا اس کو تو آپ نے بری الذمہ ٹھہرایا۔ اور جو نیکی اور برائی کرتے وقت موجود بھی نہیں تھا۔ آپ نے اس کو شامل تفتیش کر لیا۔ کیا یہی تمہارا انصاف ہے؟ کرے کوئی بھرے کوئی۔ کرے مونچھوں والا اور پکڑا جائے داڑھی والا۔ (قبر کی زندگی صفحہ ۱۵۲)

اتحادیوں کی عبارات بالا کو غور سے مطالعہ فرمائیے اور انصاف کیجئے کہ کیا کافرانہ توحید کے پرچار کرنے کا الزام اور تحریف کا الزام اور اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے انکار کرنے کا الزام حضرت تھانویؒ سمیت ان تمام اکابر پر نہیں عائد ہو رہا ہے جنہوں نے عذاب و ثواب روح مع الجسد المثالی کی بات اختیار کی ہے ...؟؟؟

پیر زاہد الحسینی صاحب لکھتے ہیں:۔

مندرجہ بالا احادیث میں یہ بات ظاہر ہے کہ فرشتے میت کو بٹھاتے ہیں۔ اس کے جسم میں روح لوٹا دیا جاتا ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۱۲۹)

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔

عالم برزخ عالم مثال کو کہتے ہیں، جو مستقل جہان ہے۔ جس میں ایک آسمان بھی ہے اور ایک زمین بھی۔ گویا حضرت تھانویؒ کے نزدیک برزخ ظرف زمان اور مکان دونوں کا نام ہے۔

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

برزخ صرف ظرف زمان کا نام ہے برزخ کو ظرف مکان بتانا دھوکہ ہے۔
(قبر کی زندگی صفحہ ۱۷۳، تسکین الاذکیاء وغیرہ)

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔
آیت اموات غیر احیاء، نبی غیر نبی سب کو شامل ہے۔
تفصیل دیکھیں (بیان القرآن تحت آیت مذکورہ)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔
کہ اس آیت سے مراد انبیاء لینا یہودیوں کا کام ہے۔ اور ایسی آیات انبیاء پر چسپاں کرنا خوارج سے بدتر ہوتا ہے۔
(فتوحات صفدر، ج ۳، ص: ۳۵۸) تفصیل گزر چکی ہے۔

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔
آیت او کالذی مر... الآیۃ میں حضرت عزیر نبی کا ذکر ہے۔
اتحادی کہتے ہیں:۔
یہ ایک کافر تھا۔ (تسکین الاذکیاء، تریاق اکبر) تفصیل گزر چکی ہے۔

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔
معراج کی رات بیت المقدس اور آسمانوں پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرات انبیاء کرامؑ کے اجساد مثالیہ کے ساتھ ہوئی۔ نہ کہ اجساد عنصریہ کے ساتھ۔ (نشر الطیب)
جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔
اگر اجساد مثالیہ تسلیم کیے جائیں تو پھر تو نماز ہی باطل ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔
حبیب نجار کو شہید کیا گیا اور موت کے بعد فوراً جنت میں داخل کر دیا گیا۔
دیکھیں (بیان القرآن)
جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔
کہ موت کے بعد فوراً جنت میں داخل نہیں کیا گیا، بلکہ قیامت کے دن جنت میں داخل کیا جاوے گا۔ (تفصیل گزر چکی ہے)

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔
حضرت یحییٰ، حضرت ابراہیم وغیرھم انبیاء کرامؑ کو قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا
جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔
حضرات انبیاء کرامؑ کو دفن کے بعد ہی زندگی عطا کر دی جاتی ہے۔ قیامت کے دن انبیاء کو زندہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ ابھی سے جو زندگی عطا کر دی گئی ہے، اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (مقام حیات، حیات انبیاء، یادگار خطبات)

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔
کہ جمادات میں بھی ایک قسم کا ادراک و شعور ہوتا ہے۔ (الکشف صفحہ ۶۴۲)
جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔
اگر جسم میں روح کو نہ لوٹایا جائے تو بغیر روح کے ادراک کیسے۔
(اتحادی لٹریچر)

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:۔
حضرت عمرؓ کے دفن کے بعد حضرت عائشہؓ کا پردہ کرکے جانے سے زندوں کی طرح مردوں کا ادب و احترام کرنا ثابت ہوتا ہے۔ باقی اس حدیث سے موتیٰ کے ایک خاص ادراک (سننا، دیکھنا از راقم) و اطلاع پر استدلال کرنا اس کو قلب قبول نہیں کرتا۔
جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔
اس حدیث سے مردوں کا دیکھنا اور سننا ثابت ہوتا ہے۔
(تسکین الاذکیاء، آواز حق، حیات برزخیہ، سماع موتی چکوالویہ)

{حضرت گنگوہیؒ کے باغی}

تحریر:۔
☆ قرآن کریم میں ایک آیت بھی ایسی نہیں، جس میں موت کے بعد انبیاء کرامؑ یا غیر انبیاء کا سماع ثابت ہو۔
☆ ذخیرہ احادیث میں سے کوئی ایک بھی ایسی روایت نہیں، جس کا یہ مطلب ہو کہ

انبیاء کرام موت کے بعد اہل دنیا کا کلام سنتے ہیں۔
☆ کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی، آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کا یہ فرمان نہیں کہ حضرات انبیاء کرام کا موت کے بعد سننا اجماعی مسئلہ ہے۔ یا حضرات انبیاء کرام کا موت کے بعد سننا ثابت ہے۔
☆ بعض حضرات تلبیس کرتے ہوئے سماع انبیاءؑ پر من صلی علی عند قبری وغیرہ روایت پیش کرتے ہیں، حالانکہ یہ روایت امام الانبیاءؑ کے بارے میں ہے، نہ کہ تمام انبیاء کے بارے میں۔ جب دعویٰ تمام انبیاء کے سماع کا ہے تو دلیل بھی دعویٰ کے مطابق ایسی دینی چاہیے جس میں تمام انبیاء کرام کا ذکر ہو۔ اس روایت میں صرف امام الانبیاء ﷺ کی بات ہے نہ کہ تمام انبیاء کی۔ اور اس کی بھی سند اور متن دونوں درست نہیں۔ اس لیے ایسی روایات سے عموم قرآنی کی تخصیص قطعاً نہیں ہو سکتی۔
☆ ام المومنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے قرآن کریم کی آیات بینات سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح فرما دیا کہ موت کے بعد کوئی بھی اہل دنیا کا کلام نہیں سن سکتا۔ تقریباً 110ھ تک دور صحابہؓ ہے۔ 110ھ تک نہ تو کسی صحابیؓ سے ام المومنینؓ کی پیش کردہ آیات کے معنی پر اعتراض ثابت ہے اور نہ ہی ان آیات بینات کا کوئی دوسرا معنی منقول ہے۔ جیسا کہ آج کل کے ہمارے کرم فرماؤں نے ان آیات کی بھی تاویلیں گھڑ رکھی ہیں۔ اور یہ بات میں پورے وثوق سے کر رہا ہوں کہ ام المومنین سیدہ طاہرہؓ یا کسی صحابیؓ نے دور صحابہؓ میں انبیاء و غیر انبیاء کی تقسیم ہرگز نہیں کی۔ اور نہ ہی کسی طرح حضرات انبیاء کرام کو ان آیات کے عموم سے خارج کیا، بلکہ بلا خوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ کہ تیسری صدی تک حضرات حنفیہ ہی کا زمانہ ہے۔
اسلام کی ان تین صدیوں میں اہل السنت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں بھی اس کا قائل نہیں رہا کہ سماع انبیاء اور سماع عام اموات کے درمیان کوئی فرق ہے۔ یا انبیاء کرام سنتے ہیں اور باقی اموات نہیں سنتے۔ یا انبیاء کا سماع اجماعی ہے اور باقی اموات کا سماع اختلافی وغیرہ۔
اس دور کی کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث و تفسیر کی ہو یا

شرح حدیث کی اور فقہ کی علم کلام کی، علم تصوف و سلوک، سیرت کی یا تاریخ کی کہیں بھی صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ انبیاء کا سماع اجماعی اور عام اموات کا اختلافی۔ یا انبیاء کرام ان آیات بینات کے عموم سے خارج ہیں۔ یا کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی، آئمہ اربعہ میں سے کسی امام یا ان کے شاگردوں میں سے کسی شاگرد سے یہ بات قطعاً ثابت نہیں کہ انبیاء کرام کا سماع اجماعی ہے، یا حضرات انبیاء کرام ان آیات کے عموم سے خارج ہیں۔
فمن ادعی خلافه فعلیه البیان ولا یمکنه ان شاء الله الی یوم البعث و المیزان۔۔
اتحادی حضرات کے پاس سماع انبیاء کرامؑ پر کوئی شرعی دلیل نہیں۔ اس لیے وہ حضرات فتاوی رشیدیہ کی ایک مجمل عبارت کو نص قطعی کا درجہ دے کر خوب اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں، اور وہ عبارت یہ ہے۔
"مگر انبیاء کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں، اس وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا"۔۔
(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۳۳)
دراصل حضرت گنگوہیؒ یہاں پر مسئلہ یہ ذکر فرما رہے ہیں۔ کہ کسی کی قبر پر جا کر اس سے دعا کروانا جائز ہے یا نہیں، اور فتاوی رشیدیہ کے اندر ہی اس عبارت کا جواب موجود ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے کئی مقام پر یہ ضابطہ ذکر فرمایا ہے کہ قبر کے پاس جا کر کہے اے فلاں! تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے، مجوزین سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں۔ اور مانعین سماع منع کرتے ہیں۔
(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۳۳)
"فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۷۲" پر ہے دوسرے یہ کہ کہے اے فلاں خدا تعالیٰ سے دعا کر کہ فلاں کام میرا پورا ہو جائے، یہ بھی اوپر مسئلہ سماع کے ہے۔ جو سماع موتی کے قائل ہیں ان کے نزدیک درست اور دوسروں کے نزدیک ناجائز، اس کو شیخ نے لکھا ہے کہ وان الاستمداد باهل القبور الی قوله فقد انکره کثیر من الفقهاء۔
حضرت گنگوہیؒ کے اس فرمان عالی شان سے واضح ہو گیا کہ جو حضرات اہل قبور سے دعا کروانے کے منکر ہیں، وہ ان کے سماع کے بھی منکر ہیں۔

اب لکھا ہے "فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۷۳"

استفتاء حضرت مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی

سوال:۔ اہل قبور سے بطریق دعا کے عبارت سے مانگنا جائز ہے یا نہیں۔۔۔؟

جواب:۔ اہل قبور سے اعانت و مدد طلب کرنا کس طرح بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق نے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں جو زبان عربی میں ہے اس طرح لکھا ہے۔ شیخ عبد الحق فرماتے ہیں کہ سوا انبیاء کے اور کسی اہل قبور سے استعانت چاہنے کو اکثر فقہاء انکار اور منع فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قبروں کی زیارت کرنی اس واسطے مقرر ہوئی ہے کہ وہاں جا کر اہل قبور کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا اور استغفار کریں اور ان کو نفع پہنچاویں۔ دعا اور قرآن شریف پڑھ کر۔ انتہی۔ شیخ علیہ الرحمۃ والغفران کی عبارت سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قبریں اس حکم ممانعت استمداد و اعانت اہل قبور سے مستثنیٰ ہیں۔ اس لیے کہ ان کے لیے برزخ میں حیات ابدی ثابت ہوگئی ہے کہ دوسروں کو سوائے شہدائے فی سبیل اللہ کے ثابت نہیں ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس جگہ کی زندگی دنیوی زندگی کے مماثل نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کی زندگی کے احکام اور ہیں اور اس جگہ کی زندگی کے احکام اور ہیں۔ اس لئے یہ استثناء درست نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ فقہاء کا انکار عام ہے۔ اس بات سے کہ انبیاء کی قبروں سے مدد طلب کریں (مدد سے مراد یہاں دعائی درخواست کرنا ہے۔ از راقم) یا ان کے غیر کی قبروں سے سب جائز نہیں۔ جیسا کہ فقہاء کی دوسری کتابوں سے جو اس جواب میں وارد کیے جاتے ہیں، ظاہر ہوگا۔ اور منجملہ ان کے صاحب مجمع البحار نے بیان کیا ہے، جو شخص زیارت کرنے قبور انبیاء اور صلحاء کو اس نیت سے جاوے کہ وہاں جا کر ان کے پاس نماز پڑھوں گا اور دعا پڑھوں گا اور اپنی حاجتیں مانگوں گا۔ سو یہ تو کسی عالم اہل اسلام کے نزدیک جائز نہیں۔ اس لئے کہ عبادت اور طلب حاجت اور استعانت صرف اللہ وحدہ لاشریک کا حق ہے۔۔۔ الخ۔ اصل استفتاء عربی اور فارسی میں ہے ہم نے اختصاراً ترجمہ پر ہی اکتفاء کیا ہے اور یہ ترجمہ بھی فتاویٰ رشیدیہ ہی سے لیا گیا ہے۔ دیکھیں صفحہ ۱۷۵۔

شاہ اسحاق دہلوی کے فتویٰ کے اہم امور

☆ نبی یا غیر نبی کسی کی بھی قبر پر جا کر ان سے دعائی درخواست کرنا جائز نہیں۔

☆ شیخ عبدالحق وغیرہ نے انبیاء کرام کو جو مستثنیٰ فرمایا ہے یہ درست نہیں۔

☆ انبیاء کرام سے دعائی درخواست کرنے کے لئے یہ تاویل کرنا کہ چونکہ وہ وفات کے بعد زندہ ہیں، اس لئے ان سے دعائی درخواست درست ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں کی حیات یعنی برزخی حیات دنیا کی سی حیات نہیں ہے۔ حضرت گنگوہی کے قانون کے مطابق حضرت شاہ اسحاق دہلوی سماع انبیاء کے منکر ہیں۔ لیکن اتحادیوں کو حضرت گنگوہی کا یہ قانون کبھی بھی تسلیم نہیں۔ اسی طرح اسی فتاویٰ رشیدیہ میں صفحہ ۱۷۱ پر ایک استفتاء مفتی مکہ مکرمہ کا موجود ہے، جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

ترجمہ:۔ سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء سدہ ما منگنے میں زندوں کے ساتھ مردوں کے طلب کرنے جاہ اور فراخی رزق اور اولاد میں مثلاً کہا جاوے۔ ان کے لئے قبروں کے پاس یہ کہ دعا کرو تم اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دفع کرنے فقر اور فراخی رزق اور کثرت اولاد اور شفا پانے بیماروں اور کامیاب ہونے کے دارین میں یعنی دنیا و آخرت میں اس لئے کہ تم شفیع ہو ہمارے ہو۔ تمہاری دعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بس آیا جائز ہے مدد مانگنی اور فریاد ایسی چاہنی ساتھ مردوں کے اس طریق سے یا نہیں؟ آپ بیان کرو جائز ہونا اس کا اور نا جائز ہونا اس کا کتاب و سنت سے اور مجتہدین سے ثواب دیے جاؤ گے۔

الجواب:۔ یعنی سب تعریف ہے اللہ کے لئے کہ جو صاحب ہے سارے جہان کا اے رب میرے زیادہ دے مجھ کو علم۔ فریاد رسی چاہنی ساتھ انبیاء اولیاء کے یعنی ان کی زندگی کی حالت میں طلب کی گئی ہے، مگر تحقیق وہ نہیں ثابت شرع سے جگہ ذکر کی گئی ہیں۔ یعنی قبر پر۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے۔ حکم کیا اس کے لکھنے کا فقیر دار عبداللہ بیٹے محمد کے لقب اس کا میر غنی ہے۔ مذہب میں حنفی، مفتی مکہ مکرمہ کا۔ ہو اللہ کارساز ان دونوں کا۔ ما کرتا ہوں حمد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اور درود بھیجتا ہوں اس کے رسول ﷺ پر۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۷۲)

فائدہ:۔

اس سوال و جواب سے واضح ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء سے ان کی زندگی میں دعا کرنے کی درخواست کی جا سکتی ہے۔ لیکن موت کے بعد انبیاء کرام یا غیر انبیاء کرام سے

دعا کرنے کی درخواست کرنا جائز نہیں۔ اس فتویٰ پر مندرجہ ذیل اکابر کی تصدیقات ہیں۔ (۱) مفتی مکہ مکرمہ عبداللہ میر غنی (۲) الجواب صحیح (محمد ہدایت علی) مقیم مراد آباد (۳) الحق احق بالاتباع احقر الزمن محمود حسن (۴) الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند (۵) الجواب صحیح خادم الموحدین محمد احتشام الدین ۱۲۹۲ھ مراد آبادی (۶) محمد سدید عفی عنہ مدرس مدرسہ شاہ مراد آباد (۷) محی الدین احمد قاضی حال، ریاست بھوپال (۸) خادم شریعت مفتی محمد لطف اللہ (۹) مولانا احمد حسن امروہی (۱۰) احمد (۱۱) محمد حسن عفی عنہ پہلے دس علماء کرام نے بغیر کسی قید کے اس فتویٰ مذکورہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ البتہ مولانا محمد حسن صاحب نے اپنا اختلافی نوٹ درج کیا ہے۔ حضرت گنگوہی کے قانون کے مطابق مفتی مکہ مکرمہ سمیت 10 علماء کرام انبیاء کرام کی وفات کے بعد دعا کروانے کے منکر ہیں۔ تو سماع کے بھی منکر ہیں۔

لیکن اتحادی بزرگ حضرت گنگوہی کے صرف ایک جملہ کو دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں اور حضرت گنگوہی کی کسی دوسری تحقیق کو ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔

یہاں ہم صرف چند باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اتحادی گروہ حضرت گنگوہی کا بہت بڑا باغی ہے۔

☆ حضرت گنگوہی شاہ اسحاق دہلوی کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ کہ انبیاء کی حیات برزخی حیات دنیوی کے مماثل نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

جبکہ اتحادی حضرات کہتے ہیں:۔

کہ موت کے بعد انبیاء کی حیات بعینہ حیات دنیوی ہے یا دنیا کی سی ہے (رحمت کائنات، تسکین الاذکیاء وغیرہ)

☆ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں:۔

اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے خواہ السلام علیک کہے یا السلام علی النبی۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۱۶)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

سلام، خطاب اور ندا اس کے لئے ہوتا ہے، جس میں سننے سمجھنے اور جواب دینے

کی صلاحیت موجود ہو۔ (قبر کی زندگی ص ۲۷ ۔۔۔ تسکین الاذکیاء وغیرہ)

☆ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں:۔

قرع نعال کی روایت سے سماع موتیٰ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بطور حساب کتاب سے کنایہ ہے۔ (الکوکب الدری)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

کہ قرع نعال کی روایت سماع موتیٰ کی اصل دلیل ہے۔ (تریاق اکبر وغیرہ)

☆ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں:۔

قلیب بدر کے مردوں کا سننا آپ ﷺ کا معجزہ تھا اس سے دوسرے اوقات میں سماع موتیٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ (الکوکب الدری ص: ۳۱۹)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

قلیب بدر والی روایت سے ہی ثابت ہے کہ تمام مردے سنتے ہیں۔

(سماع الموتیٰ، حیات برزخیہ وغیرہ)

☆ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں:۔

حضرت امام ابو حنیفہ سماع موتیٰ کے منکر ہیں۔ اور انک لا تسمع الموتیٰ سے استدلال کرتے ہیں۔ (الکوکب الدری: ص: ۳۱۹)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

امام ابو حنیفہ کو سماع موتیٰ کا منکر بتلانا امام صاحب پر بہتان ہے۔

(حیات برزخیہ مصنفہ اللہ یار چکوالوی ص: ۳۰۰)

نیز یہی حضرت چکوالوی لکھتے ہیں:۔

کسی آیت سے یہ نہیں مفہوم ہوتا کہ میت نہیں سنتا بلکہ ان آیات اور ایسی بے شمار آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافر نہیں سنتے، کیونکہ سننے کا مقصد فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔۔۔ مگر ہمارے ان ملحدین کو قرآن کی معنوی تحریف کر کے نئی تفسیر تیار کر دی اور ان کے بدھو دانشوں نے چیخنا شروع کر دیا کہ مردے نہیں سنتے۔ (حیات اولیاء ص: ۱۵۱)

اتحادی پیر و مرشد چکوالوی کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:۔

بچھرانوی صاحب کے نزدیک انک لا تسمع الموتی ... سے عدم سماع پر استدلال کرنے والا ملحد، منکرِ قرآن اور بدعتی ہے، جبکہ حضرت سیدہ کائنات عائشہ صدیقہؓ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ سے لیکر حضرت گنگوہیؒ سمیت تمام اکابرین انہیں آیات سے عدم سماع موتی پر استدلال فرماتے ہیں۔ تو بچھرانوی ملحد کے اس ناپاک فتویٰ سے سیدہ کائنات، امام اعظم سے لے کر حضرت گنگوہیؒ تک کوئی اکابر بھی نہیں بچ سکتا، جو شخص اصحاب رسول ﷺ، امہات المومنینؓ اور جملہ اکابرؒ پر اس طرح ملحدانہ فتوے چسپاں کرے، اسے اتحادی پیرو مرشد ہونے کی ڈگری حاصل ہے۔

☆ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں:-

حضرت سیدہ عائشہؓ سماع موتی کی منکر تھیں، اور دلیل میں قرآنی آیات پیش کرتی تھیں۔ (الکوکب الدری)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:-

حضرت عائشہؓ کو سماع موتی کا منکر بتلانا مرزائیوں کا کام ہے۔ بحث گزر چکی ہے

☆ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: انک لا تسمع الموتی ... میں وجہ تشبیہ عدم انتفاع بتانا درست نہیں۔ (الکوکب الدری، تالیفات رشیدیہ وغیرہ)

جبکہ مولانا سرفراز خان صاحب فرماتے ہیں:-

باقی یہ سوال کہ جب مردوں کے لئے سماع ثابت ہے تو پھر ان زندوں کو مردوں کے ساتھ تشبیہ کیوں دی گئی ہے؟ تو یہ سوال نری جہالت اور خالص حماقت ہے۔ (سماع الموتی: ۱۸۱)

تو کیا یہ نری جہالت اور خالص حماقت کے ارتکاب کا الزام حضرت گنگوہیؒ پر عائد نہیں ہو رہا (معاذ اللہ) ...؟ کیا اسی کا نام اتباع اکابر ہے؟

☆ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں:-

انک لا تسمع الموتی وغیرہ سے عدم سماع موتی ثابت ہے۔

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:-

ان آیات سے سماع موتی ثابت ہے۔ بحث گزر چکی ہے۔

☆ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں:-

غیر اللہ کے لئے علم غیب اور حاضر ناظر کا قائل کافر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:-

بریلویوں کے ساتھ ہمارا عقائد میں کوئی اختلاف نہیں، بحث گزر چکی ہے۔

☆ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں:-

بہر حال یہ تاویل یا مثل اس کے کلام بزرگوں میں ضروری ہے جو کسی کی فہم میں معنی مراد نہ آویں تو سکوت کرنا چاہیے، حجت ان کے کلام سے نہیں ہے۔ حجت کلام اللہ و سنت و مجتہدین کے اقوال سے ہے۔ فقط

نیز فرماتے ہیں:- حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی بلکہ قول و فعل شارع ﷺ سے اور اقوال مجتہدین سے ہوتی ہے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جب اکے پیر سلطان نظام الدین کے فعل کی حجت کوئی لاتا کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ تم کیوں نہیں کرتے تو فرماتے کہ فعل مشائخ حجت نباشد۔ اور اس کے جواب کو حضرت سلطان الاولیاء بھی پسند فرماتے۔ لہٰذا جناب حاجی صاحب (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سلمہ اللہ) ذکر کرنا سوالات قبر میں بے جا ہے۔

جبکہ اتحادی حضرات قرآن و سنت کے بجائے بعض بزرگوں کی عبارات ہی کو حجت اور دلیل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اتحادیوں کا کہنا ہے:

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے جو کچھ بھی تحریر کیا اس سے سر مو انحراف بھی گمراہی ہے۔ (مجلہ المصطفیٰ صفحہ ۲۹۹ ... امام اہل سنت نمبر)

{حضرت نانوتویؒ کے باغی}

تمام اتحادی بزرگ بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی بیسیوں تحقیقات کے باغی ہیں، جن میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

☆ حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں:-

حضرات شہداء اور تمام دیگر مومنین کی ارواح کا ابدان عنصریہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ (آب حیات)

جبکہ اتحادی عالی حضرت کی اس تحقیق کو قرآن کا انکار اور قادیانی نظریہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ حیات شہداء میں بیان ہو چکا ہے۔

☆ حضرت نانوتویؒ حضرات انبیاء کرامؑ کی کیفیت موت میں عدم اخراج ارواح کے قائل ہیں۔ (تسکین الصدور)

جبکہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ حضرت نانوتویؒ کے اس نظریہ کو قرآن اور حدیث کی نصوص اور دلائل صریحہ کے خلاف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

پہلی بات، موت کا مفہوم عرف عام میں موت جان نکل جانے کا نام ہے یعنی جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو اس کو موت کہتے ہیں، علماء نے معنیٰ کیا ہے کہ روح کا تعلق جسم سے منقطع ہو جائے، قرآن و حدیث کے نصوص و اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت روح نکالی جاتی ہے، آسمانوں کی طرف لے جائی جاتی ہے پھر اپنی مقررہ جگہ پر رکھی جاتی ہے۔ (تسکین الصدور: ۲۱۲)

نیز فرماتے ہیں:-

جمہور علماء اسلام موت کا معنیٰ انقطاع الروح عن البدن ہی کرتے ہیں۔ (تسکین الصدور: ۲۱۶)

مزید فرماتے ہیں:-

دلائل صریحہ سے ثابت ہے کہ موت کے وقت روح جسم سے نکالی جاتی ہے۔ (تسکین الصدور: ۱۰۲)

تسکین الصدور کی مندرجہ ذیل حضرات نے تصدیق کی ہے۔ حضرت مولانا فخر الدین شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، مفتی سید مہدی حسن مفتی اعظم دیوبند، قاری محمد طیب مہتمم دیوبند، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا السید محمد

یوسف بنوری، مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا عبد الحق صاحب، مولانا عبد الخالق صاحب، مولانا خان محمد خانقاہ سراجیہ، مولانا سید گل بادشاہ، مولانا دوست محمد قریشی، مفتی احمد سعید سرگودھا، مولانا محمد ذکی اللہ خان، مولانا محمد غلام غوث ہزاروی وغیرہ حضرات شامل ہیں۔

یہ تمام حضرات حضرت نانوتویؒ کے نظریہ کیفیت موت کو قرآن و حدیث اور دلائل صریحہ کے خلاف بتلاتے ہیں۔

☆ حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں:-

اول تو آپ ﷺ کی وفات اور آپ کا انتقال ہزاروں آدمیوں نے آنکھوں سے دیکھا، دوسرے جناب باری عز اسمہ خود رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرماتے ہیں: إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ جس کے یہ معنیٰ ہیں کہ تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر جب جناب باری عز اسمہ رسول اللہ ﷺ کی موت کی خبر دیں، ادھر ہزاروں کے سامنے آپ ﷺ کا انتقال ہو چکا ہو، متواتر قرناً بعد قرن یہ خبر چلی آتی ہو کہ آپ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں، تو پھر آپ ﷺ کا زندہ ہونا کیونکر مسلم ہو سکتا ہے۔ ہاں خدائی خبر اور خبر متواتر سے زیادہ اگر کوئی دلیل قوی ہو اور اس سے آپ ﷺ کی حیات ثابت ہو جائے تو بحکم قاعدہ تعارض تسلیم بھی کیا جائے۔ اب اگر آپ ﷺ کی حیات مسلم بھی ہو تو بعد اس کے کہ آپ ﷺ کا انتقال حسب فرمودہ خداوند ہزاروں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور ان کے واسطے سے ہم کو خبر پہنچ گئی۔ اس حیات کو حیات ثانی کہا جائے گا۔ یا مثل حیات شہداء کہا جائے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں مفید مطلب صاحب رسالہ نہیں۔ اس کی غرض تو اس ردو کد سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے۔ اس میں انقطاع یا تبدل و تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔ چنانچہ بعض مضامین دیباچہ اس پر شاہد ہیں۔ یعنی غرض اصل تحریر سے مدافعت طعن میراث لوک تھی۔ سو وہ جب ہی ہو سکتی ہے۔ کہ حیات نبوی، حیات دنیوی ہو۔ اور پھر وہ بھی علی الاتصال برابر بدستور چلی آتی ہو۔ ورنہ حیات شہداء اور حیات ثانی مانع ترتب میراث نہیں۔ اور علیٰ ھذا القیاس مانع اجازت نکاح ازواج نہیں، چنانچہ ظاہر ہے۔ (آب حیات)

{تحقیق نانوتوی" کے اہم امور}

☆ آپ ﷺ کی وفات نصوص متواترہ سے ثابت ہے اب اگر کوئی قبر کی حیات ثابت کرے تو اسے ایسی خبر یعنی قرآن اور خبر متواترہ سے بھی قوی دلیل پیش کرنا ہوگی۔ جبکہ اتحادی غالی حضرت نانوتوی" کی اس تحقیق کی بغاوت کرتے ہوئے بجائے قرآن اور خبر متواترہ سے قوی دلیل پیش کرنے کے ضعیف موضوع اور اخبار احادی پیش کرتے ہیں۔ جوکہ حضرت نانوتوی" کی خطرناک بغاوت ہے۔

☆ حضرت نانوتوی" کی تحقیق کے مطابق آپ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے۔ اور حیات دنیوی ہی ہے برزخی نہیں۔ جبکہ تمام غالی حضرات حضرت نانوتوی" کی اس تحقیق کے بھی باغی ہیں۔ حضرت نانوتوی" تو فرماتے ہیں۔ کہ حیات برزخی نہیں۔ دنیوی علی الاتصال ہے۔ جب کہ غالی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حیات دنیوی بھی ہے اور برزخی بھی ہے اور علی الاتصال بھی نہیں، بلکہ ایک دفعہ انقطاع بھی ضرور ہوا ہے۔

☆ اگر آپ ﷺ کی روح مبارک کو ایک لمحہ کے لیے بھی بدن اقدس سے خارج تسلیم کیا جائے اور وفات کے بعد آپ ﷺ کی حیات ثانی برزخی تسلیم کی جائے تو یہ چیز مانع ترتب میراث اور مانع اجازت نکاح ازواج نہیں ہو سکتی۔

جبکہ غالی حضرات حضرت نانوتوی" کی اس تحقیق کے بھی پرخچے اڑاتے ہوئے ڈٹے ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کی روح مبارک بدن سے نکلی بھی اور نکلی بھی تین دن اور دفن کے بعد پھر لوٹائی بھی گئی لیکن پھر بھی یہ چیز مانع میراث اور مانع اجازت نکاح ازواج قطعاً نہیں۔

☆ حضرت نانوتوی" فرماتے ہیں:۔

روح کی حیات اور صفات حیات یعنی وہ صفات جو حیات پر موقوف ہیں، مثل سمع و بصر اصلی اور ذاتی ہیں، یعنی یہ صفات روح سے صادر ہوتی ہیں اور عالم اسباب میں اس کے حق میں خانہ زاد ہیں، اور جسم کی حیات اور صفات مذکورہ عرضی ہیں یعنی عطا روح ہیں، روح سے صادر ہو کر اس پر واقع ہوتی ہیں۔ اتنا فرق ہے کہ حیات جو صفات روحانی کی اصل ہے۔ تمام جسم کو محیط ہوتی ہے اور قوت باصرہ اور قوت سامعہ وغیرہ قوی خاصہ اعضائے مخصوصہ کے

باصرہ مخصوص ہوتی ہیں، مگر ہر چہ بادا باد جو کچھ ہے وہ فیض روحانی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب تک تعلق روحانی ہے، جبھی تک حیات جسمانی اور صفات روحانی کی بھی جسم میں جلوہ گری ہے، ورنہ جیسے قبل تعلق کچھ نہ تھا ایسے ہی بعد انفکاک تعلق بھی کچھ نہیں رہتا۔

(جمال قاسمی صفحہ ۱۰)

{ارشاد نانوتوی کے روشن اشارات}

☆ سننا، دیکھنا، حیات وغیرہ اصل صفات روح کی ہیں۔

☆ جسم کا سننا، دیکھنا اصل نہیں بلکہ عرضی ہے۔

☆ روح کے جسم سے انفکاک یعنی موت کے بعد روح کا جسم سے کچھ تعلق نہیں رہتا

تبصرہ:۔

☆ حضرت نانوتوی" فرماتے ہیں:۔

سننا، دیکھنا دراصل روح کا کام ہے، جسم کا نہیں۔

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

روح کی آنکھیں نہیں ہیں جن سے دیکھ سکے۔ وہ تو جسد کی آنکھوں سے دیکھتی ہے، اگر جسد کی آنکھیں بند کر دی جائیں تو روح اندھی ہے دیکھ نہیں سکتی۔ روح کی زبان نہیں جس سے بولے۔ وہ تو جسد کی زبان سے بولتی ہے ورنہ گونگی ہے۔ روح کے کان نہیں جن سے وہ سنے وہ تو جسد کے کانوں سے سنتی ہے۔ ورنہ بہری۔ (قبر کی زندگی صفحہ ۱۳۱)

☆ حضرت نانوتوی" فرماتے ہیں:۔

موت کے بعد روح کا جسم سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

صرف روح کو جزا سزا دینا اور جسد کو جزا و سزا سے مستثنیٰ کر دینا ظلم اور ناانصافی ہے۔

(قبر کی زندگی صفحہ ۱۳۹)

نیز اتحادی کہتے ہیں:۔

سب سلف امت کا اس پر اتفاق ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے، مردوں کو قبروں

میں زندہ کیا جاتا ہے اور ارواح اجساد میں لوٹائی جاتی ہیں۔ (قبر کی زندگی صفحہ ۱۳۵)

☆ حضرت نانوتوی" فرماتے ہیں:۔

عوام اپنے خیال خام میں اولیاء کو قادر اور متصرف یعنی غنی، محتاج الیہ سمجھتے ہیں۔ تو اگر اس زمانہ میں اس امکان استماع کا بھی چرچا کیا جائے تو اس عمل سے نفع دینی تو کچھ متصور نہیں البتہ قوت مفاسد میں شرکیہ کا گمان غالب ہے، اس لیے یوں مناسب ہے کہ عوام کو فقط طریقہ مسنونہ زیارت قبور تعلیم کیا جائے اس سے زیادہ کی اطلاع نہ ہونے دے، اور وہاں عدم امکان سے ترقی مدارج تو معلوم ہے کیونکہ ضروریات دینی میں سے نہیں، البتہ مواخذہ نقصان مذکورہ کا احتمال ہے۔ (جمال قاسمی صفحہ ۱۲)

ارشاد نانوتوی" کا ماحاصل یہ ہے کہ اس زمانے میں صرف اتنا کہنا کہ ہو سکتا ہے مردے سن لیں اس عمل سے دینی نفع کی بجائے شرک کو تقویت ملے گی۔ اس لئے عوام کے سامنے مردوں کے سننے پر تحریر لکھنا سخت نقصان دہ ہے۔

جبکہ اتحادی گروہ، تمام مردوں کے سنانے کا ٹھیکیدار بنا ہوا ہے اور دن رات مردوں کو سنانے میں سر دھڑ کی بازی لگا کر اکابر کی محنت پر پانی پھیر رہا ہے، حتی کہ سماع موتیٰ مصنفہ اللہ یار خان چکڑالوی وغیرہ جیسی کتابیں لکھ کر اس نوکری کو پورا کر رہا ہے۔

☆ حضرت نانوتوی" فرماتے ہیں:۔

مگر ایسا یاد پڑتا ہے کہ اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہیں۔

(لطائف قاسمی صفحہ ۵)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

احادیث باب حیات میں متواتر ہیں۔

(قبر کی زندگی، تسکین الاذکیاء، یادگار خطبات وغیرہ)

☆ حضرت نانوتوی" مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

اس عقیدہ کو عقائد ضروریہ میں سے نہیں سمجھتا، نہ تعلیم ایسی باتوں کی کرتا ہوں اور منکروں سے دست و گریبان ہوتا ہوں۔ خود کسی سے کہتا نہیں پھرتا، کوئی پوچھتا ہے اور اندیشہ فساد نہیں ہوتا تو اظہار میں دریغ بھی نہیں کرتا، آپ بھی اس امر کو ملحوظ رکھیں تو بہتر

(لطائف قاسمی صفحہ ۵)

جبکہ اتحادی کہتے ہیں:۔

جس طرح سید الانبیاء ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح یہ عقیدہ بھی بنیادی اور ضروری ہے۔

(رحمت کائنات مصنفہ پیر زاہد الحسینی صاحب صفحہ ۴۹۷)

نیز یہی پیر زاہد الحسینی صاحب لکھتے ہیں:۔

جب یہ عقیدہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہو چکا ہے، تو اس کا انکار کسی معمولی عقیدہ کا انکار نہیں بلکہ اس کا انکار ایک بڑے عقیدہ کا انکار ہے، اس لیے علم حقائق کے علماء اور فقہاء ملت اسلامیہ نے ایسے شخص کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ اسلام سے خارج ہے۔

(رحمت کائنات صفحہ ۱۸۰)

مولوی نور محمد ترمذی لکھتے ہیں:۔

قبر کی زندگی آیات بینات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اسی پر اجماع امت منعقد ہے اسی لئے علماء اہلسنت والجماعت نے اس عقیدہ کو ضروریات دین میں سے شمار کیا ہے۔ اور اس عقیدہ کے منکر کو کافر قرار دیا ہے۔

(قبر کی زندگی صفحہ ۱۶۰)

{بغاوت نمبر 17}

{اصول اکابر اور غالی اتحادی}

تمام غالی اتحادی حضرات، حضرات اکابر کے عقائد کے بارے میں بیان کردہ تمام اصولوں کے خطرناک باغی ہیں۔ تمام اکابر اہلسنت نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ کسی عقیدہ کے ثابت کرنے کے لیے قطعی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن غالی صاحبان اپنے مخصوص

مسائل میں قطعی دلیل سے بالکل خالی ہیں۔ وہ اپنے مخصوص عقائد کے ثابت کرنے کے لیے موضوع من گھڑت، ضعیف روایات یا اخبار احاد و بزرگوں کی حکایات اور خوابیں وغیرہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے ہم اختصار کے ساتھ اصول اکابر تحریر کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین دیکھ سکیں کہ اکابر کا شور کرنے والے اصول اکابر کے کیسے خطرناک باغی ہیں۔

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔

اہل السنت والجماعت اور علماء عقائد جن امور کو عقائد کہتے ہیں ان کے ہاں وہ سب قطعی ہیں اور ان کے دلائل بھی قطعی ہیں اور وہ سب کے سب ضروریات دین سے ہیں اور ضروریات دین کا انکار یا تاویل دونوں کفر ہیں۔ عقیدہ کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو غیر قطعی ہو یا جس کا انکار یا تاویل کفر نہ ہو یا جس کا ثبوت ظنی دلیل سے ہو سکتا ہے۔ ہم نے ضروریات دین اور ان کے انکار، تاویل اور عقائد کے اثبات کے لئے جن دلائل کی ضرورت پیش آتی ہے اپنی کتاب "ازالۃ الریب" میں قدرے بسط سے کردی ہے وہاں ہی ملاحظہ کرلیں۔

دیانیا ہمارے اکابر پر یہ الزام کہ وہ متعدد مسائل اعتقادیہ میں حدیث صحیح تو درکنار ضعیف کو بھی پیش کرتے چلے آئے ہیں ایک سفید جھوٹ، صریح بہتان اور خالص افتراء ہے۔ تعجب ہے کہ فریق ثالث نے ایسا خالص جھوٹ کہنے پر کیوں کمر باندھ لی ہے ہمارے اکابر عقیدہ کو قطعی دلائل سے پیش کرتے ہیں اور قطعی دلائل یہ ہیں۔

(۱) قرآن کریم (۲) خبر متواتر (عام اس سے کہ تواتر لفظی ہو یا تواتر طبقہ تواتر قدر مشترک ہو یا تواتر توارث ان میں سے ہر ایک کا انکار ہمارے اکابر کے نزدیک کفر ہے)

...... بس دریافت طلب صرف اتنی بات ہے کہ ہوں وہ عقائد اور ہوں بھی ضروریات اور ہوں وہ عقائد اہل السنۃ کے منکر کفر نہ ہوں ذرا سنبھل کر پھر سوچ کر ہوش و حواس کو قائم رکھ کر جواب دینا، نیز یہ بھی بتائیں کہ اہل السنۃ کے آپس میں کون کون سے عقائد میں اختلافات ہیں؟ عقائد کی کیفیات یا تفصیلات یا دیگر فرعی مسائل محل نزاع نہیں ہیں۔

وما دساً خبر واحد صحیح کے بارے میں یہ کس کتاب میں ملے گا کہ اس سے عقیدہ ثابت ہو سکتا ہے؟ عقیدہ اور خبر کی تصریح ہو نزاع اس میں نہیں ہے کہ کیا کوئی مسئلہ بھی خبر واحد سے ثابت ہے یا نہیں؟ مسئلہ کے اثبات کا جھگڑا نہیں ہے جھگڑا صرف عقیدہ کے

اثبات کا ہے اور ہماری دلیل آپ ان کتب میں ملاحظہ کرلیں، شرح مواقف، ص: ۷۰۰، طبع نول کشور، شرح فقہ اکبر، ص: ۱۰۸، طبع کانپور، مسامرہ، ص: ۸۰، ج: ۲، طبع مصر اور شرح عقائد، ص: ۱۰۱، طبع کانپور، اور ملاحظہ کرلیں کہ ان تمام کتب میں خبر واحد اور عقیدہ کی تصریح موجود ہے بایں طور کہ خبر واحد اگرچہ صحیح بھی ہو اثبات عقیدہ کے لئے بالکل ناکافی ہے...... اور اصول شاشی سے لے کر توضیح تلویح تک اصول کی تمام کتابوں میں نیز اصول حدیث کی کتابوں میں مثلاً فتح المغیث، تدریب الراوی، شرح نخبۃ الفکر، مقدمہ ابن صلاح، توجیہ النظر وغیرہ، میں اس کی تشریح ملاحظہ کرلیں کہ خبر واحد صرف مفید ظن ہوتی ہے حضرت امام نووی نے بھی جو کچھ فرمایا ہے وہ بھی صرف یہ ہے کہ اعمال میں خبر واحد حجت ہے، امام نووی نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ عقائد میں خبر واحد حجت ہے...... الخ

(راہ ہدایت، ص: ۱۶۲ تا ۱۶۳)

☆ صاحب المہند حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری فرماتے ہیں:۔

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد جہاں مفید نہیں (براہین قاطعہ، ص: ۵۵)

☆ اول تو یہ حکایات حجت شرعیہ، مثبت حکم کی نہیں خصوصاً باب عقائد میں ان حکایات کو قبول کر کے نصوص کا رد کرنا کسی جاہل سے بھی متوقع نہیں چہ جائیکہ عالم سے۔

(براہین قاطعہ، ص: ۵۶)

☆ اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا چہ جائیکہ ضعاف اور موضوعات کا۔ (براہین قاطعہ، ص: ۹۳)

☆ مسئلہ فاتحہ اعتقادیہ ہے اس میں ضعاف تو کیا آحاد صحاح بھی قابل اعتماد نہیں۔

(براہین قاطعہ، ص: ۱۰۰)

☆ الہام اور کشف اولیاء کا مفید حکم اور حجت علی الغیر نہیں ہوتا۔

(براہین قاطعہ، ص: ۲۰۶)

☆ عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہے۔

(براہین قاطعہ، ص: ۲۰۷)

☆ حکیم الامت مرشد تھانوی فرماتے ہیں:۔

مسائل بعض قطعی ہوتے ہیں ان میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی بعض اجتہادی و ظنی ہوتے ہیں ان میں سلف سے خلف تک شاگرد نے استاد کے ساتھ، مرید نے پیر کے ساتھ قلیل جماعت نے کثیر جماعت کے ساتھ، واحد نے متعدد کے ساتھ اختلاف کیا ہے اور علماء امت نے اس پر نکیر نہیں کی اور نہ ایک نے دوسرے کو ضال اور عاصی کہا نہ کسی نے دوسرے کو اپنے ساتھ متفق ہونے پر مجبور کیا۔ (تحفۃ العلماء، ص: ۷۵)

☆ خواب یا بے خودی حجت شرعیہ نہیں اس سے نہ غیر ثابت ہو سکتا ہے نہ راجح مرجوح نہ مرجوح راجح، سب احکام اپنے حال پر رہیں گے، البتہ اتنا اثر لینا شرع کے موافق ہے کہ جناب احوط کو پہلے سے زیادہ لے لیا جائے۔ (بوادر النوادر، ص: ۷۵۱)

☆ خواب پر مسائل میں اعتماد کرنا جائز نہیں۔ (انفاس عیسیٰ، ص: ۱۵۳، ج: ۱)

☆ خوابوں کا کیا اعتبار، اول تو خود خواب ہی کا حجت ہونا ثابت نہیں پھر اس کی صحیح تعبیر کا سمجھ آنا ضروری نہیں، خواب کسی حالت کی علت نہیں ایک قسم کی علامت ہے اور علامت کبھی صحیح ہوتی ہے اور کبھی غلط، اس لئے جس چیز کی علامت ہے اس کی حقیقت دیکھنی چاہیے۔ (افاضات، ص: ۲۰۸، ۲۱۰، ج: ۹، تحفہ، ص: ۶۸)

{کشف کا حکم}

☆ بہت سے امور جو کہ صرف مکشوف و مشہور ہیں جن کے حجت نہ ہونے پر دلائل شرعیہ موجود ہیں۔ (بوادر النوادر، ص: ۷۱)

☆ ڈاکٹر خالد محمود پی ایچ ڈی لندن صاحب شیعوں کے مقابلہ میں فرماتے ہیں:۔

ہمارے اہل السنت والجماعت کے نزدیک علی الاطلاق اطاعت صرف کتاب

و سنت رسول اللہ ﷺ کی لازم اور واجب ہے۔ (حدیث ثقلین، ص: ۴۹)

☆ اکابر امت اور علماء دین کی پیروی ہو یا ارکان اہل بیت کی فرمانبرداری یہ سب اطاعتیں کتاب و سنت کی اطاعت کے تابع رہیں گی ان کی اطاعت معروف امور میں ہوگی غیر معروف یا کتاب و سنت کی مخالفت کریں ان کی اطاعت ہرگز جائز نہیں چہ جائیکہ لازم ہو۔ (مقدمہ حدیث ثقلین، از علامہ خالد محمود صاحب)

☆ قرآن کریم و احادیث متواترہ یہی وہ دو بنیادیں ہیں جن پر عقائد کی بناء ہو سکتی ہے، اخبار احاد گو کیسی ہی صحیح کیوں نہ ہو کسی قطعی عقیدے کے اثبات کے لئے کافی نہیں، الا یعنی ان المعتبر فی العقائد هو الادلة اليقينية واحاديث الآحاد لو ثبتت انما يكون ظنية.. (شرح فقہ اکبر، ص: ۱۳۲) مخفی نہ رہے کہ عقائد کے باب میں صرف دلائل یقینیہ کا اعتبار کیا جاتا ہے، احادیث احاد اگر ثابت بھی ہو جائیں تو بھی ظنی الثبوت رہیں گی۔ (حدیث ثقلین، ص: ۱۵)

{اہم اعلان}

ہم ببانگ دہل اعلان عام کرتے ہیں کہ تمام غالی صاحبان مل کر اصول اکابر کے مطابق قرآن کریم کی صرف ایک آیت یا صرف ایک حدیث متواتر پیش کریں جس میں تصریح ہو کہ وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام یا عام اموات کی ارواح ان کے ابدان عنصریہ میں ہوتی ہیں۔ اور موت کے بعد حضرات انبیاء کرام یا عام اموات اہل دنیا کا کلام عادتاً سنتے ہیں۔ جو غالی صاحب اصول اکابر کے مطابق ہمارا یہ مطالبہ پورا کر دے گا۔ ہم اس کو منہ مانگا انعام بھی دیں گے اور اس کے عقیدہ کو بھی قبول کر لیں گے۔ لیکن وثوق سے کہتے ہیں کہ اگلے پچھلے غالی مل جائیں، اکابر کے ان اصولوں کے مطابق ایک بھی قطعی

دلیل اپنے دعویٰ پر پیش نہیں کر سکتے۔ اب اہل دیانت خود ہی فیصلہ کریں کہ اصول اکابر کو چھوڑ کر عقائد ترا شنا اور اس پر اپنے اوہام کو دلیل قرار دینا کتنی بڑی بغاوت اور ہٹ دھرمی ہے۔

{بغاوت نمبر 18}

{ذخیرہ احادیث کا انکار}

☆ اتحادی گروہ کے امام اوکاڑوی صاحب کتب اسماء رجال کے متعلق لکھتے ہیں:۔ تہذیب التہذیب میں صحاح ستہ کے رواۃ کا ذکر ہے، جن کی تعداد تقریباً ساڑھے بارہ ہزار ہے اور میزان الاعتدال ضعیف راویوں کے لئے مرتب کی گئی ہے جس میں تعداد تقریباً گیارہ ہزار ہے گویا صحاح ستہ کے رواۃ کا اگر یہ حال ہے تو باقی کتب حدیث کا کیا حال ہوگا؟ اور سند کی تحقیق و تنقید میں اولیت راوی ہی کو حاصل ہے باقی عیوب سند الگ رہے۔

تبصرہ:۔

اوکاڑوی صاحب کی تحقیق کے مطابق صحاح ستہ کے ساڑھے بارہ ہزار راویوں میں سے گیارہ ہزار راوی ضعیف ہیں۔ تو باقی کتب حدیث کا کیا حال ہوگا۔ اور سند کی تحقیق و تنقید میں اولیت راوی کو ہی حاصل ہے باقی عیوب سند الگ رہے۔ ماسٹری تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔ تمام ذخیرہ حدیث سے چھٹی ہوگئی۔ تعجب ہے کہ ایک طرف تو تمام ذخیرہ حدیث کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کی سازش کی جارہی ہے اور دوسری طرف قرآن کریم کے مقابلہ میں روایتیں پیش کرکے اور ان کا مطلب بگاڑ کر اپنے مخصوص مسائل کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا ہے۔ اگر اوکاڑوی صاحب کی یہ تحقیق صحیح ہے تو آئندہ کسی اتحادی کو کوئی روایت پیش کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

{بغاوت نمبر 19 تا 65}

بخاری شریف ماسٹر صاحب کی نظر میں

اتحادی گروہ کے موجد ماسٹر اوکاڑوی صاحب بخاری شریف پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) رہا آپ کا یہ کہنا کہ صحیح بخاری شریف بھی قرآن کی طرح ہے ہر قسم کے شک و وہم سے بالا ہے۔ غلو ہے۔ (تجلیات صفدر جلد ششم صفحہ ۲۹۷)

(۲) امام بخاریؒ عطاء الخراسانی کو خود ضعیف فرماتے ہیں (ضعفاء صغیر ص:۲۷۳) مگر بخاری ج:۲ص:۷۳۲ پر اسی کی حدیث لی ہے۔

(۳) امام بخاریؒ مقسم کو ضعیف فرماتے ہیں اور مقسم عن ابن عباسؓ کی سند سے حدیث صحیح بخاری میں لی ہے۔

(۴) ایوب بن عائذ کو ارجاء کی وجہ سے ضعیف بھی فرمایا ہے اور صحیح بخاری میں اس سے حدیث بھی لی ہے۔

(۵) امام بخاریؒ امام حکم بن عتیبہ اور حکم بن عتیبہ بن ناس مجہول راوی میں فرق نہیں کر سکے اور وہم کا شکار ہوئے۔

(۶) امام بخاریؒ ابی العباس الانصاری کو ضعیف بھی فرماتے ہیں اور صحیح بخاری ج:۱ص:۴۰۰ پر اس سے حدیث بھی لیتے ہیں۔

(۷) امام بخاریؒ نے ج:۱ص:۲۹۳ پر حضرت انسؓ کے قول کو حدیث رسول ﷺ بنا کر پیش کر دیا ہے۔

(۸) امام بخاریؒ کے استاد امام ابو حاتمؒ نے مستقل کتاب خطاء البخاری لکھی ہے جس میں بتایا کہ ۷۷۰ راویوں کے بارے میں امام بخاریؒ نے غلطی کھائی ہے۔

(۹) امام دار قطنیؒ نے مستقل کتاب الالزامات والتتبع میں بخاری شریف کی ۱۱۰ احادیث پر اعتراض کیے ہیں۔

(۱۰) امام بخاریؒ نے غلطی سے حضرت زینبؓ کا ایک مشہور واقعہ حضرت حفصہؓ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ (بخاری: ج:۲ص:۷۹۳)

(۱۱) امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے نام سے روایت کر دی۔

(۱۲) امام بخاریؒ نے غلطی سے حضرت حمزہؓ کے قاتل کا نام تبدیل کر دیا۔

(۱۳) امام بخاریؒ نے مدینہ منورہ کے ایک مشہور واقعہ کو مکہ کا واقعہ قرار دے دیا۔

(۱۴) امام بخاریؒ نے ایک حدیث میں غلطی سے ثم انصرف حتی اتی چھوڑ دیا جس سے بی بی فاطمہؓ کے گھر کی جگہ غلط ہوگئی۔

(۱۵) امام بخاریؒ نے ایک پیشگوئی کو ایسے مبہم الفاظ میں نقل کیا کہ جس سے اس کے غلط ہونے کا احتمال ہوگیا۔

(۱۶) امام بخاریؒ نے حضرت ام رومان کو مسروق کا استاد بنا دیا جبکہ وہ مسروق کے آنے سے کئی سال پہلے فوت ہو چکی تھیں۔

(۱۷) امام بخاریؒ کے اساتذہ حدیث امام ابو حاتمؒ، امام ابو زرعہؒ اور محمد بن یحییٰؒ نے ان سے روایت لینی چھوڑ دی تھی۔

(۱۸) امام مسلمؒ کو امام بخاریؒ کے محدث ہونے میں تردد تھا۔

(۱۹) امام بخاریؒ سے انہوں نے صحیح مسلم میں کوئی حدیث نہ لی۔

(۲۰) امام بخاریؒ سے امام ابو داؤد اور ابن ماجہؒ نے اپنی کتاب میں کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

(۲۱) امام بخاریؒ کی صحیح صفحہ ۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بے عمل کو کافر کہتے ہیں مگر ج:۲ص:۱۰۰۲ میں اس کو کافر نہیں کہتے۔

(۲۲) امام بخاریؒ نے صحیح میں عوف اعرابی سے حدیث لی جو قدری رافضی شیطان تھا مگر امام ابو حنیفہؒ سے حدیث نہیں لی۔

(۲۳) امام بخاری [illegible] نے حریز بن عثمان سے حدیث لی ہے جو صبح و شام

حضرت علیؓ پر ستر بار لعنت کرتا تھا مگر امام جعفر صادقؒ سے حدیث نہیں لی۔

(۲۴) امام بخاریؒ نے جریر بن عبدالحمید جو حضرت معاویہؓ کو اعلانیہ گالیاں دیتا تھا اس کی حدیث لی اور قاضی ابو یوسفؒ سے حدیث نہ لی۔

(۲۵) عباد بن یعقوب جو حضرت عثمانؓ کو گالیاں بکتا تھا سے حدیث لی مگر امام محمدؒ سے حدیث نہ لی

(۲۶) عبدالملک بن اعین اخبث رافضی سے حدیث لی مگر امام زفرؒ سے حدیث نہ لی۔

(۲۷) محمد بن حازم خبیث مرجیہ سے حدیث لی مگر امام حسن بن زیاد سے حدیث نہ لی۔

(۲۸) امام بخاریؒ نے محمد بن ثابت الکوفی، زہیر بن محمد التمیمی، زیاد بن ربیع، سعید بن عبداللہ الثقفی، عباد بن راشد، محمد بن یزید کو خود ہی ضعیف فرمایا ہے، خود ہی صحیح بخاری میں ان سے حدیث لی ہے۔

(۲۹) بخاری ص:۸۳۸ پر بعض صحابہ کرامؓ کا نصف النہار تک شراب پینا ثابت کیا ہے۔

(۳۰) بخاری میں شراب سے نشہ آجائے تو بھی کوئی معین حد درج نہیں ہے

(۳۱) بخاری ترجمہ وحید الزمان پڑھئے جس میں عورت کے غیر فطری استعمال کو قرآنی حکم قرار دیا ہے۔

(۳۲) صحیح بخاری پر مینڈک اور کچھوے کا حلال ہونا مذکور ہے مگر بھینس کے گوشت، دودھ، گھی، مکھن کا حلال ہونا مذکور نہیں۔

(۳۳) صحیح بخاری ص:۳۶ پر اونٹوں کے پیشاب پینے کا حکم ہے مگر چائے قہوہ پینے کا حکم بالکل نہیں۔

(۳۴) خیر القرون والوں نے اپنے قیاس سے یہ اصول بنایا کہ اہل بدعت سے حدیث نہ لی جائے مگر بعد والوں نے خصوصاً اصحاب صحاح ستہ نے اس اصول کو نہیں مانا خصوصاً امام بخاریؒ مندرجہ ذیل راویوں سے حدیث لاتے ہیں۔

(تجلیات صفدر ج: ششم ص: ۱۸۴)

(۳۵) عمرو بن ذر الہمدانی جو مرجئہ کے سردار تھے۔

(تجلیات صفدر ج: ششم ص: ۱۸۴)

(۳۶) ابو معاویہ بھی خبیث مرجئہ کے رئیس تھے۔

(تجلیات صفدر ج: ششم ص: ۱۸۴)

(۳۷) عبدالعزیز بن ابی رواد غالی مرجئہ سے تھے۔

(تجلیات صفدر ج: ششم ص: ۱۸۴)

(۳۸) اسحٰق بن سوید حضرت علیؓ کا سخت دشمن تھا۔

(تجلیات صفدر ج: ششم ص: ۱۸۴)

(۳۹) بہز بن اسد حضرت عثمانؓ کا مخالف بدمذہب تھا۔

(تجلیات صفدر ج: ششم ص: ۱۸۴)

(۴۰) عباد بن یعقوب غالی شیعہ تھا، حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیتا تھا۔

(تجلیات صفدر ج: ششم ص: ۱۸۴)

(۴۱) عوف بن ابی جمیلہ قدری، رافضی، شیطان تھا۔

(تجلیات صفدر ج: ششم ص: ۱۸۴)

☆ اتحادی گروہ کے موجد ماسٹر امین صاحب امام بخاریؒ پر برستے ہوئے لکھتے ہیں:۔

(۴۲) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا تو اس کا روزہ ہی نہیں ہوگا، مگر امام بخاریؒ خود ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

(۴۳) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مصیبت کے وقت اپنی موت کی تمنا ہرگز نہ کرے۔ مگر امام بخاریؒ اس حدیث کے خلاف اپنی موت کی دعا مانگا کرتے تھے۔

(۴۴) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ہفتہ میں ایک قرآن پاک پڑھو اس سے زیادہ مت کرو بعض میں تین دن اور بعض میں پانچ دن بھی آیا ہے مگر اکثر میں سات دن ہے۔ مگر امام بخاریؒ اس صحیح صریح حدیث کے خلاف رمضان شریف میں

روزانہ ایک قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

(۴۵) خود امام بخاریؒ نے حدیث روایت فرمائی ہے کہ کتا برتن میں منہ ڈال دے تو سات مرتبہ دھوؤ ظاہر ہے کہ کتے کے منہ ڈالنے سے پانی کا رنگ بدلتا ہے اور نہ بو، مگر امام بخاریؒ اس صحیح حدیث کے خلاف کہتے ہیں کہ جب تک رنگ، بو، مزہ نہ بدلے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

(۴۶) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کتے کا جوٹھا ناپاک ہے مگر امام بخاری اس کے خلاف کتے کے جوٹھے پانی سے وضو جائز کہتے ہیں۔

(تجلیات صفدر حصہ ششم ص: ۲۵۲، ۲۵۳)

{بغاوت نمبر 66}

ماسٹر صاحب کا امام ابن الہمامؒ کے ساتھ رویہ

اتحادی گروہ کے موجد ماسٹر اکاڑوی صاحب، محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام کی ایک حدیث پر تحقیق کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

بس حدیث ابن عباسؓ کے متعلق علامہ ابن الہمام کا یہ فرمانا ان ھذا الاثر ضعیف بابی شیبۃ ابراھیم بن عثمان متفق علی ضعفہ مع مخالفتہ للصحیح، جس طرح خلاف تحقیق ہے اسی طرح علامہ صاحب کے مسلمات کے بھی خلاف ہے۔

(تجلیات صفدر ص: ۲۲۵، ج: سوم)

{بغاوت نمبر 67}

ماسٹر صاحب کا حضرت معاویہؓ پر بدترین تبرا

اتحادی گروہ کے موجد ماسٹر اکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک رکعت وتر کے اتنے مخالف ہو گئے تھے کہ ایک

رکعت وتر پڑھنے والے کو الحمار (گدھا) فرمایا۔ (طحاوی ص: ۱۹۹، ج: ۱)

ماسٹر موصوف شیعہ شیعہ کا اس لقیہ او: ھتے ہوئے اصل بات کو گول کر گئے ہیں۔ طحاوی شریف کے جس صفحہ کا حوالہ پیش کیا ہے اس صفحہ میں ایک وتر پڑھنے والے حضرت سیدنا امیر معاویہؓ ہیں اور کتابت کی غلطی سے فقیہ کی جگہ حمار کا لفظ غلط طور پر لکھا گیا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں اس کی تصریح ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا دع انہ فقیہ۔ کہ چھوڑ دو وہ حضرت معاویہؓ فقیہ ہیں۔

لیکن ماسٹر اکاڑوی نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے اور اپنے پیرو مرشد کاشمیری صاحب اور اس کی پارٹی کو خوش کرنے کے لئے لفظ حمار کو صحیح قرار دے کر حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کو گدھا اور حمار کہنے جیسی ناپاک جسارت کی ہے۔ ماسٹر اکاڑوی کی دوسری بھی اس طرح کی کئی مسموم رافضیت بھری خبیث تحریریں اصحاب رسول ﷺ کو بدنام کرنے کے لئے دستیاب ہیں، جن کا حوالہ ہم نے اپنی بھی دوسری کتابوں میں دے دیا ہے۔

حالانکہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

کہ اگر کوئی خبر واحد صحیح بھی ایسی ہو جس سے کسی صحابیؓ کی عظمت مجروح ہوتی ہو تو اس کو رد کر دیا جائے گا۔

(ملخصاً از مقام صحابہؓ)

{بغاوت نمبر 68}

تلمیذ مولانا سرفراز صاحب، حبیب اللہ ڈیروی صاحب کی محدثین پر تنقید

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے خصوصی تلمیذ اور اتحادی گروہ کے شیخ الحدیث حافظ حبیب اللہ ڈیروی (شکست خوردہ مناظر جھنڈیالہ جھگیکہ گوجرانوالہ) اپنی کتاب

نور الصباح حصہ 3 مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی چند تحقیقیں ملاحظہ فرمائیں:۔

{حافظ ابن حجرؒ پر تنقید}

☆ حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب علامہ ابن حجر عسقلانیؒ پر برستے ہوئے سرخی قائم کرتے ہیں:۔

"حافظ ابن حجر کی ایک عبارت میں تین بڑی غلطیاں"

تفصیل دیکھیں نور الصباح ص: ۳۶

☆ حافظ حبیب اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

حافظ ابن حجرؒ کی ایک عبارت میں اور ایک غلطی۔ (ص: ۳۷)

☆ حافظ حبیب اللہ صاحب علامہ ابن حجرؒ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

امام شافعیؒ کی مدح میں تو حافظ ابن حجرؒ موضوع حدیث بیان کرنے سے دریغ نہیں کرتے پھر سکوت کر جاتے ہیں۔ پتہ نہیں اس صحیح حدیث کو موضوع کیوں کہتے ہیں؟ شاید کہ ان کے امام کے مذہب کے خلاف ہے...... معلوم نہیں کہ حافظ ابن حجرؒ کے پاس حدیث پرکھنے کا کون سا آلہ ہے شاید کہ یہی ہوگا، جو حدیث موضوع ان کے امام کی مدح میں ہو اور ان کے مذہب کی تائید کرتی ہو تو وہاں بیان کرنے کے بعد خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو کوئی نہ کوئی جرح کر ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور ان کی لغزشوں کو معاف فرماوے۔ (آمین)

☆ نیز فرماتے ہیں:۔ حافظ ابن حجرؒ کی یہ پانچویں غلطی ثابت ہوئی کیونکہ چار پہلے باب میں ذکر ہو چکی ہیں۔

(نور الصباح، ص: ۶۶)

فائدہ:

قارئین کرام! آپ حضرات نے حافظ حبیب اللہ ڈیروی کے نزدیک علامہ ابن حجرؒ کا مقام ملاحظہ فرما لیا۔ لیکن جب یہی حافظ ابن حجرؒ مسئلہ سماع کی کسی روایت کی تائید کرتے ہیں تو پھر اتحادی گروہ کے نزدیک صرف حافظ نہیں بلکہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بن جاتے ہیں۔

{بغاوت نمبر 69}

حافظ حبیب اللہ صاحب کی امام بخاری پر بد اعتمادی

حافظ حبیب اللہ صاحب امام بخاریؒ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

باقی امام بخاریؒ نے یہ مکالمہ بلا سند نقل کیا ہے جو قابل اعتبار نہیں یہ تو جزء رفع الیدین میں انہوں نے بلا سند نقل کیا ہے۔ اگر صحیح بخاری میں بھی وہ بلا سند نقل کرتے تو پھر بھی کچھ قابل اعتبار نہ تھا۔ (نور الصباح ص:۸۴)

{بغاوت نمبر 70}

حافظ حبیب اللہ صاحب کی امام ابن حبانؒ پر تنقید

حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب امام ابن حبانؒ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

امام ابن حبانؒ کی یہ جرح کئی وجوہ سے مردود ہے۔ ابن حبانؒ متشدد ہیں ابن حبانؒ طعنہ باز اور فتنہ انگیز ہے ۔۔۔ ابن حبانؒ نے اکثر فحش غلطیاں کی ہیں جو ان کے اپنے تصرفات کا نتیجہ ہیں ۔۔۔ قارئین اس حدیث پر ان کی جرح بھی زبردست اور فحش غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرماوے۔

(نور الصباح ص:۱۱۱)

{بغاوت نمبر 71}

حافظ حبیب اللہ کی امام حاکمؒ پر جرح

حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب امام حاکمؒ کی ایک تحقیق پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

امام حاکمؒ کی یہ سخت غلطی ہے ۔۔۔ اور جب سند ہوگی تو کسی کو غلط بات کرنے کی

جرأت نہ ہوگی جیسے کہ امام حاکم نے غلطی کی ہے۔ امام حاکم کثیر الغلط ہے۔ مستدرک میں انہوں نے کافی غلطیاں کی ہیں، بعض دفعہ ضعیف بلکہ موضوع حدیث کو صحیح کی شرط (علیٰ شرط الشیخین) کہہ دیتے ہیں۔ علامہ ذہبی نے اس لئے تلخیص المستدرک لکھ کر ان اغلاط کو ظاہر کیا ہے، بعض دفعہ امام ذہبیؒ اغلاط بیان کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور غصہ میں آ کر امام حاکم کو خطاب کر کے فرماتے ہیں، تجھے اے مؤلف! حیا نہیں آتی ایسی غلط باتیں کرتے ہو۔

(نور الصباح ص:۶۳)

{بغاوت نمبر 72}

حافظ حبیب اللہ صاحب کی امام بیہقیؒ پر کڑی جرح

حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب امام بیہقی پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

امام بیہقیؒ کی سینہ زوری کی بدترین مثال ہے کہ انہوں نے سینہ زوری اور تنگ بندی سے زیادہ کام لیا ہے۔ (رسالہ ایک نظر ص:۱۳۵، ۱۴۰)

ایک مقام پر ڈیروی موصوف امام بیہقیؒ پر تحریف کا الزام قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اس روایت میں بہت زبردست تحریف کی گئی ہے ۔۔۔ یہ الفاظ محرف شدہ ہیں تو کتاب القراءۃ میں یوں تحریف کی گئی ۔۔۔ اب اس تحریف کی ذمہ داری کس پر ڈالی جائے میرے خیال میں تو اصل ذمہ دار مصنف ہوتا ہے۔ (ایک نظر ص:۱۳۵، ۱۳۶)

ایک مقام پر امام بیہقیؒ پر جھوٹ کی تہمت لگاتے ہوئے ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت بیہقیؒ نے جان بوجھ کر یہ جھوٹی روایت اپنے مذہب کو سہارا دینے کے لئے ذکر کی ہے ۔۔۔ من کذب علیّ متعمدا یہ متواتر حدیث ہے اللہ تعالیٰ مذہبی تعصب سے محفوظ رکھے۔ (ایک نظر ص:۱۲۹)

یہی ڈیری موصوف لکھتے ہیں:۔

امام بیہقی عجب کارنامے سرانجام دے رہے ہیں کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑہ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ (ایک نظر ص:۱۳۰، ۱۴۱)

ڈیری موصوف لکھتے ہیں:۔

ماشاء اللہ امام بیہقیؒ، امام حاکمؒ، ابو العلی المحافظ ان سب حضرات کو مبارک ہو وہ جھوٹی روایتیں اور جھوٹے دعوے کرتے ہیں۔ (ایک نظر ص:۱۳۹)

حضرت امام بیہقیؒ نے زبردست خیانت کا ارتکاب کیا۔ (ایک نظر ص:۱۳۰)

امام بیہقیؒ نے اس مسئلہ میں سینہ زوری اور تنگ بندی سے زیادہ کام لیا ہے مگر اپنی مراد میں وہ ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ (ایک نظر ص:۱۴۰)

حضرت بیہقیؒ جھوٹے اور مجہول راویوں سے اپنا دین حاصل کر رہے ہیں۔ (ایک نظر ص:۱۳۱)

{فائدہ}

یہی بیہقیؒ جس پر خیانت، تحریف اور کذب بیانی کا الزام قائم کیا جا رہا ہے جب مسئلہ حیات میں آئیں تو اشاعتی غالی گروہ کے نزدیک حضرت امام بیہقیؒ تمام محدثین سے بڑے اور حجت قاطعہ بن جاتے ہیں۔ فیا للعجب

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

{بغاوت نمبر 73}

اوکاڑوی صاحب کی امام دارقطنی پر جرح

اشاعتی گروہ کے ماسٹر امین صاحب لکھتے ہیں:۔

امام دارقطنی متعصب شافعی تھے۔ امام صاحب کو ضعیف کہہ ڈالا ان کے شیعہ ہونے میں اختلاف ہے۔ (تجلیات صفدر ص:۷۲)

{بغاوت نمبر 74}

اکاڑوی صاحب کی امام بیہقیؒ پر جرح

امام بیہقی حاکم کی زبان سے احناف سے بہت تعصب رکھتے تھے۔ امام طحاوی کے رد کے شوق میں سنن میں ہر قسم کی صحیح، حسن، ضعیف روایات بھر دیں اور شافعیوں کو پورا کر دیا کہ اس نے حنفیت کا خوب رد کیا لیکن ماردینی حنفی نے الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی لکھ کر اس کی پوری حقیقت واضح فرما دی تقریباً 7 صدیاں گزر چکی ہیں کوئی شافعی اس کا رد نہیں لکھ سکا۔

{بغاوت نمبر 75}

حاکم ابو نعیم پر اکاڑوی صاحب کی جرح

خطیب بغدادی محمد بن طاہر مقدسی فرماتے ہیں:۔

مشہور محدث اسماعیل بن فضل فرمایا کرتے تھے کہ تین حفاظ حدیث ایسے ہیں کہ جن سے مجھے کوئی محبت نہیں کیونکہ وہ بہت ہی متعصب ہیں اور ان میں انصاف بہت کم ہے حاکم ابو عبد اللہ، ابو نعیم اور خطیب مقدسی فرماتے ہیں انہوں نے سچ فرمایا ہے۔

(تجلیات ص:۷۲)

{بغاوت نمبر 76}

ابن حزم اور قرطبی پر اوکاڑوی صاحب کی جرح

امام ابن حزمؒ ظاہری، قرطبی یہ ناصبی تھے، زبان درازی میں حجاج کی تلوار کی مثال تھے انہوں نے نہ جامع ترمذی دیکھی نہ ابن ماجہ بلکہ امام ترمذی کو مجہول قرار دے دیا تھا۔ ۔۔۔ کے خلاف بہت تعصب رکھتے تھے۔ (تجلیات صفدر)

{بغاوت نمبر 77}

امام جوزقانیؒ پر اوکاڑوی صاحب کی جرح

امام جوزقانیؒ آپ نے ایک کتاب الاباطیل لکھی جس میں کچھ اوہام بھی ہیں۔ طبیعت میں تشدد اور تعصب تھا۔ (تجلیات صفدر، ۷)

{بغاوت نمبر 78}

امام ابن عساکر پر تنقید

امام ابن عساکر دمشقیؒ آپ نے صغیر کتاب تاریخ دمشق تحریر فرمائی جس میں رطب و یابس سب جمع کر دیا۔ (تجلیات صفدر)

{بغاوت نمبر 79}

امام ابن جوزی پر تنقید

امام ابن جوزی حنبلیؒ جرح میں بہت متشدد تھے۔ بخاری، مسلم تک کی احادیث کو موضوعات میں شامل کر دیا۔ (تجلیات صفدر)

{بغاوت نمبر 80}

امام ابن تیمیہ پر جرح

امام ابن تیمیہؒ آپ بہت متشدد تھے، بہت سی صحیح احادیث کو محض ضد میں رد کر دیتے تھے، رافضی کے رد میں بعض جگہ علیؓ تک کر گزرتے ہیں۔ (تجلیات صفدر)

فائدہ:۔

اعادہ روح کی روایات میں یہی ابن تیمیہؒ شیخ الاسلام بن جاتے ہیں اور اعادہ

روح کی ملتانؔ وسندِ احمد والی روایت کو متواتر ثابت کرنے کے لئے اسی ابن تیمیہ کا ہی آسرا تلاش کیا جاتا ہے۔ دیکھیں تسکین الصدور، بحث اعادہ روح

{بغاوت نمبر 81}

امام ذہبیؒ پر تنقید

☆ امام ذہبیؒ ان کے شاگرد علامہ سبکیؒ نے اپنے اس استاد کے بارہ میں جو فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ذہبیؒ ہمارے استاد ہیں اللہ ان کو معاف کرے مگر انہوں نے کسی حنفی، شافعی، مالکی کو معاف نہیں کیا نہ کسی اشعری کو، وہ تعصب میں اس حد تک پہنچے ہوئے تھے کہ سخرۃ الاطفال (بچوں کی ہنسی) بن گئے تھے۔ وہ جب صوفیاء کرام، اشاعرہ، احناف، شوافع اور مالکیوں کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے کپڑے اتارتے ہیں ان کے تمام محاسن سے ان کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ ان کو ان کی کوئی غلطی مل جائے تو خوب اچھالتے ہیں اور اہل تجسیم کے محاسن خوب لکھتے ہیں اور اغلاط سے درگزر فرماتے ہیں۔ (تجلیات صفدر:۷۵)

{بغاوت نمبر 82}

حافظ ابن حجر پر تنقید

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ آپ حافظ الحدیث تھے اور جوں جوں ان کا علم حدیث ترقی کرتا گیا ان کے دل میں حنفیت کی صداقت گھر کرتی گئی۔ مگر ایک خواب پر انہوں نے سارے مطالعہ حدیث کو قربان کر دیا وہ اپنی کتاب انجمع المؤسس میں لکھتے ہیں کہ میں نے

ابن البرہان کو موت کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کہ تو مردہ ہے اس نے کہا، ہاں میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو اس میں ایسا شبہ پیدا ہوا کہ میں گھبرا وہ چپ ہو گیا پھر وہ اپنی حالت پر آ گیا اور کہا کہ اب ہم خیر سے ہیں لیکن نبی پاک ﷺ مجھ پر ناراض ہیں۔ میں نے پوچھا کیوں، تو کہا کہ تیرا میلان حنفیوں کی طرف ہے۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی اور میں بڑا حیران تھا، میں نے بہت سے حنفیوں کو یہ کہا تھا کہ میری دلی خواہش ہے کہ میں حنفی ہو جاؤں انہوں نے کہا کس وجہ سے؟ تو میں کہتا کہ آپ کے مذہب کے فروع، اصول پر مبنی ہیں۔ اب میں اس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں اس خواب نے ابن حجرؒ میں وہ تعصب بھرا کہ الامان والحفیظ

☆ حافظ ابن حجرؒ کے شاگرد امام سخاویؒ نے الدرر الکامنہ میں اس تعصب کو واضح کیا ہے اس لئے قاضی القضاۃ ابن شہبہ ابن حجر کے بارے میں یوں فیصلہ دیتے ہیں کہ حافظ ابن حجر احناف کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور ان کی لغزشوں کو گاتے ہیں، حافظ صاحب کا حنفیوں کے ساتھ وہی وطیرہ ہے جو ذہبی کا حنفیوں اور شافعیوں کے ساتھ۔ اس لئے ذہبی کے شاگرد سبکی نے کہا کہ ذہبی سے کسی حنفی کے حالات ذکر کرنے چاہئیں اور نہ شافعی کے۔ اسی طرح میں (اوکاڑوی) کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجرؒ کے کلام سے کسی متقدم حنفی کے حالات لینے چاہئیں اور نہ کسی متاخر کے۔

(تجلیات ص:۷۶)

{بغاوت نمبر 83}

اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا انکار

ماسٹر محمد امین صاحب بخاری شریف کے متعلق "اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری" کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

امام حازمی شافعی ہمدانی متوفی ۵۸۴ھ آپ نے وجوہ ترجیح پر ایک مستقل تحریر فرمائی ہے مگر ان وجوہ ترجیح میں کہیں نہیں فرمایا کہ بخاری و مسلم یعنی صحیحین کی حدیث کو

دوسری کتابوں کی احادیث پر ترجیح ہوگی، اسلام کی پہلی چھ صدیوں میں اس کا نشان تک نہیں ملتا۔ یعنی پہلی چھ صدیوں میں کہیں اس جملہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری کا نام و نشان تک نہ تھا، بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہے۔۔۔۔ امام ابن صلاح شہرزوری شافعیؒ اس نے سب سے پہلے یہ دعویٰ کیا کہ بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اور بخاری مسلم کی احادیث بحیثیت سند دوسری کتابوں پر مقدم ہیں۔ مگر اس بات کو خود ابن کثیر شافعیؒ نے بھی درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ اور نہ احناف نے اپنی اصول کی کتابوں میں اس کا ذکر کیا بلکہ شیخ ابن الہمام نے صاف صاف اس کا رد کیا۔ (تجلیات صفدر ص:۷۳)

یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ بخاری اصح الکتب ہے تحکما لا یجوز تقلید فیہ باطل نا انصافی کی بات ہے اس کے ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتوحات صفدر ص:۵۹، ج:۱)

نیز ماسٹر صاحب امام بخاریؒ پر برستے ہوئے کہتے ہیں:۔

کہتا ہے کہ انہوں نے کتاب مدینے میں بیٹھ کر لکھی،
ٹھیک۔ پھر کتاب کا نام مدینی نہیں رکھا بخاری رکھ دیا،
اگر مدینے کی محبت ہوتی تو مدینے کا نام رکھتے۔

(فتوحات صفدر ص:۱۷۱، ج:۱)

{بغاوت نمبر 84}

محدثین پر صفدری اعتماد

باقی رہے حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیمؒ، علامہ ابن عبد الہادی اور امام ابن رجب وغیرہ حضرات تو ایک تو متاخرین میں شامل ہیں، ان کا قول بلا دلیل حجت نہیں ہے۔ (سماع الموتیٰ ص:۱۶۸)

فائدہ:

امام ابن تیمیہ وغیرہ تو متاخرین میں شامل ہیں اس لئے ان کا قول بلا دلیل حجت نہیں لیکن سیوطی، بیہقی، سمہودی وغیرہ تو شاید خیر القرون کے ہیں کہ ان کی ہر بات خلاف دلیل نص قطعی کا درجہ رکھتی ہے..... سبحان اللہ؟

امام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ ابن عبد الہادی، امام ابن رجب، بدر الدین بالی اور علامہ آلوسی کے نزدیک حضرت ﷺ کی قبر سے استشفاع طلب کرنا صریح شرک ہے۔ (سماع موتی، ص: ۱۳۲)

تبصرہ:

جب اتنے بڑے اکابر بقول حضرت استشفاع عند القبر کو صریح شرک کہتے ہیں تو تسکین الصدور میں استشفاع عند القبر ثابت کرنے کے لئے اتنا زور صرف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور ان اکابر کے نزدیک صریح شرک کا ارتکاب کرنے اور عوام الناس کو شرک کی ترغیب دینے کی کونسی مجبوری تھی؟

{استفتاء}

کیا فرماتے ہیں مفتیان اتحاد کہ امام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ ابن عبد الہادی، امام ابن رجب، بدر الدین بالی، علامہ آلوسی اور تمام علماء حرمین وغیرہ اکابر اہل السنۃ کے نزدیک "تسکین الصدور" کے مطابق "استشفاع" کا نظریہ رکھنے والا بقول مولانا سرفراز خان صفدر، شرک صریح کا مرتکب ہے۔ جبکہ آپ حضرات کے نزدیک تسکین الصدور ہی معیار اہل السنت ہے اب جو شخص آپ حضرات کے عقیدہ استشفاع وغیرہ کو صریح شرک کہے وہ اہل السنۃ میں داخل ہے یا نہیں؟ اور اگر اہل السنۃ میں داخل نہیں تو آج کے علماء حرمین کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

{بغاوت نمبر 85}

مرید کی پیر پر بد اعتمادی

حضرت مولانا حسین علی الوانی نے واقعہ حضرت موسیٰ سے عدم سماع موتی پر استدلال کیا تو مولانا سرفراز خان صفدر اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حضرت مولانا حسین علی صاحب بلا شک بڑے محقق، موحد اور متبع عالم تھے اور ہمارے پیر و مرشد ہیں، لیکن معصوم تو نہیں۔

(شہاب مبین، ص: ۱۶۷) سبحان اللہ!!

امام رازی پر صفدری تبصرہ

یہ ٹھیک ہے کہ حضرت امام رازی منطق و فلسفہ و عقلیات وغیرہ کے مسلم امام تھے لیکن فن روایت اور نقلیات میں ان کا پایہ نہایت کمزور تھا..... یہی وجہ ہے کہ ان کی تفسیر میں رطب و یابس سب ہی کچھ موجود ہے، امام سیوطی نقل کرتے ہیں کہ تفسیر کبیر میں سب ہی کچھ ہے، مگر اس میں تفسیر نہیں۔

(احسن الکلام)

{بغاوت نمبر 86}

بخاری و بیہقی پر صفدری تنقید

مولانا سرفراز خان صفدر حضرت امام بخاری، امام بیہقی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ان اکابر کا یہ اعتراض بھی سطحی قسم کا ہے اور قابل التفات نہیں ہے۔

(احسن الکلام ص: ۲۲۶)

علامہ لکھنوی پر صفدری تبصرہ

مولانا سرفراز خان صاحب علامہ عبدالحی لکھنوی پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مولانا ابو الحسنات محمد عبدالحی صاحب لکھنوی اپنے وقت کے متبحر عالم اور وسیع النظر فقیہ اور مفتی تھے لیکن وہ دور ائمہ جرح و تعدیل میں تھے اور نہ بغیر کسی سند کے ان کا کوئی قول معتبر ہو سکتا ہے۔ رواۃ کی جرح و تعدیل میں وہ صرف ہماری طرح کے ناقل ہیں لہٰذا ان اکابر کا اس حدیث کو صحیح، حسن، جید اور قوی کہنا کوئی معنی اور پوزیشن نہیں رکھتا اور نہ ان کے کہنے سے کذاب، وضاع، مجہول و مستور راوی ثقہ ہو سکتے ہیں۔

(احسن الکلام ص: ۱۱۶)

{بغاوت نمبر 87}

امام بیہقی پر صفدری تنقید

مولانا سرفراز خان صفدر، امام بیہقی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے مگر ان کی یہ تصحیح بھی قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ سند کا حال آپ دیکھ چکے ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ قاعدہ جلیلہ میں لکھتے ہیں کہ امام بیہقی تعصب سے کام لیتے ہیں اور بسا اوقات ایسی روایتوں سے احتجاج کرتے ہیں کہ اگر ان کا کوئی مخالف ان سے استدلال کرے تو اس کی تمام کمزوریاں ظاہر کیے بغیر ان کو نہ چھوڑتے۔

(احسن الکلام ص: ۱۱۷)

{بغاوت نمبر 88}

امام حاکم پر جرح صفدری

امام حاکم پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ امام حاکم مستدرک میں موضوع اور جعلی حدیثوں تک کی تصحیح کر جاتے ہیں، علامہ ابن تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں امام حاکم شیعہ غالی تھے ان کے قول سے گریز کرنا چاہیے۔

(احسن الکلام ص: ۱۱۵، ۱۱۶)

{بغاوت نمبر 89}

امام ترمذی پر صفدری تبصرہ

امام ترمذی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

محدثین امام ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے۔ (احسن الکلام ص: ۲۳۰)

{بغاوت نمبر 90}

امام دار قطنی کا اعتبار نہیں

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب امام دار قطنی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

امام دار قطنی کی تصحیح کا بھی چنداں اعتبار نہیں وہ ایک ہی راوی کو کبھی ثقہ اور کبھی ضعیف کہہ دیتے ہیں۔

(احسن الکلام ص: ۱۱۶)

{بغاوت نمبر 91}

امام خطابی پر صفدری تنقید

مولانا سرفراز خان صفدر، امام خطابی پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

امام خطابی کا یہ فرمانا کہ اس حدیث کی سند جید ہے محل تعجب ہے۔

(احسن الکلام ص: ۱۱۶)

{بغاوت نمبر 92}

امام نووی ؒ پر ردِ صفدری

مولانا سرفراز خان صفدر، امام نووی ؒ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

امام نووی ؒ کا یہ کہنا قصور ہے کہ اس کو غیر مسند قرار دیتے ہیں۔

(احسن الکلام، ص: ۲۶۲)

{بغاوت نمبر 93}

اکابر پر عدم اعتماد

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب امام بیہقی، علامہ حازمی، علامہ ابن حزم اور امام نووی ؒ وغیرہ کا ایک اعتراض نقل کرنے کے بعد جواب دیتے ہیں:۔

ان اکابر کا یہ اعتراض بے بنیاد ہے۔

(صفحہ: ۲۸۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

{بغاوت نمبر 94}

ابن حجر ؒ پر صفدری رد

مولانا سرفراز خان صفدر علامہ ابن حجر ؒ کی ایک تحقیق پر پیچ پا ہو کر فرماتے ہیں:۔

محض تعصب مذہبی میں آکر اس کا انکار کرنا کس قدر ناانصافی ہے اور ایسے ٹھوس ثبوت اور علمی کی وجہ سے ہم حافظ ابن حجر ؒ کی اس بات کو رد کرتے ہیں۔

(احسن الکلام، ص: ۲۲۹)

{بغاوت نمبر 95}

بخاری کی کیا وقعت ہے

ایک روایت کی سندی تحقیق پر مولانا صفدر صاحب امام بخاری ؒ پر یوں غصہ نکالتے ہیں:۔

ایسے کذاب اور دجال راوی کے بارے میں امام بخاری ؒ کی رائے کیا وقعت رکھتی ہے۔

(احسن الکلام ص: ۸۳، ج: ۲)

{بغاوت نمبر 96}

دارقطنی کا کیا اعتبار

امام دارقطنی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

رہا دارقطنی کا اس سند کو حسن کہنا اور روایت کی توثیق کرنا تو لاحاصل ہے۔

(احسن الکلام، ص: ۹۶، ج: ۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

{بغاوت نمبر 97}

اکابر کی محنت پر خاک

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب اکابرین اہل السنۃ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

بلاشبہ ان اکابرین کا امت محمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کے علاوہ اپنے پیارے نبی کی پیاری حدیثیں بھی امت تک پہنچائیں اور ساری عمر اس خدمت میں صرف کر دیں لیکن تحقیق اور تفحص کے میدان میں جب قدم آگے بڑھایا تو بسا

اوقات کسی راوی اور حدیث کے متعلق ان کا نظریہ بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اپنی سابق رائے کو ترک کرنا پڑا اور کبھی موقع بموقع تقاضائے بشریت فروعی مسائل میں تعصب سے بھی کام لیا گیا ہے۔ ...... ہمارے لئے وہ قابل صد احترام ہیں جہاں انہوں نے سونے کی ڈلیاں کمائیں، کچھ خاک کی بھی ان میں ڈال دی۔

قارئین کرام!!

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی تحقیقات کی چند جھلکیاں ہم نے پیش کر دی ہیں اور ان پر احتراماً ہم کچھ تبصرہ بھی نہیں کرتے، البتہ اتحادی گروہ سے ہم ضرور ان کی ذہنیت کے مطابق پوچھنے کے مجاز ہیں کہ اتحادی سوچ وضابطہ کے مطابق ان اکابرین امت سے قرآن وحدیث اور دین، مولانا سرفراز خان صاحب نے زیادہ سمجھا ہے یا انہوں نے زیادہ سمجھا ہے؟

اگر کوئی مظلوم داعی توحید وسنت قرآن وسنت کے دلائل وبراہین کی روشنی میں بعض حضرات کے اقوال کو حجت نہ مانیں تو اس پر تو کئی قسم کی اتہام تراشی والزام بازی کی جاتی ہے اب مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کا آپ کے دھرم میں حکم کیا ہے؟؟

جو اتنے بڑے بڑے اکابرین پر نہ صرف اعتراض کر رہے ہیں بلکہ نام لے کر ان کی تحقیقات کی تردید بھی فرما رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{بغاوت نمبر 98}

تمام اہل السنت پر کفر کا فتویٰ

ماسٹر امین صاحب کے برادر زادے مولوی محمود عالم صاحب علاء کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

جس نے ابن تیمیہ پر شیخ الاسلام کا اطلاق کیا وہ کافر ہے۔

(تسکین الاتقیاء، ص: ۱۲۴)

اور ابن تیمیہ حدیث کے رد کرنے میں جری ہے غرضیکہ ان کی غرض کے موافق

(تسکین الاتقیاء، ص: ۱۳۲)

اور دوسری بات جو ابن تیمیہ ؒ میں ہے وہ حضرت علی ؓ سے انحراف ہے اور اسی وجہ سے ان کے ہم عصر علماء نے ابن تیمیہ کو ...... منافق کہا ہے۔ پھر ابن حجر ؒ نے ابن تیمیہ ؒ کو علی جو البانی شیخ الاسلام کہتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس نے یہ لقب کیسے دے دیا کہ ابن تیمیہ ؒ وہ عقیدہ رکھتا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔ (تسکین الاتقیاء)

ابن تیمیہ ؒ نے نبی اقدس ﷺ کی زیارت کے سنت ہونے کا انکار کیا اس سے تم دھوکہ میں نہ پڑو اس لئے کہ وہ ایسا آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا ہے جیسا کہ عز بن جماعہ نے فرمایا اور تقی سبکی نے مستقل تصنیف میں اس پر رد کیا ہے اور اس کا نبی اقدس ﷺ کے حق میں کوتاہی کرنا کوئی تعجب خیز نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے حق میں بھی وہ کچھ کہہ چکا ہے جو ظالم اور منکرین کہتے ہیں حالانکہ اللہ کی شان ان باتوں سے بلند ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف اعضاء کی نسبت کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے جہت، ہاتھ، پاؤں، آنکھیں وغیرہ دوسرے قبائح کا استعمال کیا ہے اس وجہ سے بہت سے اہل علم نے اس کی تکفیر کی ہے۔ (حوالہ بالا)

نوٹ:

مولوی محمود اس طرح کے کئی حوالہ جات ذکر کرنے کے بعد انتہائی نفاق والی پالیسی کے تحت دھوکہ دینے کے لئے لکھتا ہے:۔

ہمارا مقصد ان حوالوں سے حافظ ابن تیمیہ ؒ کی توہین وتنقیص نہیں ہے۔ سبحان اللہ اگر کوئی کہے کہ ماسٹر اوکاڑوی پرلے درجے کا منافق، بے ایمان اور کافر تھا اور جو شخص ماسٹر اوکاڑوی کو زبدۃ المحدثین کہے وہ بھی کافر ہے اور آخر میں لکھ دے کہ میرا مقصد ان باتوں سے ماسٹر اوکاڑوی کی توہین نہیں، تو کیا اس آخری خلاف حقیقت جملے سے ماسٹر اوکاڑوی کا مودب سمجھا جائے گا......؟؟

{خلاصہ ہفوات محمود}

امام ابن تیمیہ ؒ منافق، گمراہ تھا اور علماء نے ابن تیمیہ ؒ کی تکفیر کی ہے کیونکہ وہ اللہ

تعالیٰ کے لئے اعضاء وغیرہ ثابت کرتا تھا اور نبی اکرم ﷺ کے حق میں گستاخی کرتا، حضرت علیؓ سے منحرف تھا اور جو شخص ابن تیمیہؒ کو شیخ الاسلام کہے وہ کافر ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔

اکثر اہل بدعت حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ کی رفیع شان میں بہت ہی گستاخی کرتے ہیں مگر حضرت ملا علی القاری الحنفیؒ ان کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔ یعنی اکابر اہل السنت والجماعة ومن اولیاء هذه الامة کہ حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ دونوں اہل السنت والجماعت کے اکابر ہیں اور اس امت کے اولیاء میں تھے۔

(باب جنت: ص: ۲۹، راہ سنت: ص: ۱۷۷)

بے شمار اکابرین نے امام ابن تیمیہؒ کو شیخ الاسلام کا لقب دیا ہے۔ جن میں امام ذہبیؒ، امام ابن کثیرؒ، علامہ انور شاہ صاحب کاشمیریؒ، سید محمود آلوسیؒ اور خود شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر شامل ہیں۔ علامہ شامیؒ اور صبہانیؒ آپ کو شیخ الاسلام سمجھتے ہیں (دیکھیں فتاویٰ شامی) علامہ صبہانی فرماتے ہیں سبحانه شیخ الاسلام بلا ریب بلا شبہ وہ شیخ الاسلام ہیں۔

(شواہد الحق ص: ۱۳۵)

ماسٹر صاحب کے بے لاگ دوے کے عالمی فتوے کے مطابق ابن تیمیہؒ کو شیخ الاسلام کہنے والا کافر ہے۔ اس ظالمانہ فتوے کے نشانات ملاحظہ فرمائیں کہ کتنے مظلوم اکابرین اس کی زد میں ہیں اور کون کون اکابر علماء دیوبند شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر سمیت کفر کے مرتکب ہوئے ہیں۔

العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ

اس سے بڑی اکابر کی بغاوت کیا ہو گی کہ تمام اکابرین کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اپنے آپ کو محقق باور کرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اوکاڑوی چیلوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{بغاوت نمبر 99 تا 119}

اتحادی گروہ اور امام بخاریؒ

ماسٹر امین کے بھتیجے ماسٹر محمود عالم سے تمام اتحادیوں نے مل کر ایک رسالہ چھپوایا جس کا نام "قطرات العطر" ہے، رسالے کی تصدیق امیر اتحاد مولوی منیر احمد، مفتی عبد الستار خیر المدارس، مولوی منظور فاضل حدیث خیر المدارس، مولوی شمشاد اور مولوی امین شاہ وغیرہ کی تصدیقات ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ خاص سوچی سمجھی سکیم کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد محدثین پر تبرا اور کتب حدیث پر یلغار کرتا ہے۔ جس کے چند اقتباسات امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کے متعلق ہم ذکر کرتے ہیں:۔

(۱) امام بخاریؒ نے 430 سے کچھ زائد ایسے راویوں سے روایت کی ہے کہ جن سے امام مسلمؒ نے نہیں لی۔ ان میں سے 80 پر ضعف کی جرح کی گئی ہے۔

(۲) امام مسلمؒ نے 620 ایسے راویوں سے روایت لی ہے جن سے بخاریؒ نے نہیں لی ان میں سے 160 پر جرح کی گئی ہے۔ (قطرات العطر: ص: ۱۱۳)

(۳) حافظ ابن حجرؒ نے بخاری کی تقدیم کو جو نقل کیا ہے، سارا زور اس پر لگایا ہے، ہم لکھتے ہیں کہ یہ کس درجہ کی صحیح ہے، یہ بات نہ قرآن پاک کی آیت ہے، نہ آنحضرت ﷺ کی حدیث، نہ کسی خلیفہ راشدؓ، یا کسی صحابیؓ، یا تابعیؒ، یا تبع تابعیؒ کا ارشاد ہے، نہ ہی یہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، امام ابو داؤدؒ، ابن ماجہ میں سے کسی کا ہے۔ اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ یہ بات سب سے پہلے ابن صلاح نے کی اور ابن صلاح کی بات کو بعض شوافع نے اتنا مشہور کیا کہ بعض حنفی علماء بھی اس سے متاثر ہو کر ان کے ہمنوا ہو گئے اور غیر مقلد یکتا نے تو اس کو اپنے خود ساختہ پرچار کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا اور کرتے ہیں جبکہ اس بات کا حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ امام مسلمؒ نے نہ صرف یہ کہ امام بخاریؒ سے حدیث نہ لی بلکہ منتحل الحدیث فرما دیا۔ (قطرات العطر: ص: ۱۱۳)

(۴) امام ابو داؤدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی امام بخاریؒ سے کوئی حدیث نہ لی۔

(۵) امام نسائیؒ نے صرف ایک حدیث لی ہے ہاں امام ترمذیؒ نے ان سے حدیث لی ہے مگر کم۔

(۶) امام دار قطنیؒ نے بخاری اور مسلم کی دو سو حدیث پر طعن کیا ہے اور مستقل کتاب الالزامات والتتبع لکھی۔

(۷) ابو الولید الباجی المالکی نے مستقل کتاب التعدیل والتجریح لمن روی عنہ البخاری فی الصحیح لکھی۔

(۸) امام بخاریؒ اپنی صحیح میں ان راویوں سے روایت لائے ہیں جن میں سے بعض پر تو اصب بعض پر مرجئہ بعض پر روافض ہونے کا طعن کیا گیا ہے۔

(قطرات العطر ص: ۱۱۴)

(۹) امام بخاریؒ نے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ سے بخاری میں کوئی حدیث نہیں لی۔ امام احمدؒ سے دو روایات لی ہیں اور امام مالکؒ سے بکثرت حدیث لی ہیں۔ عجیب بات ہے کہ امام اعظمؒ سے روایت نہ لی اور بہت سے بدعتیوں سے روایت لے لی حتیٰ کہ جس راوی کو اسماء الرجال نے رافضی اور شیطان کہا اس سے بھی لے لی۔

(۱۰) قاضی ابو یوسفؒ سے حدیث نہ لی۔ سیدنا عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کو گالیاں دینے والے سے لے لی۔

(۱۱) امام محمدؒ سے روایت نہ لی اور امام حسینؓ کے قتل کا مشورہ دینے والے مروان سے حدیث لے لی۔

(۱۲) امام جعفر صادقؒ سے حدیث نہ لی اور حضرت سیدنا علیؓ پر ستر دفعہ روزانہ لعنت کرنے والے سے حدیث لے لی۔

(۱۳) امام بخاریؒ کو جب ضرورت پڑتی ہے تو کچھ اصولوں کو چھوڑ بھی جاتے ہیں، خود ہی ایک راوی کو ضعیف بھی کہتے ہیں اور خود ہی اس سے روایت بھی لیتے ہیں۔

(۱۴) امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں جو انداز اپنایا ہے اس کی کچھ تصویر آپ کے سامنے رکھی ہے تاکہ ابن صلاح کے اس قول کی تردید ہو سکے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ

بخاری ہے۔ [illegible] کتاب الآثار اور موطا کو بخاری و مسلم پر ترجیح ہو گی۔ اگر ہم کتاب

(۱۵) اس اعتبار سے بخاری کو دیکھیں تو اس کے رواۃ میں ناصبی، رافضی، قدری وغیرہ راوی بخاری کی ہمت بڑھا رہے ہیں۔ نیز کتاب الآثار کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ یہ قرن ثانی میں لکھی جا چکی تھی۔

(۱۶) امام بخاریؒ، امام اعظمؒ کی وفات کے ۴۴ سال بعد پیدا ہوئے، پھر بڑے ہو کر پھر صحیح بخاری لکھنی شروع کی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کتاب الآثار ۱۵۰ھ سے قبل یقیناً لکھی جا چکی تھی۔ بخاری اس کے قریباً ۸۰ سال بعد لکھی گئی اور وہ زمانہ خیر القرون کے بعد کا ہے لہٰذا امام بخاریؒ کی کتاب کو کتاب الآثار سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

(قطرات ص: ۱۲۳)

(۱۷) امام بخاریؒ نے قدریہ، روافض اور نواصب سے روایت لے کر امام ابن سیرین کی مخالفت کی۔ آپ کے سامنے بخاری کے بدعتی راویوں کے کچھ نام نمونے کے طور پر واضح کیے گئے، کیا اب بھی بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جا سکتا ہے، ہرگز نہیں۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ کتاب الآثار ہے۔

(۱۸) بخاری میں مرجئہ رواۃ کی تفصیل:۔

(۱) ابراہیم بن طہمان (۲) شبابہ بن سوار (۳) عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی (۴) عثمان بن غیاث البصری (۵) عمر بن ذر الہمدانی (۶) محمد بن حازم ابو معاویہ الضریر (۷) ورقاء بن عمر الیشکری (۸) یونس بن بکیر (۹) ابراہیم تیمی (۱۰) عبد العزیز بن ابی رواد (۱۱) سالم بن عجلان (۱۲) قیس بن مسلم الجدلی (۱۳) خلاد بن یحییٰ بن صفوان (۱۴) بشر بن محمد السختیانی (۱۵) شعیب بن اسحٰق بن عبد الرحمن

(۱۹) بخاری میں ناصبی رواۃ کی تفصیل:۔

(۱) اسحٰق بن سوید العدوی (۲) حریز بن عثمان (۳) حصین بن نمیر الواسطی (۴) قیس بن ابی حازم (۵) اسماعیل بن ابان (۶) جریر بن عبد الحمید (۷) خالد بن مخلد القطوانی (۸) سعید بن فیروز (۹) سعید بن عمرو (۱۰) عباد بن یعقوب الاسدی (۱۱) بہز بن

اسد (۱۲) عبد الملک بن اعین (۱۳) عبید اللہ بن موسیٰ العبسی (۱۴) عوف بن ابی جمیلہ۔

(۱۹) بخاری میں قدری رواۃ کی تفصیل:-

(۱) ثور بن یزید الحمصی (۲) حسان بن عطیہ المحاربی (۳) حسن بن ذکوان قدری (۴) زکریا بن اسحاق (۵) شبل بن عباد المکی (۶) شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر (۷) عبد اللہ بن ابی لبید المدنی (۸) عبد اللہ بن ابی نجیح (۹) عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ (۱۰) عبد الرحمن بن اسحاق بن الحارث (۱۱) عبد الوارث بن سعید التنوری (۱۲) عطاء بن ابی میمونہ (۱۳) عمر بن ابی زائدہ (۱۴) عمران بن مسلم القصیر (۱۵) عمیر بن ہانی العنسی (۱۶) کہمس بن المنہال (۱۷) محمد بن سواء العنبری (۱۸) ہارون بن موسیٰ الاعور (۱۹) ہشام بن ابی عبد اللہ (۲۰) یحییٰ بن حمزہ الحضرمی (۲۱) ہمام بن یحییٰ (۲۲) معاذ بن ہشام الدستوائی

(۲۰) بخاری میں خارجی رواۃ کی تفصیل:-

(۱) عکرمہ مولیٰ ابن عباس (۲) عمران بن حطان (۳) داؤد بن الحصین

(۲۱) بخاری میں جہمیہ رواۃ کی تفصیل:-

(۱) بشر بن السری البصری (۲) [illegible] القرشی [illegible] (۳) یحییٰ بن صالح الوحاظی۔

(قطرات العطر)

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[illegible]

{ضمیمہ}

{افکار پریشاں}

حضرات گرامی!!

اب تک آپ نے اتحادی حضرات کی اکابر سے وفاداری کے عبرتناک نمونے ملاحظہ فرمائے ہیں۔ اب ہم چند نمونے ان کی آپس کی خانہ جنگی کے پیش کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل آپ کو کتاب کے حصہ ثانی میں ملے گی۔

{کیفیت موت اور خانہ جنگی}

حضرات انبیاء کرام کی موت ہر فرد بشر کی طرح خروج روح کے ساتھ ہوتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اتحادیوں کے چار نظریات ملاحظہ فرمائیں۔

{کیفیت موت کے بارے میں پہلا نظریہ}

☆ آب حیات میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ حضرات انبیاء کرام کی ارواح مبارکہ کا ابدان طاہرہ سے خروج نہیں ہوتا۔ چنانچہ مولانا غلام غوث ہزاروی فرماتے ہیں، مگر انبیاء کی موت کے بارے میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حیات انبیاء کی ذاتی صفت ہے، اور اوروں کی عارضی، اس لیے پیغمبروں سے حیات کا انقطاع نہیں ہوتا۔ اور نہ روح نکلتی ہے۔ بلکہ جسم سے سمٹ کر دل میں مرکوز ہو جاتی ہے۔

(تسکین الصدور صفحہ ۲۱۳)

{شکوری دعویٰ اجماع}

اتحادی گروہ کے فقیہ العصر مفتی عبد الشکور ترمذی فرماتے ہیں کہ آب حیات کے اس نظریہ پر تمام علماء دیوبند کا اجماع ہے، جو شخص اس نظریہ کو حضرت نانوتویؒ کا تفرد بتلاتا ہے اس کے پاس اس بات کی کوئی سند یا دلیل موجود نہیں ہے۔

چنانچہ مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب "المہند" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اس کے ساتھ دوسری بات اس عبارت سے یہ معلوم ہوئی کہ آب حیات میں اس مسئلہ حیات النبی ﷺ کو جس دقیق اور انوکھے طرز پر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے ان سب حضرات دستخط کنندگان نے اس کو اسی طرز پر تسلیم فرمالیا ہے گویا اسی وقت علماء دیوبند کا اجماع آب حیات کی تصدیق پر بھی منعقد ہو چکا تھا..... اس وقت جو لوگ آب حیات کی تحقیق کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہ کا تفرد بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علماء دیوبند کے اندر آب حیات کی تحقیق کے بارے میں اختلاف ہے وہ غور کریں اور بتلائیں کہ ان کے اس خیال کی آخر ان کے پاس کون سی سند ہے؟ آب حیات میں جس طرز سے حیات النبی ﷺ کا اثبات کیا گیا ہے اس کی تمام اکابر نے تصدیق فرمائی ہے اس طرز کا مسلمہ اکابر دیوبند میں سے کس نے انکار کیا ہے؟

(ہدایۃ الحیران مصنفہ مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب ص: ۳۲۹)

{کیفیت موت کے بارے میں دوسرا نظریہ}

کیفیت موت میں دوسرا نظریہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر اور ان کے متوسلین و مصدقین کا ہے جن میں حضرت مولانا فخر الدین شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، مفتی سید مہدی حسن مفتی اعظم دیوبند، قاری محمد طیب مہتمم دیوبند، مولانا حبیب الرحمن اعظمی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا السید یوسف محمد بنوری، مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا محمد عبد اللہ درخواستی، مولانا عبد الحق صاحب، مولانا عبد الخالق صاحب، مولانا خان محمد خانقاہ سراجیہ، مولانا سید گل بادشاہ، مولانا دوست محمد قریشی، مفتی

احمد سعید سرگودھا، مولانا محمد نذیر اللہ خان، مولانا محمد غلام غوث ہزاروی وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ ان حضرات کا نظریہ اس مسئلہ میں اشاعت التوحید والسنۃ کی طرح یہی ہے کہ انبیاء وغیر انبیاء ہر فرد بشر کی موت بصورت خروج روح ہی واقع ہوتی ہے۔

چنانچہ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔

پہلی بات موت کا مفہوم عرف عام میں موت جان نکل جانے کا نام ہے یعنی جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو اس کو موت کہتے ہیں، علماء کا معنی کیا ہے کہ روح کا تعلق جسم سے منقطع ہو جائے، قرآن و حدیث کے نصوص و اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت روح نکالی جاتی ہے، آسمانوں کی طرف لے جائی جاتی ہے پھر اپنے مستقر و جگہ پر رکھی جاتی ہے۔

(تسکین الصدور ص: ۲۱۲)

نیز فرماتے ہیں:۔

جمہور علماء اسلام موت کا معنی انقطاع الروح عن البدن ہی کرتے ہیں۔

(تسکین الصدور ص: ۲۱۴)

مزید فرماتے ہیں:۔

دلائل صریحہ سے ثابت ہے کہ موت کے وقت روح جسم سے نکالی جاتی ہے۔

(تسکین الصدور ص: ۲۰۲)

عبرت:۔

مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب فرماتے ہیں:

صاحب آب حیات کا نظریہ ہے کہ ارواح کا ابدان سے اخراج نہیں ہوتا ہے اور ترمذی صاحب فرماتے ہیں آب حیات کی تحقیق پر تمام اکابر علماء دیوبند کا اجماع ہے جبکہ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب اور کے مصدقین کا اعلان یہ ہے کہ موت کا معنی ہی روح کا بدن سے نکل جانا ہے اور بوقت موت روح کا بدن سے نکلنا قرآن و احادیث کی نصوص اور دلائل صریحہ سے ثابت ہے۔

تو آپ غور فرمائیں، اگر ترمذی صاحب کی بات درست مانیں تو مولانا سرفراز خان صاحب اپنے مصدقین سمیت اجماع کے منکر ہو کر اہل السنت سے خارج ہو جاتے ہیں

اور اگر مولانا سرفراز صاحب اور ان کے مصدقین کی بات صحیح تسلیم کی جائے تو مولانا عبد الشکور ترمذی صاحب اور ان کے ہمنوا قرآن وسنت کے نصوص اور دلائل صریحہ کے منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

جب مشکل میں پھنسا ہوں جو یہ نکا تو وہ اٹکا جو وہ نکا تو یہ اٹکا

{کیفیت موت کے بارے میں تیسرا نظریہ}

کیفیت موت میں تیسرا نظریہ ماسٹر امین صاحب اور اس کے غالی اتحادی گروہ کا ہے۔ ماسٹر امین صاحب اور ان کا غالی اتحادی گروہ اس مسئلہ میں انتہائی متذبذب و حیران اور سرگرداں ہیں۔ کسی صورت میں بھی اپنا نظریہ ظاہر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس گروہ کے ذمہ دار حضرات سے بار بار عقیدہ و نظریہ دریافت کیا گیا لیکن انہوں نے تقیہ ہی میں عافیت سمجھی اور بحث کو مختلف طریقوں سے الجھانے کی کوشش کی لیکن عقیدہ بتانے کے لئے کبھی بھی آمادہ نہ ہوئے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اتحادی گروہ کے موحد کا اپنا موقف تضادات کا مجموعہ ہے۔ بعض عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ ماسٹر امین صاحب اس مسئلہ میں مفتی عبد الشکور صاحب کے ساتھ ہیں اور بعض عبارات سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ماسٹر امین صاحب اس مسئلہ میں مولانا سرفراز خان صفدر صاحب وغیرہ کے ساتھ ہیں۔ ماسٹر امین صاحب کی ساری زندگی کی تحقیقات و خرافات ان کے برادرزادے نے تسکین الاذکیاء کی صورت میں جمع کی ہیں۔

چنانچہ ماسٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

☆ موت نام ہے روح کے نکلنے کا اب جب انبیاءؑ کی روح موت کے وقت نکلی پھر جب سوال و جواب کے وقت لوٹائی گئی تو اب اس کو دوبارہ نہیں نکالا جاتا۔ پس اگر وہ نکلتی تو یہ دوسری موت ہوتی چونکہ آنحضرت ﷺ کی روح دوبارہ نہیں نکلی اس لئے دوسری موت واقع نہیں ہوئی۔ (تسکین الاذکیاء ص: ۲۲۳)

☆ اب یہاں پہلے ایک یہ بات بھی سمجھ لیں کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے یہ کیوں فرمایا واللہ ما مات رسول اللہ کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے، حالانکہ اس

سے پہلے حضرت عمرؓ نے اس شخص کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ فوت ہو گیا ہے۔ لیکن حضور ﷺ کے بارہ میں فرما رہے تھے کہ فوت نہیں ہوئے کیونکہ فاروق اعظمؓ کی نظر آپ ﷺ کے قلب مبارک کی طرف تھی، ان کو قلب میں حیات کے آثار محسوس ہو رہے تھے، وہ کیسے آپ ﷺ کی حیات کا انکار کرتے...... عام لوگوں کی موت اور نبی کی موت میں فرق ہے جیسے عام لوگوں کی نیند اور نبی کی نیند میں فرق ہے حضرت نانوتویؒ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے...... جب موت طاری ہوئی تو حیات کہیں گئی نہیں، آپ ﷺ کی موت ساتر حیات تھی اب موت کیا ہے ...... الخ (تسکین الاذکیاء ص: ۲۲۲)

عبرت:۔

اوکاڑوی صاحب نے دو کشتیوں پہ پاؤں رکھنے کی کوشش فرمائی ہے اس لئے بری طرح ڈوبنے سے دوچار ہوئے ہیں۔ اوکاڑوی صاحب کی جن عبارات میں اخراج روح کا قول کر کے مولانا سرفراز صاحب کی تقلید کی گئی ہے ان عبارات کی رو سے ترمذی فتویٰ کے مطابق اوکاڑوی صاحب اجماع کے منکر ہو کر اہل السنت سے خارج اور اوکاڑوی صاحب کی جن عبارات سے ترمذی تحقیق پر اعتماد کیا گیا ہے مولانا سرفراز خان اور ان کے مصدقین کی تحقیق کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

گویا اوکاڑوی صاحب کے اہل السنت سے خارج ہونے پر مولانا سرفراز صاحب اور ان کے مصدقین اور مولانا ترمذی اور ان کے ہمنوا سب "اہل اتحاد اکابر" کا اجماع ہے۔

{کیفیت موت کے بارے میں چوتھا نظریہ}

کیفیت موت میں چوتھا نظریہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی لندن کا ہے۔ علامہ صاحب چونکہ ڈاکٹر بھی ہیں، موصوف نے اپنی ڈاکٹری ان سے نکلی ہی ہی اور حیرت انگیز تحقیق دریافت فرمائی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک آپ ﷺ کی روح مبارک نکلی بھی ہے اور نہیں بھی نکلی گوشت، خون، پٹھوں وغیرہ سے روح مبارک نکل گئی، لیکن دل کے اندر جو خلا ہوتے

ہیں ان کے اندر رکی رہی، جسم سے باہر نہیں نکلی۔

چنانچہ فرماتے ہیں:۔

خدائی وعدہ پورا ہوا اصحاب حل نے وعدہ وفات پورا کرنا تھا، اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا تو آپ ﷺ کی روح مبارک اگر بدن سے نکل کر ...... اگر جسم سے نکل کر جسم کے اندر ہی جو حصے خالی ہوتے ہیں، مثلاً قلب دل ہے ...... دل کے اندر پورے کا پورا گوشت نہیں ...... پورا خون بھی نہیں ...... اس بدن کے اندر خلا بھی تو ہے ...... تو اگر پورے بدن سے روح کا انفصال بھی ہو، مگر وہ بدن کے اسی حصے کے اندر رہے اور قلب کے اس حصے کے اندر رہے، جس میں خلا ہے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ روح بدن سے نکلی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نہیں نکلی۔

اگر کہو کہ بدن سے نکلی، باقی بدن سے اور اندر رہی اس خلا میں جو بدن کے اندر ہے تو جب اس قسم کے بہت احتمالات کی بہت گنجائش ہو سکتی ہے تو پھر مولانا محمد قاسمؒ نے کیا جرم کیا؟ کہ لوگ ان کے پیچھے پڑے رہے۔ (خطبات خالد ص: ۲۷۷، ج: ۱)

ڈاکٹر صاحب اپنی نرالی تحقیق کی بناء پر ترمذی تحقیق کے منکر ہونے کی وجہ سے بقول ترمذی صاحب اجماع کے منکر ہو کر گمراہ اور اہل السنت سے خارج۔

اور مولانا سرفراز صاحب کی تحقیق سے بغاوت کر کے بقول مولانا سرفراز خان صفدر اور ان کے مصدقین نصوص کتاب وسنت کے منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج، ماسٹر صاحب کی طرح ڈاکٹر صاحب بھی اتحادی اکابر کے اجماع سے اہل السنت والجماعۃ سے خارج ہیں۔

{عقیدہ اعادہ روح}

اعادہ روح:۔

☆ مفتی عبد الشکور ترمذی ثم ساہیوالی فرماتے ہیں:۔

بعد از وفات ہر میت کے لئے بوقت سوال نکیرین ارواح کا اعادہ الی الابدان

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ (ہدایۃ الحیران ص: ۳۵۴)

☆ اس مرنے والے مومن کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے سامنے آتے ہیں۔ (ہدایۃ الحیران ص: ۳۵۵)

☆ جب حسب تصریحات سابقہ جملہ اموات کے لئے بعد از وفات بوقت سوال اعادہ روح احادیث صحیح سے ثابت ہے تو پھر انبیاء کرامؑ کے اجساد مبارکہ میں اعادہ ارواح کا اس قاعدہ کے برخلاف کس دلیل سے انکار کیا جاتا ہے۔ (ہدیۃ الحیران ص: ۳۶۹)

☆ اعادہ روح اور حیات جسمانی کا دوام و استمرار اس گزارش کے پیش نظر ان احادیث سے قدر مشترک کے طور پر آنحضرتؐ کے لئے روضہ اطہر میں دائمی طور پر اعادہ روح اور جسمانی حیات کے دوام و استمرار کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ (ہدیۃ الحیران ص: ۳۷۵)

☆ انبیاء و غیر انبیاءؑ سب کے لئے بعد از وفات اعادہ ارواح الی الابدان احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ (ہدیۃ الحیران ص: ۳۶۸)

☆ اس تسلیم شدہ حقیقت کے پیش نظر جس کا اوپر ذکر ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ شہداء کے اجساد میں ان کی ارواح موجود ہوتی ہے اور روح کے موجود ہونے کی وجہ سے ان کا جسم زندہ اور ان کو جسمانی حیات حاصل ہے۔ (حیات انبیاء کرامؑ مصنفہ عبد الشکور ترمذی صاحب ص: ۱۲۱)

☆ اوپر احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا کہ قبر میں جسد کی طرف روح کو لوٹایا جاتا ہے جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث کے الفاظ تعاد روحہ فی جسدہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ (حیات انبیاء کرامؑ ص: ۱۲۷)

☆ ظاہر ہے کہ عذاب قبر ایسی چیز کو ہو سکتا ہے جو قبر میں ہے اس لئے روح قبر میں ہونی ضروری ہے یہی تو حیات ہے ورنہ جسم خالی تو جمادات میں سے ہے، عناصر اربعہ جامدہ کا مجموعہ ہے اس کو عذاب کا کیا معنی ...؟ (حیات انبیاء کرامؑ ص: ۲۲)

☆ قبر میں اعادہ ارواح کی احادیث کا متواتر ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے، حضرت امام ابوحنیفہ نے اعادة الروح الی العبد حق پر نص فرمادی اور حضرت امام الدین

ثم لم نرد فی الاجساد فی القبور روح کے اعادہ فی القبر کی تصریح فرما رہے ہیں۔ (اعداد الا مقالہ ین) (حیات انبیاء کرام ص:۱۱۱)

نوٹ:۔

قد اکبر امام صاحب کی کتاب نیس (امداد الاحکام) اور کتاب الصلوۃ امام احمد پر بہتان ہے۔ (مہر)

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر "تسکین الصدور" ص:۷۰ پر باب دوم "اعادہ روح" کی سرخی جما کر فرماتے ہیں:۔

اہل السنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ میت جب قبر میں دفن کر دی جاتی ہے تو اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔۔۔۔۔الخ۔

☆ دلائل صریحہ سے ثابت ہے کہ موت کے وقت روح جسم سے نکالی جاتی ہے اور اس کے مستقر پر علیین اور سجین پر پہنچا دی جاتی ہے مگر یہ بھی صحیح براہین سے ثابت ہے کہ قبر میں میت کی طرف اس کی روح لوٹائی جاتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اعادہ روح کے کچھ دلائل باحوالہ عرض کریں تاکہ ماننے والوں کے ایمان وایقان میں اضافہ ہو اور نہ ماننے والوں کے لئے شاید کہ رشد وہدایت کا نمونہ ثابت ہوں، یا کم از کم اتمام حجت ہی ہو جائے۔ (تسکین الصدور ص:۱۰۶)

☆ شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں:۔

قبر اور برزخ میں مومنین اور کفار سب کی طرف ارواح لوٹائے جاتے ہیں۔ (تسکین الصدور ص:۲۳۱)

☆ یہ تحقیق اس مسلک پر مبنی ہے کہ قبر میں نکیرین کے سوال کے وقت مردوں کو زندہ کیا جاتا ہے پھر ان کو وفات دی جاتی ہے، مگر جمہور اس کے خلاف ہیں (یعنی جمہور کے نزدیک مردے قبر میں زندہ رہتے ہیں پھر دوبارہ موت نہیں دی جاتی۔ از ناقل) (تسکین الصدور ص:۲۴۳)

☆ اشاعتی خانیوں کے امام الزاہدین صاحب

اپنی "رحمت کائنات" نامی کتاب جو کہ جھوٹی حکایات، من گھڑت روایات، خوابوں

اور کہانیوں کا جواب انسائیکلوپیڈیا ہے، میں فرماتے ہیں:۔

روح کا بدن کی طرف قبر میں لوٹایا جانا سب مردوں کے لئے صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(رحمت کائنات ص:۱۳۰)

☆ یہی اشاعتی امام الزاہدین صاحب (بن غلام جیلانی مرید اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب فتاویٰ رضویہ) فرماتے ہیں:۔

ایک آدمی کے دفن کے بعد جب قبر چوروں نے اس کی قبر کھودی تو وہ زندہ ہو کر بھاگ آیا پھر کافی زمانہ زندہ رہا اس کو اللہ تعالیٰ نے بچے بھی دیا اس کا نام سہالک تھا۔

(رحمت کائنات ص:۷۲)

اذا ثبت الشئی ثبت بلوازمہ۔۔ از ناقل (اسی سہالک نامی شخص کی اولاد آج بھی شمس آباد، اٹک اور ایبٹ آباد کے بعض علاقوں میں پائی جاتی ہے، جو ماشاءاللہ خزینہ نفوس وغیرہ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ (اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم)

پیر زاہد الحسینی صاحب فرماتے ہیں:۔

مندرجہ بالا احادیث میں یہ بات ظاہر ہے کہ فرشتے میت کو بٹھاتے ہیں۔ اس کے جسم میں روح لوٹا دیا جاتا ہے۔ وہ اپنی آنکھیں ملتا ہے۔ جناب رسول اکرم ﷺ تو فرماتے ہیں کہ جسم میں روح لوٹایا جاتا ہے اور جسمانی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ یہی مسلک حق اہلسنت والجماعت کا ہے۔۔۔۔ ثم یعادفیہ الروح پھر اس میں روح لوٹایا جاتا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ روح اس کے جسم میں لوٹایا جاتا ہے۔ فی کا حرف وہاں آتا ہے جہاں بعد والی چیز پہلے کے لیے ظرف (برتن) ہو، مطلب روح اس طرح بدن میں ڈالا جاتا ہے، جس طرح برتن میں چیز ڈالی جاتی ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۱۲۹)

☆ اشاعتی امام الزاہدین، شیخ التکفیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی طرف ایک جعلی خط منسوب کرتے ہوئے اپنی زٹلیات کی تصدیق قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے رحمت کائنات میں رحمۃ للعالمین ﷺ کے مزار مقدس کے اندر حضور ﷺ کے جسد عنصری میں اسی دنیاوی زندگی کی طرح روح کا موجود ہونا ثابت کیا ہے۔ (جس پر کوئی بھی شرعی دلیل قیامت تک کسی عالی کو نہیں مل سکے گی، از ناقل)

(رحمت کائنات ص:۴۹)

نور محمد تونسوی فرماتے ہیں:۔

کتاب وسنت کے روشن دلائل کے مطابق تمام علماء اہلسنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عالم قبر وبرزخ میں بوقت سوال روح کا جسد کی طرف اعادہ ہوتا ہے۔

(قبر کی زندگی صفحہ نمبر ۱۳۴)

یہی حضرت فرماتے ہیں:۔

اہلسنت کا اجماع ہے کہ قبروں میں میت کو حیات ملتی ہے، امام الحرمین نے لکھا ہے کہ سب سلف امت کا اس پر اتفاق ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے، مردوں کو قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے، اور ارواح اجساد میں لوٹائی جاتی ہیں۔ (قبر کی زندگی صفحہ ۱۳۵)

ترمذی صاحب فرماتے ہیں:۔

یہ حدیث اعادہ روح پر قطعی الدلالت ہے۔ (قبر کی زندگی صفحہ ۱۵۹)

اللہ یار خان چکڑالوی لکھتے ہیں:۔

عود روح کے متعلق احادیث متواترہ صاف اور صریح موجود ہیں اور اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، عود روح کا منکر حدیث کا بھی منکر ہے اور اجماع کا بھی منکر ہے، اہل السنت والجماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (حیات برزخیہ ص:۶۱)

نیز یہی چکڑالوی موصوف لکھتے ہیں:۔

براء بن عازب کی یہ حدیث عود روح پر صریح دال ہے اس صراحت کے بعد تاویل کی گنجائش نہیں رہتی، اگر اب بھی کوئی جسارت کرے تو وہ تاویل نہیں بلکہ تعصب بالحدیث ہوگا۔ (حیات برزخیہ ص:۶۰)

چکڑالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

روح کو جسد میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ (حیات برزخیہ ص:۶۰)

عود روح پر نص صریح اور صحیح دال ہے۔ (حیات برزخیہ ص:۶۱)

صحیح احادیث صاف اعلان کر رہی ہیں کہ سوال کے وقت روح جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔ (حیات برزخیہ ص:۶۱)

احادیث صاف صراحت کرتی ہیں کہ سوال کے وقت روح کو بدن میں لوٹایا جاتا ہے۔ (حیات برزخیہ ص:۶۱)

قبر میں روح کا جسم میں لوٹایا جانا صحیح حدیث سے ثابت ہے جو تمام مردوں کے لئے ہے۔ (حیات برزخیہ ص:۶۱)

اسی طرح حیات برزخیہ کا صفحہ ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، وغیرہ پر عبارات موجود ہیں۔

خلاصہ:۔

عبارات بالا سے مندرجہ ذیل امور واضح ہیں:۔

(۱) اشاعتی اکابر ترمذی، ترنذی، حسینی، چکڑالوی صاحبان وغیرہ کے نزدیک سب مردوں کے لئے دفن کے بعد ارواح کو ان کے ابدان میں لوٹا دیا جاتا ہے اور بقول ان کے ان کا یہ نظریہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے، نیز اسی پر اجماع امت اور دلائل صریحہ موجود ہیں۔

(۲) ہر میت کے لئے اعادہ روح مستمرہ علی الدوام ثابت ہے۔

(۳) ہر میت کے بدن میں روح کو اس طرح لوٹا دیا جاتا ہے جیسے برتن کے اندر پانی۔

{سید نور الحسن شاہ صاحب کا فیصلہ کن بیان}

☆ قرآن وحدیث اور اجماع امت سے یہ بات ثابت وتحقیق ومسلم ہے کہ موت کے بعد بدن کے اندر روح قیامت کے دن لوٹائی جائے گی، اس سے پہلے نہیں۔

(حیات الاموات صفحہ ۳۷)

☆ حضرات انبیاء کرام پر موت کا اطلاق فرمایا گیا ہے۔ اور مرنے کے بعد قیامت

تک بدستور میت ہیں۔ پھر قیامت کے دن زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔ تو حضرات انبیاء کرام کو جن کی شان حضرات شہداء سے بدرجہا ارفع و افضل ہے۔ قیامت تک میت قرار دیا گیا ہے۔ اور حضرات شہداء جن کی شان اور جن کا درجہ و مقام حضرات انبیاء کرام سے بہت فروتر ہے۔ احیاء (زندہ) فرمایا گیا ہے۔ انہیں اموات کہنے اور سمجھنے تک کی نہی و ممانعت کر دی گئی ہے۔ تو ان آیات اور احادیث میں بھی درحقیقت کوئی تعارض و تناقض نہیں۔ حضرات شہداء کے لیے جس حیات کا اثبات کیا گیا ہے۔ وہ وہی جنتی روحانی حیات ہے۔ دنیوی جسمانی حیات سے مغایر، شہادت سے پہلے والی حیات نہیں۔ اس حیات پر موت کا اطلاق ہو سکتا ہے اور حضرات انبیاءؑ کے لیے جو موت ثابت ہے وہ دنیوی جسمانی موت ہے۔ اس پر حیات کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ مگر دنیوی حیات سے مغایر غیر کامل اور غیر مطلق حیات۔

(حیات الاموات صفحہ ۸۶)

☆ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ صحیحہ متواترہ سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ شہید فی سبیل اللہ کا روح قرار جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ رہا جسم تو شہید کا جسم روح اور جان کے بغیر رہ جاتا ہے۔

(حیات الاموات صفحہ ۸۶)

☆ متعدد احادیث صحیحہ میں حضرات شہداء اس جسمانی دنیوی حیات کی استدعا کرتے ہیں کہ روح جسد عنصری میں واپس کی جائے مگر یہ منظور نہیں کی جاتی۔

(حیات الاموات صفحہ ۸۴)

☆ کس قدر صراحت موجود ہے کہ آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیں۔ یہاں کی تمنا ہے جو پوری نہ ہوئی۔ واضح ہو گیا کہ حضرات شہداء کی روحیں نہ تو جنت میں سے واپس دنیا میں آئیں نہ عنصری جسموں میں داخل ہوئیں۔

(حیات الاموات صفحہ ۸۳)

☆ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔

(قرآن کریم صحیح احادیث اور اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ آسمانوں میں فرشتے اور ارواح حضرات انبیاءؑ اور حضرت عیسیٰؑ جسد عنصری کے ساتھ بلکہ تمام دیگر مومنوں کی روحیں آسمانوں پر موجود ہیں۔ ایک صحیح روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت

آدمؑ کی وہ اولاد جو اہل نار ہے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ کے بائیں جانب موجود ہے۔ اسی طرح ارواح انبیاءؑ بھی موجود ہیں۔ (احسن الکلام صفحہ ۱۹)

☆ مولانا عبدالقیوم حقانی مرید خاص [illegible] فرماتے ہیں:۔

حالانکہ یہ قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ آسمانوں میں فرشتے اور ارواح انبیاء وغیرہم بھی موجود ہیں۔ (توضیح السنن، جلد اول ص ۵۸۲)

سید نور الحسن شاہ صاحب، مولانا سرفراز خان صاحب، مولانا عبدالقیوم صاحب خلیفہ حسینی کا دعویٰ ہے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے یہ بات ثابت، تحقیق و مسلم ہے کہ ارواح انبیاء کرامؑ، شہداء اور عام مومنین آسمانوں میں ہیں اجساد میں قطعاً نہیں اور قیامت سے پہلے ارواح کو بدن میں ہرگز نہیں لوٹایا جائے گا۔

عبرت:۔

ترمذی، ترنڈی، حسینی صاحبان کے نزدیک ارواح کا بدن کے اندر ہونا قرآن اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اللہ یار خان چکڑالوی کا دعویٰ ہے کہ جو شخص اعادہ روح کا منکر ہے وہ اہل السنت سے خارج ہے۔ جبکہ سید نور الحسن شاہ صاحب، مولانا سرفراز خان صاحب اور حسینی صاحب کے خلیفہ عبدالقیوم صاحب کا فرمان یہ ہے کہ قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع سے روحوں کا بدن میں نہ ہونا اور قیامت تک واپس نہ آنا ثابت ہے۔

اب اگر ترمذی، ترنڈی، حسینی و چکڑالوی صاحبان کا دعویٰ صحیح ہے تو مولانا سرفراز خان صاحب، مولانا نور الحسن شاہ صاحب، مولانا عبدالقیوم صاحب قرآن و احادیث متواترہ کے منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے اور اگر مولانا سرفراز خان صاحب کا فرمان عالی شان درست ہے، تو ترمذی، حسینی، چکڑالوی صاحبان قرآن اور احادیث متواترہ اور اجماع امت کے منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔۔۔ اللہ اللہ تے خیر سلا

☆ سید نور الحسن شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

علماء اسلام نے بدن مثالی کا قول بعض مواقع پر ضرور کیا ہے، مگر وہاں جہاں جسد عنصری کا موجود ہونا محال تھا۔ مثلاً معراج کے موقع پر۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے بیت

المقدس میں اور آسمانوں پر حضرات انبیاء کرام سے ملاقات فرمائی۔ اور مسجد اقصیٰ میں انبیاء کو نماز بھی پڑھائی۔ چونکہ ان کے جسد عنصری قبروں میں مدفون تھے۔ اس لیے جمہور علماء امت یہی فرماتے ہیں کہ بیت المقدس یا آسمانوں میں حضرات انبیاء کرامؑ کے مثالی ابدان مبارک تھے۔

☆ حضرت حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں:۔

حدیث کی دلالت اس پر ظاہر ہے کہ موسیٰؑ اور یونسؑ آپ ﷺ کو نظر آئے یہ تمثل روحی تھا کیونکہ جسد ان حضرات کا قبور میں تھا۔

(تکشف صفحہ ۵۰۳۔۔۔ حیات الاموات صفحہ ۶۶)

☆ نور الحسن شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

بیت المقدس میں شب معراج کو انبیاء کرام اپنے عنصری اور حقیقی ابدان مبارکہ کے ساتھ تشریف نہیں لائے تھے، کیونکہ وہ تو قبروں میں مدفون اور محفوظ ہیں۔ بیت المقدس میں صرف ان کی روحیں متشکل ہو کر شریک نماز ہوئی تھیں۔

(حیات الاموات صفحہ ۶۷)

{نوری راگنی}

☆ مولوی نور محمد ترنڈی فرماتے ہیں:۔

آپ ﷺ کی یہ ملاقات انبیاء کرامؑ سے ہوئی۔ مثلاً آدمؑ اور نوحؑ وغیرہ۔ اور آدمؑ اور نوحؑ کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ سب انبیاء کرام روح اور جسد دونوں کے ساتھ بیت المقدس میں تشریف لائے تھے۔ چونکہ حضور اکرم ﷺ کا یہ سفر معراج جسد عنصری کے ساتھ تھا اور حضرت عیسیٰؑ پر ابھی موت واقع نہیں ہوئی لہٰذا وہ بھی اسی جسد عنصری کے ساتھ تشریف لائے تھے لہٰذا بقیہ تمام انبیاء کرامؑ بھی ان دونوں کی طرح جسد عنصری کے ساتھ تشریف لائے تھے۔

(قبر کی زندگی صفحہ ۹۶)

☆ ترنڈی صاحب فرماتے ہیں:۔

قرآن مجید میں تو جسم مثالی کا نام و نشان بھی نہیں، اسی طرح کسی صحیح حدیث میں بھی جسد مثالی کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا جسد مثالی کا یہ نظریہ بے اصل اور بے بنیاد ہونے کی وجہ

سے باطل ہے۔ (قبر کی زندگی صفحہ ۲۱۸)

☆ ترنڈی صاحب فرماتے ہیں:۔

اسی طرح اسراء کی رات جن پیغمبروں نے حضور اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی وہ نماز انہی اجساد عنصریہ کے ہمراہ تھی۔ جب کہ یہی اجساد اپنی اپنی قبروں میں بھی موجود ہے۔ اور ادھر روح کے ہمراہ آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز بھی ادا کی۔ تو بعض علماء نے روح کے ہمراہ نماز پڑھنے والے جسد عنصری کا نام جسم مثالی رکھ دیا، حالانکہ یہ وہ قبر والا جسم عنصری ہی ہے، صرف اس کا نام دوسرا تجویز کر لیا گیا ہے۔ ذات ہرگز تبدیل نہیں ہوئی۔ بندہ عاجز نے یہ دعویٰ کیا کہ بعض علماء جس جسد مثالی کے قائل ہیں وہ درحقیقت کوئی اور چیز نہیں بلکہ یہی قبر والا جسد عنصری ہے۔ (قبر کی زندگی صفحہ ۲۱۶)

{ترنڈی صاحب کا چیلنج قبول ہے}

☆ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ نے بعض اکابر کے ارشادات ذکر فرمائے تھے، جن کا مضمون یہ تھا کہ ارواح انبیاء کرامؑ اجسام مثالیہ کی صورت میں جنت میں داخل کر دی جاتی ہیں، اس پر مولوی نور محمد ترنڈی صاحب برستے ہوئے لکھتے ہیں:۔

لیکن اس نورانی کافوری اجسام والے نظریہ کا تو سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو صدی صغیر سے بھی کسی بڑے کذاب اور دجال کی روایت سے یہ نظریہ ثابت کر دو، ہمارے علماء آپ کی روایت کے راویوں پر جرح بھی نہیں کریں گے۔

(قبر کی زندگی صفحہ ۲۲۴)

ترنڈی صاحب غصہ تھوک دیجئے، ہم آپ کی منہ مانگی مراد ابھی پوری کیے دیتے ہیں، صدی صغیر سے بڑے درجے کی شخصیت آپ کے امام الزاہدین حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب فرماتے ہیں:۔

وجود مثالی شرعاً معتبر ہے، دین میں اس کا اعتبار ہے اور اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں ہے (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں، رحمت کائنات صفحہ ۳۰۳ سے ۳۱۹ تک)۔

نیز آپ کے پیر و مرشد حسینی صاحب فرماتے ہیں:۔ جو آدمی وجود مثالی کا انکار کرتا

ہے وہ اہلسنت والجماعت میں سے ہرگز نہیں بلکہ اعتزال کی بو ہے۔ اس وجود مثالی کے اثبات کے لیے ہزار سے زیادہ نصوص کی تاویل کرنی پڑتی ہے۔
لیجئے اٹھ ٹمی صاحب! اب تو آپ کی منہ مانگی مراد پوری ہو گئی ہے۔ آپ تو ایک روایت کی بات کر رہے تھے اور وہ بھی سدی صغیر سے بڑے کذاب اور دجال سے۔ جبکہ آپ کے پیر و مرشد ایک ہزار سے زیادہ نصوص سے وجود مثالی کے ثابت کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور کتب و حدیث میں بھی ایک ہزار سدی بھی مل جائے تو آپ کے پیر و مرشد کی ناک پاک کو بھی نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ اس کتاب کے ابتدائیہ سے روشن ہو چکا ہے۔

{فریق مخالف کا عقیدہ سماع}

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔
ادراک، شعور، علم و سماع میں مردے اور زندے برابر ہیں۔ اصل گر کی بات ہی یہی ہے جیسا کہ اس پر بے شمار حوالے عرض کر دیے گئے۔ (سماع الموتی ص:۲۲۱)

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب علامہ نواب صدیق حسن خان کے حوالے سے تائید افرماتے ہیں:۔
تمام مردے مومن ہوں یا کافر حصول علم، شعور، ادراک، سماع، عرض اعمال اور زیارت کرنے والے کے سلام کے جواب لوٹانے میں برابر اور یکساں ہیں ان امور کی تخصیص محض حضرات انبیاء کرام اور شہداء کے ساتھ ہی نہیں ہے۔
(سماع الموتی ص:۲۲۱)

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:۔
شعور اور بعض احادیث سے یہ ثابت ہے کہ مردہ اپنے اہل و عیال اور دوستوں کے احوال کو جانتا ہے جو ان کو دنیا میں پیش آتے ہیں اور یہ حالات اس پر پیش کیے جاتے ہیں اور احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ دیکھتا بھی ہے اور جو کچھ اس کے پاس کیا جاتا ہے اس کو جانتا بھی ہے اگر وہ کاروائی اچھی ہو تو اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اگر وہ بری ہو تو اس سے اس کو رنج پہنچتا ہے۔ (سماع الموتی ص:۲۸)

☆ بتحقیق تواتر سے حدیثیں آئی ہیں کہ مردہ اپنے اہل و عیال اور دوستوں کے احوال کو جانتا ہے کیونکہ ان کے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں اور جو کاروائی اس کے پاس کی جاتی ہے مردہ اس کو دیکھتا اور جانتا ہے اچھی کاروائی سے اس کو خوشی اور بری کاروائی سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ (سماع الموتی ص ۲۹)

☆ میت کا اپنے زیارت کنندہ کو پہچاننا صرف آنحضرت ﷺ ہی سے مختص نہیں ہے بلکہ ہر میت اپنے زائر کو پہچانتی ہے۔ (سماع الموتی ص:۳۰)

☆ جب کوئی زندہ شخص قبر کے پاس آ کر سلام و کلام کرتا ہے تو مردے اس کو آواز اور لب و لہجہ سے پہچان لیتے ہیں۔ (سماع الموتی ص:۳۱)

☆ آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والا ادب، خشوع اور تواضع کو لازم پکڑے اور میت کے مقام پر اپنی نگاہ کو نیچی رکھے جیسا کہ آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی زندگی میں کرتا تھا کیونکہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور اس بات کو ذہن میں حاضر رکھے کہ آپ ﷺ آنے والے کے اپنے سامنے کھڑا ہونے اور اس کے سلام کو سنتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کی زندگی کی حالت میں تھا اس لئے کہ آپ ﷺ کی موت و حیات میں اپنی امت کے مشاہدہ اور ان کے احوال و نیات و عزائم اور خیالات کو پہچاننے میں کوئی فرق نہیں اور یہ بات آپ ﷺ کے ہاں بالکل روشن (اور) ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس پر اطلاع دیتا ہے۔
(سماع الموتی ص:۳۶)

فائدہ:۔ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب فرماتے ہیں:۔ کسی عالم کا کسی کے قول کو نقل کرنا اور اس کا کہیں بھی رد نہ کرنا بلکہ اس سے استدلال و احتجاج کرنا حقیقۃً اس کی تصحیح ہے۔ تصحیح اور کس چیز کا نام ہے؟ (سماع الموتی ص:۳۶۳)

☆ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:۔
حافظ ابن تیمیہ سماع موتی کے مسئلے کو ضروریات دین کے مسائل میں شمار کرتے ہیں۔ (سماع الموتی ص:۲۳۲)

☆ بالجملہ اموات کے شعور و ادراک کا انکار اگر کفر نہیں تو اس کے الحاد ہونے میں تو

شبہ ہی نہیں ہے۔ (سماع الموتی ص:۲۲۰)

☆ حضرت گنگوہیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔
حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت امام ابوحنیفہؒ سماع موتی کا انکار کرتے ہیں۔ (اصل عبارت گزر چکی ہے)

تنبیہ:۔
ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ کفر و الحاد کے فتوے کی زد میں کون کون حضرات آ رہے ہیں...؟

☆ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب فیصل آبادی فرماتے ہیں:۔
جو حضرات ثبوت سماع کے قائل ہیں وہ موتی میں سے صرف اولیاء کرام کے سماع کے قائل نہیں بلکہ دشمنوں اور کفار تک کے سماع کے قائل ہیں۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ نیک و بد ثبوت سماع میں سب برابر ہیں۔
(اشرف التوضیح ص:۲۷۰، ج:۱)

☆ نور محمد تونسوی صاحب لکھتے ہیں:۔
آئمہ اربعہ کے پیروکار سارے کے سارے عام موتی کے سماع کے قائل ہیں۔
(قبر کی زندگی ص:۳۶۲)

نیز لکھتے ہیں:۔
جو لوگ امام ابوحنیفہؒ کی طرف عدم سماع کی نسبت کرتے ہیں، وہ صحیح نہیں ہے۔
(قبر کی زندگی ص:۳۶۱)

☆ پیر زاہد الحسینی صاحب لکھتے ہیں:۔
اہل قبور سلام سنتے ہیں، پہچانتے ہیں، اور جواب دیتے ہیں، اور اس عقیدہ پر تمام علماء سلف کا اجماع ہے۔ (رحمت کائنات ص:۸۹)

☆ اللہ یار خان چکڑالوی لکھتے ہیں:۔
جمہور صحابہؓ، تابعینؒ و بعد والے جن کے زمانہ کی خیریت کی شہادت خود رسول کریم ﷺ نے دی، سب سماع موتی کے قائل تھے اتباع صحابہؓ میں نجات ہے۔ ما انا

علیہ و اصحابی سے دور ہونے والا قطعی جہنمی ہے۔ (ایمان اولیاء ص:۱۰۷)

☆ اہل قبور کے ادراک، فہم اور شعور سے انکار کرنے والا اگر کافر نہیں تو ملحد تو یقیناً ہے۔ (ایمان اولیاء ص:۱۳۸)

☆ سماع موتی حدیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے اور نص کے مقابلہ میں قیاس مردود ہے اور پھر یہ قیاس شخصی ہے، قیاس شرعی بھی نہیں، نص کے مقابلے میں قیاس پیش کر کے ابلیس رجیم بن گیا۔ (ایمان اولیاء ص:۱۳۶)

☆ اللہ یار خان چکڑالوی لکھتے ہیں:۔
سماع موتی کی احادیث متواتر ہیں۔ (حیات برزخیہ ص:۲۲۹)

☆ تواتر کا انکار کفر ہے یا فسق یا بدعت ہے۔ (حیات برزخیہ ص:۱۴۵)

☆ ایک طرف متواتر احادیث اور اجماع صحابہؓ ہے اور دوسری طرف صرف عائشہؓ
(حیات برزخیہ ص:۲۲۵)

نوٹ:۔ غور فرمائیے! چکڑالوی صاحب ایک طرف تواتر کے انکار کو کفر کہتے ہیں اور پھر حضرت صدیقہ کائناتؓ کو تواتر کا منکر بتلاتے ہیں، تو چکڑالوی صاحب کا یہ فتویٰ کہاں تک پہنچا؟

☆ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ میت سنتا ہے خواہ کسی بھی حالت میں ہو۔
(حیات برزخیہ ص:۱۹۳)

☆ پہلے دلائل قطعیہ سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ مٹی زمین، آگ، پتھر، پانی، ہوا، آسمان و زمین، شجر و حجر تمام چیزیں سنتی ہیں، بدن میت جب مٹی ہو جاتا ہے تو اس مٹی کو سننے میں کونسی چیز مانع ہوتی ہے؟ (حیات برزخیہ ص:۲۷۶)

☆ معلوم ہوا کہ معتزلہ کا فرقہ پتھروں کے سننے اور کلام کرنے کا منکر ہے مگر اہل السنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جمادات سنتے ہیں۔ (حیات برزخیہ ص:۱۵۳)

☆ بعد موت، انسانی جسم ریزہ ریزہ ہو کر کوئی تو صورت اختیار کرے گا، اور اس صورت پر لازماً شی کا اطلاق ہو گا اور ہر شی جب سنتی ہے تو انسان کے سننے میں کیا مانع ہے؟ ہمارا اصل استدلال تو آیات قرآنی سے ہے، جو ہر شی کے سماع پر قطعی الدلالت ہیں۔ ان کا

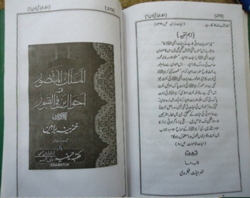
المسلک المنصور
فی
احوال اہل القبور
المعروف
خزینہ براہین
مکتبہ حسینیہ
0334-8917139
{278}
{اہم تنبیہ}
طالب دعا
ظفر حیات بگروی

المسلک المنصور
فی
احوال اہل القبور
المعروف
خزینہ براہین
ناشر
مکتبہ حسینیہ
0334-8917139